Spot CMYK#Waheed

ماہنامہ

التبلیغ

راولپنڈی

بشرفِ دعا

حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب رحمہ اللہ

وحضرت مولانا ڈاکٹر تنویر احمد خان صاحب رحمہ اللہ

مدیر
مفتی محمد رضوان

ناظم
مولانا عبد السلام

مجلسِ مشاورت

مفتی محمد یونس، مفتی محمد امجد، حکیم محمد فیضان، غفار الحق

فی شمارہ.................. 25 روپے

سالانہ.................. 300 روپے

پبلشرز

محمد رضوان

سرحد پرنٹنگ پریس، راولپنڈی

خط و کتابت کا پتہ

ماہنامہ التبلیغ پوسٹ بکس 959

راولپنڈی پوسٹ کوڈ 46000 پاکستان

قانونی مشیر

الحاج غلام علی فاروق

(ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)

مستقل رکنیت کے لئے اپنے مکمل ڈاک کے پتہ کے ساتھ سالانہ فیس صرف 300 روپے ارسال فرما کر گھر بیٹھے ہر ماہ ماہنامہ ''التبلیغ'' حاصل کیجئے

ڈاک کا پتہ تبدیل ہو جانے یا ماہنامہ موصول نہ ہونے کی صورت میں رکنیت نمبر کا حوالہ دے کر فوری اطلاع کریں

اس دائرہ میں سرخ نشان آپ کی رکنیت ختم ہونے کی علامت ہے، آئندہ شمارہ رکنیت فیس موصول ہونے پر ارسال کیا جاسکے گا

برائے رابطہ...... ادارہ غفران ٹرسٹ چاہ سلطان گلی نمبر 17

عقب پٹرول پمپ و چمڑا گودام راولپنڈی صوبہ پنجاب پاکستان

فون: 051-5507530-5507270 فیکس: 051-5780728

www.idaraghufran.org

Email: idaraghufran@yahoo.com

ترتیب وتحریر

صفحہ

اداریہ ....نگران حکومت کا قیام اور نئے انتخابات کی آمد..........مفتی محمد رضوان ۳

درسِ قرآن (سورہ بقرہ: قسط ۱۰۳)......... رمضان میں قرآن مجید کا نزول.........// // ۵

درسِ حدیث ....نکاح کے لئے صالح و دیندار بیوی کا انتخاب.........// // ۹

مقالات ومضامین: تزکیۂ نفس، اصلاحِ معاشرہ و اصلاحِ معاملہ

اہم انتباہ...مفتی محمد رضوان ۱۵

ووٹ کے آداب...// // ۱۷

نماز کے سلام اور تشہد میں مسلمانوں کو شامل کرنا..........................مولانا محمد ناصر ۲۱

ووٹ کیسے شخص کو دیا جائے؟..مفتی محمد رضوان ۲۶

پھر وہ رختِ سفر باندھ کے عقبیٰ کے سفر پہ چلے..........محمد امجد حسین، انیس احمد حنیف ۲۸

ماہِ ربیع الآخر: چھٹی نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات..........مولانا طارق محمود ۲۹

تذکرۂ اولیاء:..........حیاتِ لطیف الامت..........// // ۳۱

پیارے بچو!..........چستی اور صحت مندی..........مولانا محمد ناصر ۵۴

بزمِ خواتین..........توبہ کی فضیلت..........مفتی محمد یونس ۵۶

آپ کے دینی مسائل کا حل.. اولاد کے درمیان عدل ومساوات اور برابری کا حکم..ادارہ ۶۲

کیا آپ جانتے ہیں؟.......... سونے کے آداب (قسط ۵)..........مفتی محمد رضوان ۷۲

عبرت کدہ .... حضرت یوسف علیہ السلام (قسط ۳۴)..........ابوجویریہ ۸۲

طب وصحت... اللہ نے موت کے علاوہ ہر بیماری کی دوا پیدا فرمائی ہے... مفتی محمد رضوان ۸۵

اخبارِ ادارہ .... ادارہ کے شب وروز..........مولانا محمد امجد حسین ۹۲

اخبارِ عالم .... قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں..........حافظ غلام بلال ۹۳

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ

مفتی محمد رضوان

نگران حکومت کا قیام اور نئے انتخابات کی آمد

وطنِ عزیز میں گزشتہ پانچ سالہ دورِ حکومت مکمل ہونے پر نگران حکومت کا قیام عمل میں لایا جاچکا ہے، اور دوہزار تیرہ کے نئے انتخابات کی آمد آمد ہے۔

حزبِ اقتدار اور حزبِ اختلاف جماعتوں کی مشاورت سے نگران حکومت کا قیام عمل میں آچکا ہے، جو اس حیثیت سے خوش آئند ہے کہ گزشتہ تجربات کی روشنی میں سابق حکومتوں کی موجودگی ونگرانی میں انتخابات کے آزادانہ ومنصفانہ ہونے پر خدشات کا اظہار کیا جاتا رہا ہے۔

اس کے علاوہ آزاد اور فعال الیکشن کمیشن کا قیام بھی کئی اعتبار سے بہتر ثابت ہوا ہے، اگرچہ اس کے بعض اقدامات سے کچھ لوگوں کو اختلاف بھی ہوا ہے، لیکن الیکشن کمیشن کی طرف سے کئی اقدامات بہت مناسب ہوئے ہیں، مثلاً اسلحہ کی نمائش پر پابندی، اور اپنے مخالف امیدواروں اور جماعتوں پر بے جا الزام تراشیوں سے بچنے کے لئے ضابطۂ اخلاق کی مؤثر پابندی وغیرہ وغیرہ۔ امید ہے کہ اس قسم کے اقدامات سے انتخابات کے موقع پر جو ہڑبونگ مچتی ہے، اور طوفانِ بے تمیزی اٹھتا ہے، اس پر قابو پایا جاسکے گا۔

دوسری طرف ملک میں جاری دہشت گردی کی وجہ سے بھی انتخابات کی گہما گہمی میں کچھ کمی دکھائی دے رہی ہے، ملک میں دہشت گردی اور افراتفری کا ماحول تو کافی عرصہ سے بنا ہوا ہے، لیکن انتخابات کے زمانہ میں کثرت سے اجتماعات منعقد ہونے اور سیاسی شخصیات کے منظر عام پر آنے کی وجہ سے دہشت گردوں اور مخالفوں کے لئے حملے کرنے کا یہ آسان راستہ نکل آتا ہے، اس لئے متعدد مقامات پر سیاسی جلسوں واجتماعات اور سیاسی شخصیات پر حملوں کا سلسلہ بھی جاری ہے۔

اس طرح کے حملے کس جماعت یا کن افراد کی طرف سے کئے جارہے ہیں، اور ان کے پیچھے کیا عزائم ومقاصد کارفرما ہیں؟ یہ وہ سوالات ہیں کہ جن کے جوابات واضح اور متعین طریقہ پر معلوم نہیں، اور حقیقتِ حال سے اللہ ہی باخبر ہے، تاہم ایسے مواقع پر چلتے دریا میں ہاتھ دھونے کے لئے پرانی دشمنیاں نکالنے والے اور ذاتی اختلاف رکھنے والے لوگوں کو بھی اچھا موقع میسر آجاتا ہے، اور وہ اس طرح اپنی دشمنی کی

بھڑ اس نکال کر لوگوں کی نظروں سے مخفی ہو جاتے ہیں، اور معاملہ ایک عام جاری دہشت گردی کے پسِ منظر چلا جاتا ہے، مگر ظاہر ہے کہ اللہ کی نظر اور قیامت کے دن راز افشاء ہونے سے تو نہیں بچا جا سکتا، اور کسی مسلمان کو قتل کرنے کا معاملہ انتہائی نازک وسنگین ہے، بالخصوص آج کل کے بم اور خود کش حملوں کا معاملہ اس حیثیت سے بھی زیادہ نازک ہے کہ اس کی زد میں بیک وقت کئی افراد اور غیر متعلقہ وغیر مجرم لوگ بھی آ جاتے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ وطنِ عزیز کی فضا کو امن وسکون عطائے فرمائے، اور نئے انتخابات ملک کے لئے بہتر ثابت ہوں، اور خیر وعافیت کے ساتھ یہ مرحلہ طے ہو۔

گزشتہ حکومت کا دورانیہ اگرچہ پانچ سالہ عرصہ پر مشتمل ہونے کی وجہ سے جمہوریت کے استحکام کی بنیاد قرار دیا جا رہا ہے، لیکن دوسری طرف یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ سابق دورِ حکومت میں بہتر اپوزیشن میسر آنے اور پورے پانچ سالہ دورِ حکومت حاصل ہونے کے باوجود حزبِ اقتدار کی طرف سے بہت سے اہم کام انجام نہ دیئے جا سکے، اور بہتری نہیں لائی جا سکی۔

چنانچہ بجلی اور گیس کی لوڈ شیڈنگ، مہنگائی، بے روزگاری، کرپشن اور دہشت گردی وغیرہ کے واقعات میں کمی کے بجائے مختلف طریقوں سے اضافہ ہوا، اور اس جہت سے گزشتہ حکومت کی کارکردگی کچھ بہتر ثابت نہ ہو سکی۔

صوبائی سطح پر البتہ صوبہ پنجاب میں دیگر صوبوں کے مقابلہ میں کئی غیر معمولی اور بلند سطح کے دیرپا تعمیر وترقی کے کام ہوئے، اور صوبائی سطح کے سیاسی وحکومتی شعبوں کی کارکردگی بدتر کے مقابلہ میں کافی بہتر رہی۔

موجودہ بڑی سیاسی جماعتوں میں ہمارے خیال میں گزشتہ کارکردگیوں کو دیکھتے ہوئے نواز شریف کی حکومت ملک کے موجودہ معاشی مسائل اور بحرانوں کے حوالہ سے غنیمت معلوم ہوتی ہے، اگرچہ بعض دوسری سیاسی جماعتیں بھی زور وشور کے ساتھ ابھر رہی ہیں، اور ان کی طرف سے مختلف تبدیلیوں کے نعرے لگائے جا رہے اور دعوے کئے جا رہے ہیں، لیکن ظاہر ہے کہ صرف نعرے لگانے اور دعوے کرنے سے حالات میں تبدیلی نہیں آیا کرتی، اور بعض اوقات نئے تلخ تجربات کے نتیجہ میں پرانے کفن چور کو یاد کرنا پڑا کرتا ہے۔

موجودہ انتخابات کے موقع پر ہماری گزارش یہی ہے کہ ہر شخص کو ذمہ دارانہ ودیانت دارانہ طریقہ پر اپنے ووٹ کا حق خوب غور وفکر کے ساتھ استعمال کرنا چاہئے، اور صرف دعووں یا نعرے بازیوں سے متأثر ہونے کے بجائے سنجیدگی کے ساتھ تمام مالہٗ وما علیہا کو دیکھ کر انتخاب کا فیصلہ کرنا چاہئے، اور ووٹ کو دین وشریعت سے خارج سمجھ کر اس کو ضائع کرنے سے بچنا چاہئے۔

اس سلسلہ میں تفصیلات کے لئے ہمارا رسالہ ''انتخاب اور ووٹ کے احکام وآداب'' ملاحظہ فرمائیں۔

(سورہ بقرہ قسط۱۰۳، آیت ۱۸۵)

مفتی محمد رضوان

رمضان میں قرآن مجید کا نزول

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ أُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْآنُ هُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدٰی وَالْفُرْقَانِ

(سورة البقرة، آیت ۱۸۵)

ترجمہ: رمضان کا مہینہ وہ ہے، جس میں قرآن کو نازل کیا گیا، جو لوگوں کے لئے ہدایت ہے، اور ہدایت اور (حق وباطل کے درمیان) فرق کرنے والے دلائل ہیں (سورہ بقرہ)

تفسیر وتشریح

اس آیت میں یہ بتایا گیا ہے کہ قرآن مجید رمضان کے مہینے میں نازل کیا گیا ہے، جو لوگوں کے لئے ہدایت ہے، اور اس میں ہدایت اور حق اور باطل کے درمیان فرق کرنے والے دلائل بھی ہیں۔

قرآن مجید دراصل رمضان کے مہینے میں لیلۃ القدر میں نازل کیا گیا، جیسا کہ سورہ قدر میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ. وَمَآ اَدْرٰاکَ مَا لَیْلَةُ الْقَدْرِ. لَیْلَةُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ. تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِیْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِّنْ کُلِّ اَمْرٍ. سَلٰمٌ هِیَ حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَجْرِ (سورة القدر، پارہ ۳۰)

ترجمہ: بے شک ہم نے اس (قرآن) کو لیلۃ القدر میں نازل کیا ہے اور آپ کو معلوم ہے کہ لیلۃ القدر کیا ہے؟ لیلۃ القدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے، اس رات میں فرشتے اور روح اپنے رب کے حکم سے ہر امر کو لے کر نازل ہوتے (اور اترتے) ہیں، سراپا سلام ہے وہ (لیلۃ القدر اور اس کی برکت) طلوعِ فجر (یعنی صبح صادق) تک رہتی ہے (سورہ قدر)

حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

أُنْزِلَتْ صُحُفُ إِبْرَاهِیْمَ أَوَّلَ لَیْلَةٍ مِّنْ شَهْرِ رَمَضَانَ، وَأُنْزِلَتِ التَّوْرَاةُ لِسِتٍّ مَضَیْنَ مِنْ رَمَضَانَ وَأُنْزِلَ الْإِنْجِیْلُ لِثَلَاثَ عَشْرَةَ مَضَتْ مِنْ رَمَضَانَ، وَأُنْزِلَ

Idara Ghufran

الزَّبُوْرُ لِثَمَانَ عَشْرَةَ خَلَتْ مِنْ رَمَضَانَ، وَأُنْزِلَ الْقُرْآنُ لِأَرْبَعَ عَشْرَةَ خَلَتْ مِنْ رَمَضَانَ(المعجم الکبیر للطبرانی) [1]

ترجمہ: حضرت ابراہیم علیہ السلام کے صحیفے (آسمانی کتابچے ورسائل) رمضان کی پہلی تاریخ میں اور تورات رمضان کی چھٹی تاریخ میں، اور انجیل تیرہویں تاریخ میں، اورزبور اٹھارویں تاریخ میں، اورقرآن مجید چوبیس تاریخ گزرنے کے بعد(یعنی اس کے بعد کی کسی رات میں)نازل ہوا(طبرانی،مسند احمد)

اس سلسلہ میں اورروایات بھی ہیں،اوربعض روایات میں دیگرآسمانی کتابیں نازل ہونے کی تاریخوں میں کچھ اختلاف ہے،لیکن ان آسمانی کتابوں کے رمضان کے مہینے میں نازل ہونے کی وہ بھی تائیدوتصدیق کرتی ہیں۔ [2]

اوران روایات کی سند پر بعض محدثین نے کلام کیاہے،لیکن رمضان کے مہینے میں آسمانی کتابیں نازل ہونے کے مضمون کے متعلق یہ روایات ایک دوسرے کی تائیدوتصدیق کرتی ہیں،اس لئے اس حدتک یہ

---

[1] رقم الحدیث ۱۸۵ ،واللفظ لہٗ،المعجم الاوسط للطبرانی رقم الحدیث ۳۷۴۰ ،مسند احمد رقم الحدیث ۱۶۹۸۴ ،شعب الایمان للبیہقی رقم الحدیث ۲۰۵۳ ،فضائل القرآن لمحمد بن نصر المروزی رقم الحدیث ۳۲،فضائل القرآن لمحمد بن الضریس رقم الحدیث ۱۲۵ .

[2] عن ابن عباس قال قال رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) أنزلت الصحف علی إبراھیم فی لیلتین من شھر رمضان وأنزل الزبور علی داود فی ست من رمضان وأنزلت التوراۃ علی موسی لثمان عشرۃ من رمضان وأنزل القرآن علی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) لأربع وعشرین من رمضان (تاریخ دمشق لابن عساکر، ج٦، ص ۲۰۲، رقم الحدیث ۱۴۷٦)

حدثنا جابر بن عبد اللہ ، قال : أنزل اللہ صحف إبراھیم فی أول لیلۃ من رمضان ، وأنزلت التوراۃ علی موسی لست خلون من رمضان ، وأنزل الزبور علی داود فی إحدی عشرۃ لیلۃ خلت من رمضان ، وأنزل القرآن علی محمد صلی اللہ علیہ وسلم فی أربع وعشرین خلت من رمضان (مسند ابویعلیٰ الموصلی، رقم الحدیث ۲۱۹۰)

قال البوصیری:ھذا إسناد ضعیف، لضعف سفیان بن وکیع بن الجراح .ولہ شاھد من حدیث واثلۃ بن الأسقع رواہ أحمد بن حنبل فی مسندہ.(اتحاف الخیرۃ المھرۃ،تحت رقم الحدیث ۴۱۵، کتاب العلم،باب فی علم النسب ،وکذافی کتاب الصوم،تحت رقم الحدیث ۲۲۰۱ ،باب صوم شھر الصبر وثلاثۃ أیام بعدہ)

عن أبی ملیح ،ثنا جابر بن عبد اللہ قال : أنزل اللہ صحف إبراھیم فی أول لیلۃ من شھر رمضان ، وأنزل التوراۃ علی موسی لست خلون من شھر رمضان ، وأنزل اللہ الإنجیل علی عیسی فی ثمان عشرۃ لیلۃ من شھر رمضان ، وأنزل القرآن علی محمد صلی اللہ علیہ وسلم لأربع وعشرین خلت من شھر رمضان (حدیث ھشام بن عمار رقم الحدیث ۱۳)

روایات معتبر ہیں۔ [1]

تمام آسمانی کتابیں، یہاں تک کہ سب سے افضل واعلیٰ آسمانی کتاب ''قرآن مجید'' کے نازل ہونے کے لئے رمضان کے مہینے کا انتخاب فرمانا اس مہینے کی فضیلت واہمیت کی واضح دلیل ہے۔ گویا کہ جو مقام وشرف آسمانی کتابوں کو دوسری کتابوں پر اور قرآن مجید کو دوسری آسمانی کتابوں پر حاصل ہے وہی مقام وشرف رمضانُ المبارک کے مہینے کو دوسرے مہینوں پر حاصل ہے۔

قرآن مجید کے اس مہینے میں نازل ہونے کی اسی نسبت کی وجہ سے رمضان کے مہینے میں تلاوت کی فضیلت بھی زیادہ ہے۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کے بقول قرآن مجید لوحِ محفوظ سے آسمانِ دنیا پر تو لیلۃُ القدر میں نازل ہوا، اور اس کے بعد وہاں سے تھوڑا تھوڑا نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا جاتا رہا۔

چنانچہ جلیلُ القدر تابعی حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا، قَالَ: أَنْزَلَ اللّٰہُ الْقُرْآنَ إِلَی السَّمَآءِ الدُّنْیَا فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ، فَکَانَ اللّٰہُ إِذَا أَرَادَ أَنْ یُّوْحِیَ مِنْہُ شَیْئًا، أَوْحَاہُ، أَوْ أَنْ یُّحْدِثَ مِنْہُ فِی الْأَرْضِ شَیْئًا أَحْدَثَہُ (مستدرک حاکم) [2]

ترجمہ: حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو آسمانِ دنیا پر لیلۃُ القدر میں نازل فرمایا، پھر (اس کے بعد) اللہ تعالیٰ جب اُس میں سے کچھ وحی بھیجنا چاہتے، تو وحی بھیج دیتے، یا اُس میں سے کچھ زمین میں ظاہر فرمانا چاہتے، تو اس کو ظاہر فرمادیتے (حاکم)

---

[1] قال الھیثمی: رَوَاہُ أَحْمَدُ وَالطَّبَرَانِیُّ فِی الْکَبِیرِ وَالْأَوْسَطِ، وَفِیہِ عِمْرَانُ بْنُ دَاوُدَ الْقَطَّانُ، ضَعَّفَہُ یَحْیَی، وَوَثَّقَہُ ابْنُ حِبَّانَ، وَقَالَ أَحْمَدُ: أَرْجُو أَنْ یَکُونَ صَالِحَ الْحَدِیثِ. وَبَقِیَّةُ رِجَالِہِ ثِقَاتٌ (مجمع الزوائد، ج ۱ ص ۴۶۸)

وقال الالبانی: قلت: و ھذا إسناد حسن، رجالہ ثقات، و فی القطان کلام یسیر. و لہ شاھد من حدیث ابن عباس مرفوعا نحوہ. أخرجہ ابن عساکر (۲/۱۶۷/۱ و ۵/۳۵۲/۱) (سلسلة الاحادیث الضعیفة تحت رقم الحدیث ۱۵۷۵)

[2] رقم الحدیث ۲۸۷۷، ج ۲ ص ۲۴۱۱، کتاب التفسیر.

قال الحاکم: ھَذَا حَدِیثٌ صَحِیحُ الْإِسْنَادِ، وَلَمْ یُخَرِّجَاہُ"

وقال الذھبی: صحیح.

ایک اور جلیل القدر تابعی حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى: إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ، قَالَ: أُنْزِلَ الْقُرْآنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ إِلَى السَّمَآءِ الدُّنْيَا، وَكَانَ بِمَوْقِعِ النُّجُوْمِ، وَكَانَ اللّٰهُ يُنَزِّلُهُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْضَهُ فِيْ أَثَرِ بَعْضٍ (مستدرک حاکم) [1]

ترجمہ: حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے اللہ تعالیٰ کے قول کہ ''ہم نے اس کو لیلۃ القدر میں نازل کیا'' کے بارے میں فرمایا کہ قرآن مجید سارا ایک وقت میں لیلۃ القدر میں آسمانِ دنیا کی طرف ستاروں کے مقام پر نازل کیا گیا، اور (پھر اس کے بعد) اللہ تعالیٰ قرآن مجید کے کچھ حصے کو ایک دوسرے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرماتے رہے (حاکم)

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَبِثَ بِمَكَّةَ عَشْرَ سِنِيْنَ، يُنْزَلُ عَلَيْهِ الْقُرْآنُ وَبِالْمَدِيْنَةِ عَشْرًا (بخاری، رقم الحدیث ۴۴۶۴)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں دس سال رہے، آپ پر قرآن نازل ہوتا رہا، اور مدینہ میں بھی دس سال رہے (بخاری)

جس میں امت کے لئے کئی حکمتیں اور فائدہ کی باتیں تھیں۔

(کذافی: فیض القدیر للمناوی تحت رقم حدیث ۲۷۳۴)

---

[1] رقم الحدیث ۲۸۷۸، ج۲ ص ۲۴۲، کتاب التفسیر، واللفظ لهٗ؛ شعب الایمان للبیهقی، رقم الحدیث ۳۳۸۶، کتاب الصیام، فَصْلٌ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ.

قال الحاکم: هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ عَلٰى شَرْطِهِمَا، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ

وقال الذهبی: علی شرط البخاری ومسلم.

ایک روایت میں مواقعِ نجوم پر وقتاً فوقتاً نزول کا ذکر ہے، مگر وہ روایت سند کے لحاظ سے ناقابلِ اعتبار معلوم ہوتی ہے۔

عَنْ سَعْدِ بْنِ طَرِيْفٍ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ مِقْسَمٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ قَوْلِهٖ (شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْ أُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْآنُ) وَقَوْلِهٖ (إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُبَارَكَةٍ) فَقَالَ: إِنَّهُ قَدْ أُنْزِلَ فِيْ رَمَضَانَ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ فِيْ لَيْلَةٍ مُبَارَكَةٍ جُمْلَةً وَاحِدَةً، ثُمَّ أُرْسِلَ عَلٰى مَوَاقِعِ النُّجُوْمِ رِسْلًا فِي الشُّهُوْرِ وَالْأَيَّامِ (المعجم الکبیر للطبرانی، رقم الحدیث ۱۲۰۹۵)

قال الهیثمی: رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ، وَفِيْهِ سَعْدُ بْنُ طَرِيْفٍ، وَهُوَ مَتْرُوْكٌ (مجمع الزوائد، تحت رقم الحدیث ۱۰۸۴۵، باب سورۃ البقرۃ)

درسِ حدیث

مفتی محمد رضوان

احادیثِ مبارکہ کی تفصیل وتشریح کا سلسلہ

نکاح کے لئے صالح ودیندار بیوی کا انتخاب

دنیا میں نکاح کے انتخاب کے لئے عورتوں میں مختلف صفات دیکھی جاتی ہیں، اوران کی بنیاد پر کسی عورت سے نکاح کیا جاتا ہے، کہیں مالداری کو دیکھا جاتا ہے، کہیں حسب ونسب اور خاندان کو دیکھا جاتا ہے، کہیں حسن وجمال کو دیکھا جاتا ہے، اور کہیں دینداری کو دیکھا جاتا ہے۔

شریعتِ مطہرہ نے ان سب چیزوں میں دینداری کو ترجیح دی ہے، اور مختلف احادیث میں اس بات کا ذکر آیا ہے۔

دیندار عورت، کامیابی کا ذریعہ ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ لِأَرْبَعٍ: لِمَالِهَا وَلِحَسَبِهَا وَجَمَالِهَا وَلِدِيْنِهَا، فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّيْنِ، تَرِبَتْ يَدَاكَ (بخاری، رقم الحديث ۵۰۹۰)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت سے نکاح چار چیزوں کی وجہ سے کیا جاتا ہے، ایک تو اس کے مال کی وجہ سے، دوسرے اس کے حسب (ونسب اور خاندان کے اعلیٰ ہونے) کی وجہ سے، تیسرے اس کے حسن وجمال کی وجہ سے، چوتھے اس کے دین کی وجہ سے، تو آپ دین والی سے (نکاح کرکے) کامیابی حاصل کیجئے (ورنہ) آپ کے ہاتھ خاک آلود ہوں گے (بخاری)

اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ عَلٰى إِحْدٰى خِصَالٍ ثَلَاثٍ: تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ عَلٰى مَالِهَا، وَتُنْكَحُ الْمَرْأَةُ عَلٰى جَمَالِهَا، وَتُنْكَحُ الْمَرْأَةُ عَلٰى دِيْنِهَا، فَخُذْ ذَاتَ الدِّيْنِ وَالْخُلُقِ تَرِبَتْ يَمِيْنُكَ (مسند أحمد، رقم

الحدیث ۱۱۷۶۵) ۱؎

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت سے نکاح ان تین خصلتوں کی بنیاد پر کیا جاتا ہے، ایک تو عورت سے اس کے مال کی بنیاد پر نکاح کیا جاتا ہے، دوسرے عورت سے اس کے حسن وجمال کی بنیاد پر نکاح کیا جاتا ہے، تیسرے عورت سے اس کے دین کی بنیاد پر نکاح کیا جاتا ہے، تو آپ دین دار اور با اخلاق عورت کو اختیار کریں (ورنہ) آپ کا دایاں ہاتھ خاک آلود ہوگا (مسند احمد)

مطلب یہ ہے کہ عورت سے عام طور پر تین یا چار چیزوں کی وجہ سے نکاح کیا جاتا ہے، یا تو عورت کا مالدار ہونا دیکھا جاتا ہے، یا حسن وجمال والی ہونا دیکھا جاتا ہے، یا خاندان اور حسب ونسب اچھا ہونا دیکھا جاتا ہے، یا دیندار اور با اخلاق ہونا دیکھا جاتا ہے، تو ان میں سے کامیاب چیز دیندار اور با اخلاق ہونا ہے، جس عورت میں یہ صفت موجود ہو، اس کو نکاح کے لئے ترجیح دینا اور انتخاب کرنا چاہئے، جس سے دنیا وآخرت میں کامیابی حاصل ہوتی ہے، اور اس کی خلاف ورزی میں ناکامی حاصل ہوتی ہے، جس کو ہاتھ یا دایاں ہاتھ خاک آلود ہونے تعبیر کیا گیا، جس کا مطلب یہ ہے کہ دینداری کو نظر انداز کر کے دوسری چیزوں کو ترجیح دینا درحقیقت اپنے ہاتھوں میں مٹی اور خاک کو حاصل کرنا ہے، دین کے مقابلہ میں دوسری چیزوں کی حیثیت مٹی سے زیادہ نہیں ہے، البتہ اگر دینداری کے ساتھ حسن وجمال وغیرہ کی صفت بھی موجود ہو، تو کوئی حرج والی بات نہیں۔ ۲؎

۱؎ فی حاشیة مسند احمد: صحیح لغیره، وهذا سند حسن.

۲؎ (وعن) أبی هريرة قال :قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم :-(تنكح المرأة لأربع) أی: لخصالها الأربع فی غالب العادة (لمالها، ولحسبها) بفتحتين وهو ما يكون فی الشخص وآبائه من الخصال الحميدة شرعا أو عرفا مأخوذ من الحساب، لأنهم إذا تفاخروا عد كل واحد منهم مناقبه ومآثر آبائه (ولجمالها) أی :لصورتها (ولدينها) أی :سيرتها .قال الطيبی -رحمه الله " :-لمالها إلخ بدل من أربع بإعادة العامل، وقد جاء ت اللام مكررا فی الخصال الأربع فی صحيح مسلم، وليس فی صحيح البخاری اللام فی جمالها اه .وما فی الكتاب موافق لمسلم (فاظفر بذات الدين) أی :فز بنكاحها .قال القاضی -رحمه الله " :-من عادة الناس أن يرغبوا فی النساء ويختاروها لإحدى أربع خصال عدها، واللائق بذوی المروء ات وأرباب الديانات أن يكون الدين من مطمح نظرهم فيما يأتون ويذرون، لا سيما فيما يدوم أمره ويعظم خطره .(تربت يداک) يقال :ترب الرجل أی :افتقر كأنه قال :تلتصق بالتراب، ولا يراد به هاهنا الدعاء، بل الحث على الجد والتشمير فی طلب المأمور به .قيل :معناه صرت محروما من الخير إن لم تفعل ما أمرتک به، وتعديت ذات الدين إلى ذات الجمال وغيرها، وأراد بالدين الإسلام والتقوى، وهذا يدل على مراعاة الكفاء ة، وأن الدين أولى ما اعتبر فيها(مرقاة المفاتيح، ج۵ ص۲۰۴۳، كتاب النكاح)

مومن اور ایمان و آخرت پر معین عورت سونے چاندی سے افضل

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

لَمَّا أُنْزِلَتْ (اَلَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ، وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ) قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَعْضِ أَسْفَارِهِ فَقَالَ: بَعْضُ أَصْحَابِهِ قَدْ نَزَلَ فِي الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ مَا نَزَلَ، فَلَوْ أَنَّا عَلِمْنَا أَيُّ الْمَالِ خَيْرٌ اتَّخَذْنَاهُ فَقَالَ: أَفْضَلُهُ لِسَانًا ذَاكِرًا، وَقَلْبًا شَاكِرًا، وَزَوْجَةً مُّؤْمِنَةً تُعِيْنُهُ عَلٰى إِيْمَانِهِ (مسند احمد، رقم الحدیث ۲۲۳۹۲،سنن الترمذی، رقم الحدیث ۳۰۹۴) [1]

ترجمہ: جب سورہ توبہ کی یہ آیت نازل ہوئی (جس کا ترجمہ یہ ہے) کہ ”جو لوگ سونے اور چاندی کو جمع کر کے رکھتے ہیں، اور اُن کو اللہ کے راستے میں خرچ نہیں کرتے“ (تو اُن کو دردناک عذاب کی خوشخبری سُنا دیجئے)

حضرت ثوبان کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی سفر میں تھے، تو آپ کے بعض صحابہ نے کہا کہ سونے، چاندی کے بارے میں تو یہ حکم نازل ہو چکا ہے، تو اگر ہمیں یہ معلوم ہو جائے کہ بہترین مال کون سا ہے؟ تو ہم اُسے لے لیں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زبان کا ذاکر اور دل کا شاکر اور زوجہ کا مؤمنہ ہونا جو مرد کے ایمان پر مددگار ثابت ہو، یہ افضل مال ہے (مسند احمد)

اور ایک حدیث کے آخر میں یہ الفاظ ہیں کہ:

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لِسَانًا ذَاكِرًا، وَقَلْبًا شَاكِرًا، وَزَوْجَةً تُعِيْنُ عَلَى الْآخِرَةِ (مسند احمد،رقم الحدیث ۲۳۱۰۱) [2]

ترجمہ: تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زبان کا ذاکر اور دل کا شاکر اور زوجہ کا

---

[1] فی حاشیۃ مسند احمد: حسن لغیرہ.

قال الترمذی:هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ سَأَلْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ، فَقُلْتُ لَهُ: سَالِمُ بْنُ أَبِي الْجَعْدِ سَمِعَ مِنْ ثَوْبَانَ؟ فَقَالَ: لَا، فَقُلْتُ لَهُ: مِمَّنْ سَمِعَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالَ: سَمِعَ مِنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، وَذَكَرَ غَيْرَ وَاحِدٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

[2] فی حاشیۃ مسند احمد:حسن لغیرہ.

مؤمنہ ہونا جو آخرت کے کاموں پر مددگار ثابت ہو (یہ سونے چاندی سے افضل مال ہے)

(مسنداحمد)

نیک صالح عورت، دنیا کا بہترین سامان ہے

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، قَالَ: اَلدُّنْیَا مَتَاعٌ، وَخَیْرُ مَتَاعِ الدُّنْیَا اَلْمَرْأَۃُ الصَّالِحَۃُ (مسلم، رقم الحدیث ۱۴۶۷ ”۶۴“)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا سامان ہے، اور دنیا کا بہترین سامان نیک صالح عورت ہے (مسلم)

مطلب یہ ہے کہ دنیا کا جو بھی سامان ہے، وہ بہت تھوڑا ہے، اور اس کا نفع وفائدہ جلدی زائل ہونے والی چیز ہے، لیکن نیک صالح عورت دنیا کا ایسا بہترین مال ہے کہ جس کا نفع اور فائدہ دنیا میں بھی حاصل ہوتا ہے، اور آخرت میں بھی۔ [۱]

نیک صالح عورت، سعادت مندی کی نشانی ہے

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: أَرْبَعٌ مِّنَ السَّعَادَۃِ: اَلْمَرْأَۃُ الصَّالِحَۃُ، وَالْمَسْکَنُ الْوَاسِعُ، وَالْجَارُ الصَّالِحُ، وَالْمَرْکَبُ الْھَنِیْءُ، وَأَرْبَعٌ مِّنَ الشَّقَاوَۃِ: اَلْجَارُ السُّوْءُ، وَالْمَرْأَۃُ السُّوْءُ، وَالْمَسْکَنُ الضَّیِّقُ، وَالْمَرْکَبُ السُّوْءُ (صحیح ابنِ حبان، رقم الحدیث ۴۰۳۲) [۲]

---

[۱] (وعن عبد الله بن عمرو) بالواو (قال :قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم :-الدنيا كلها متاع) أى :تمتع قليل نفع زائل عن قريب .قال تعالى :(قل متاع الدنيا قليل)وقال عليه الصلاة والسلام لو كانت الدنيا تعدل عند الله جناح بعوضة ما سقى الكافر منها شربة ماء ."(وخير متاع الدنيا) أى :خير ما يتمتع به فى الدنيا (المرأة الصالحة) لأنها معينة على أمور الآخرة، ولذا فسر على -رضى الله عنه -قوله تعالى : (ربنا آتنا فى الدنيا حسنة)بالمرأة الصالحة (وفى الآخرة حسنة)بالحور العين (وقنا عذاب النار)بالمرأة السليطة .قال الطيبى -رحمه الله :-وقيد الصالحة إيذان بأنها شر لو لم يكن على هذه الصفة(مرقاة المفاتيح، ج۵ص۲۰۴۳، كتاب النكاح)

[۲] فى حاشية ابنِ حبان:إسناده صحيح على شرط البخارى.

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چار چیزیں سعادت مندی سے تعلق رکھتی ہیں، ایک نیک صالح عورت، دوسرے وسیع رہائش، تیسرے نیک صالح پڑوسی، چوتھے نرم سواری، اور چار چیزیں شقاوت سے تعلق رکھتی ہیں، ایک برا پڑوسی، دوسری بری عورت، تیسرے تنگ رہائش اور چوتھے بری سواری (ابنِ حبان)

مطلب یہ ہے کہ یہ چار چیزیں آدمی کے لئے سعادت اور کامیابی کا ذریعہ بنتی ہیں، جن میں نیک صالح عورت بھی ہے، جو دنیا میں بھی راحت وعافیت کا ذریعہ ہے، اور آخرت میں بھی، اور اس کے مقابلہ میں بری عورت دنیا میں بھی انسان کے لئے تکلیف کا ذریعہ ہے، اور آخرت کے اعتبار سے بھی تکلیف کا باعث ہوسکتی ہے۔

غیر مسلم سے نکاح کا حکم

یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ نکاح کے لئے نیک صالح عورت کے انتخاب میں اس کا مؤمن مسلمان ہونا بدرجۂ اولیٰ شامل ہے، اور مومن کے مقابلہ میں غیر مومن اور خاص کر مشرک عورت دنیا وآخرت کے اعتبار سے سراسر ناکامی کا باعث ہے۔

اسی لئے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ وَلَأَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُشْرِكَةٍ وَّلَوْ أَعْجَبَتْكُمْ وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُشْرِكٍ وَّلَوْ أَعْجَبَكُمْ أُولٰئِكَ يَدْعُوْنَ إِلَى النَّارِ وَاللّٰهُ يَدْعُوْ إِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِإِذْنِهٖ وَيُبَيِّنُ آيَاتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ (سورة البقرة، رقم الآية ۲۲۱)

ترجمہ: اور مشرک عورتیں جب تک ایمان نہ لے آئیں ان سے نکاح نہ کرو اور البتہ مومن باندی بہتر ہے مشرک عورت سے، اگرچہ وہ (مشرک عورت) تمہیں اچھی لگے، اور مشرک مردوں سے نکاح نہ کرو یہاں تک کہ وہ ایمان نہ لے آئیں اور البتہ مومن غلام بہتر ہے مشرک سے، اگرچہ وہ (مشرک مرد) تمہیں اچھا لگے، یہ (مشرک مرد وعورت) لوگ آگ (یعنی جہنم) کی طرف بلاتے ہیں اور اللہ اپنے حکم سے جنت اور مغفرت کی طرف بلاتا ہے، اور لوگوں کے لیے اپنی آیتیں کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں (سورہ بقرہ)

Idara Ghufran

اس سے معلوم ہوا کہ مشرک عورت یا مرد سے مسلمان کا نکاح جائز نہیں۔

البتہ اگر کوئی عورت اصلی اہلِ کتاب (یعنی عیسائی یا یہودی) ہو، تو ضرورت کے وقت اس سے صرف مسلمان مرد کو نکاح کرنا جائز ہے، اگرچہ مسلمان عورت کو چھوڑ کر اہلِ کتاب عورت سے نکاح کرنا بلا سخت ضرورت کے مکروہ ہے، اور مسلمان عورت کا اصلی اہلِ کتاب مرد کے ساتھ نکاح بہرحال جائز نہیں۔ ۱

---

۱ يحرم على المسلم أن يتزوج ممن لا كتاب لها من الكفار لقول الله تعالى :(ولا تنكحوا المشركات حتى يؤمن، وهذا باتفاق.

قال ابن قدامة :لا خلاف بين أهل العلم فى تحريم نسائهم وذبائحهم.

والعلة فى تحريم نكاح المشركات -كما يقول الكاساني :إن ازدواج الكافرة والمخالطة معها مع قيام العداوة الدينية لا يحصل السكن والمودة التى هى قوام مقاصد النكاح .

ويجوز للمسلم زواج الحرائر من نساء أهل الكتاب وهم اليهود والنصارى لقول الله تعالى :(والمحصنات من الذين أوتوا الكتاب من قبلكم)، ولأن الصحابة رضى الله تعالى عنهم تزوجوا من أهل الذمة فتزوج عثمان رضى الله عنه نائلة بنت الفرافصة الكلبية وهى نصرانية وأسلمت عنده، وتزوج حذيفة رضى الله تعالى عنه بيهودية من أهل المدائن .وإنما جاز نكاح الكتابية لرجاء إسلامها لأنها آمنت بكتب الأنبياء والرسل فى الجملة .ومع الحكم بجواز نكاح الكتابية، فإنه يكره الزواج منها، لأنه لا يؤمن أن يميل إليها فتفتنه عن الدين، أو يتولى أهل دينها، فإن كانت حربية فالكراهية أشد، لأنه لا تؤمن الفتنة أيضا، ولأنه يكثر سواد أهل الحرب، ولأنه لا يؤمن أن يسبى ولده منها فيسترق.

وقد قال عمر بن الخطاب رضى الله عنه للذين تزوجوا من نساء أهل الكتاب :طلقوهن فطلقوهن إلا حذيفة رضى الله عنه، فقال له عمر :طلقها قال :تشهد أنها حرام؟ قال :هى خمرة طلقها، قال :تشهد أنها حرام؟ قال :هى خمرة، قال :قد علمت أنها خمرة، ولكنها لى حلال، فلما كان بعد طلقها، فقيل له :ألا طلقتها حين أمرك عمر؟ قال :كرهت أن يرى الناس أنى ركبت أمرا لا ينبغى لى .

وقد كره ذلك أيضا مالك لأنها تتغذى بالخمر والخنزير، وتغذى ولده بهما، وهو يقبلها ويضاجعها وليس له منعها من ذلك التغذى، ولو تضرر برائحته، ولا من الذهاب للكنيسة، وقد تموت وهى حامل فتدفن فى مقبرة الكفار وهى حفرة من حفر النار.

ولا يجوز للكافر أن يتزوج مسلمة لقول الله تعالى :(ولا تنكحوا المشركين حتى يؤمنوا)، ولأن فى نكاح المؤمنة الكافر خوف وقوع المؤمنة فى الكفر، لأن الزوج يدعوها إلى دينه، والنساء فى العادات يتبعن الرجال فيما يؤثرون من الأفعال ويقلدنهم فى الدين، وقد وقعت الإشارة إلى ذلك فى آخر الآية بقوله عز وجل :(أولئك يدعون إلى النار)، لأنهم يدعون المؤمنات إلى الكفر، والدعاء إلى الكفر دعاء إلى النار، لأن الكفر يوجب النار، فكان نكاح الكافر المسلمة سببا داعيا إلى الحرام فكان حراما، والنص وإن ورد فى المشركين لكن العلة وهى الدعاء إلى النار تعم الكفرة أجمع، فيعم الحكم بعموم العلة (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۳۵ ص ۲۶، ۲۷، مادة "كفر" نكاح المسلم كافرة ونكاح الكافر مسلمة)

مقالات ومضامین مفتی محمد رضوان

اہم انتباہ

بندہ محمد رضوان کے ترتیب دیئے اور تالیف وتصنیف کئے ہوئے مختلف موضوعات پر کئی رسائل وکتب کی اشاعت ہوچکی ہے، جن کے متعلق چند اہم امور پر متنبہ ومتوجہ کیا جاتا ہے:

(۱)...... فی الحال بندہ کی طرف سے ادارہ غفران، راولپنڈی کے علاوہ ملک وبیرون ملک کسی اور ادارہ یا فرد کو بندہ کی کسی تالیف کی اشاعت کی باضابطہ اجازت نہیں ہے، لہٰذا بندہ کے نام سے کسی دوسری جگہ سے تالیف شدہ کسی کتاب یا رسالہ یا اس کے متعلقہ مضامین کی بندہ کی طرف نسبت سے احتیاط کی جائے۔

(۲)...... بندہ کی بعض کتب ورسائل کی ایک سے زیادہ مرتبہ اشاعت ہوچکی ہے، اور تقریباً ہر اشاعت کے موقع پر نظرِ ثانی، اصلاح واضافہ کا کام ہوا ہے، لہٰذا اگر بعض نسخوں میں کسی مسئلہ یا پہلو میں اختلاف وتضاد محسوس ہو، تو آخری اشاعت میں درج تحقیق کو بندہ کی آخری تحقیق سمجھا جائے، الّا یہ کہ بندہ کی بعد کی کسی اور تالیف میں اس مسئلہ کی اصلاح کی گئی ہو، اور اس کا پتہ کتاب یا مضمون میں کی گئی وضاحت یا پھر اس کے آخر میں موجود آخری مرتبہ کی تاریخ سے چلایا جاسکتا ہے، جس کا حتی الامکان بندہ اہتمام کرتا رہا ہے۔

اور اصلاح واضافہ، یا سابق قول سے رجوع کرنا کوئی نئی چیز نہیں ہے، بلکہ ہر دور میں اہلِ علم حضرات کی طرف سے اس پر عمل ہوتا رہا ہے۔

(۳)...... بندہ کی کسی تالیف میں اگر کوئی ایسی غلطی محسوس ہو کہ جو کتابت کی غلطی سے سرزد ہوگئی ہو، تو اس کو بندہ کا موقف سمجھنے کے بجائے کتابت کی غلطی پر محمول کرنا چاہئے، اور ممکن وسہل ہو، تو بندہ کو بھی مطلع کردیا جائے۔ **جزاکم اللہ تعالیٰ خیر الجزاء**

فقط

محمد رضوان

مورخہ: ۸/صفر المظفر/۱۴۳۴ھ 22/دسمبر/2012ء بروز ہفتہ

ادارہ غفران، راولپنڈی، پاکستان

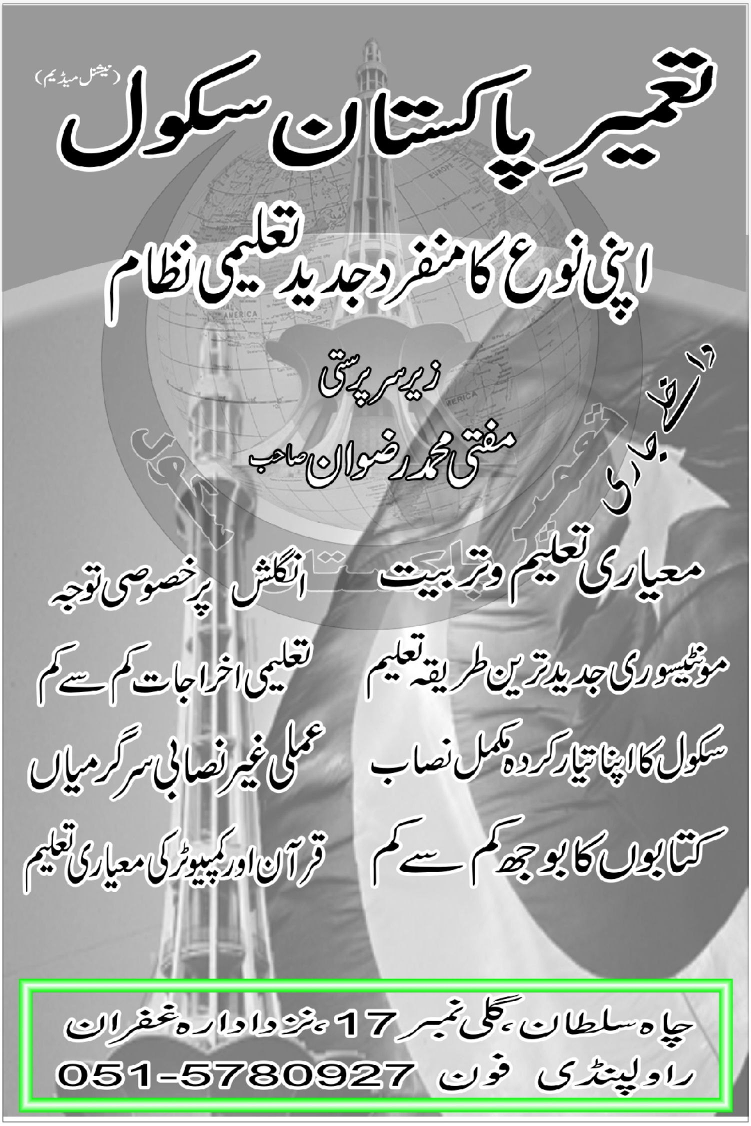
(نیشنل میڈیم)
تعمیرِ پاکستان سکول
اپنی نوع کا منفرد جدید تعلیمی نظام
زیر سرپرستی
مفتی محمد رضوان صاحب
معیاری تعلیم و تربیت
انگلش پر خصوصی توجہ
مونٹیسوری جدید ترین طریقہ تعلیم
تعلیمی اخراجات کم سے کم
سکول کا اپنا تیار کردہ مکمل نصاب
عملی غیر نصابی سرگرمیاں
کتابوں کا بوجھ کم سے کم
قرآن اور کمپیوٹر کی معیاری تعلیم
چاہ سلطان، گلی نمبر 17، نزد ادارہ غفران
راولپنڈی فون 051-5780927

مقالات ومضامین مفتی محمد رضوان

ووٹ کے آداب

(۱)......آج کل رائج سیاست اور ووٹ کے نظام وطریقۂ کار کے سب جزئیات اگرچہ پوری طرح اسلامی اُصولوں سے ہم آہنگ نہیں، لیکن جب تک اس کی پوری اصلاح نہ ہو، اس وقت تک اپنی طرف سے اس کی اصلاح کی ذمہ داری سے غافل نہ ہویئے۔

اور مروَّجہ نظام کے تحت موجودہ حالات میں آپ کم ازکم ووٹ کا صحیح استعمال کرکے سیاست وحکومت کی جزوی اصلاح کا ذریعہ بن سکتے ہیں، اور یہ سمجھنا کہ ہمارے ووٹ اور سیاست کا دین ومذہب سے کوئی تعلق نہیں، سراسر دین ومذہبِ اسلام سے ناواقفی کی علامت ہے۔

(۲)......ووٹ کا صحیح استعمال ایک دینی اور قومی فریضہ ہے، اسے ضائع، ناکارہ اور اس کا غلط استعمال نہ کیجیے؛ اور خود اور اپنے اہلِ خانہ سمیت دوست احباب کو بھی اس کے صحیح استعمال کی ترغیب دیجیے، اور اپنے یا چند ووٹوں کو کسی امیدوار کے خلاف یا اس کے حق میں فیصلہ ونتیجہ کے لیے حقیر چیز نہ سمجھیے، کیونکہ فیصلے وانتخاب کے لئے ایک ایک ووٹ بہت اہمیت رکھتا ہے۔

(۳)......ووٹ کا استعمال ہر قسم کے ذاتی وشخصی مفادات اور برادری پرستی، صوبائی، لسانی اور ہر قسم کے تعصّبات سے بالاتر ہوکر وسیع تر دینی، قومی اور ملکی اجتماعی مفادات کے لئے کیجئے، صرف جان پہچان، ذاتی تعلقات، شخصی ضرورت، اور اپنی برادری، یا علاقہ کا باشندہ ہونے کی اغراض پر وسیع تر اجتماعی قومی مفادات کو قربان کردینا بلکہ بھینٹ چڑھادینا، دنیاوآخرت کے اعتبار سے سخت تباہ کن معاملہ ہے، اور اگر مسلم کے مقابلہ میں غیر مسلم ہو تو یہ سمجھ لیجئے کہ مسلمان ایک قوم ہے اور اس کے مقابلہ میں غیر مسلم دوسری قوم، ووٹ کسی لالچ یا پیسوں کے عوض استعمال کرنا سنگین گناہ ہے، اگر کسی نااہل یا غیر مستحق کو ووٹ دینے کا وعدہ یا حلف کرلیا ہو تب بھی اس کے حق میں ووٹ کا استعمال جائز نہیں ہوجاتا۔

(۴)......کسی بھی جماعت کو ووٹ دینے سے پہلے اس جماعت کے منشور کا جائزہ لے لیجیے، اور جس جماعت کا منشور اسلام اور ملک وملت کے لحاظ سے دوسری جماعتوں کے مقابلہ میں بہتر وغنیمت ہو، اس کے حق میں ووٹ کا استعمال کیجیے۔

(۵)......لبرل اور سیکولرز جماعت اور پارٹی کے مقابلہ میں ایسی جماعت و پارٹی کو ووٹ دیجئے جو دین کی کسی نہ کسی درجہ میں پابند ہو اور اس کا منشور دینی، قومی اور وسیع تر قومی وملکی لحاظ سے دوسروں کے مقابلہ میں بہتر ہو۔

(۶)...... جماعتی انتخابات ہو رہے ہوں اور کسی جماعت کا منشور مجموعی طور پر دینی وقومی یا کم از کم قومی وملکی سالمیت واستحکام کے اعتبار سے دوسروں کے مقابلہ میں بہتر ہو تو اس کے مقابلہ میں آزاد امیدوار کے حق میں ووٹ استعمال نہ کیجئے، کیونکہ آزاد امیدوار عام طور پر کسی منشور کا پابند نہیں ہوتا، اس لیے اس پر بھروسہ نہیں کیا جاسکتا، وہ عموماً فتح یاب ہو کر اپنے ذاتی مفاد کو دیکھتے ہوئے بلکہ حقیر مال ودولت کے عوض اپنے عہدہ ومنصب کی سودے بازی کرتے ہوئے کسی بھی پارٹی کے ساتھ شامل ہو جاتا ہے، خواہ وہ پارٹی دینی و ملکی لحاظ سے کتنی ہی مضر اور نقصان دہ کیوں نہ ہو، اور اس طرح وہ بہت سے لوگوں کے ووٹ حاصل کر کے ان ہی لوگوں کی مخالف جماعت وپارٹی کے ساتھ شامل ہو کر بہتر جماعت وپارٹی کو نقصان پہنچانے کا باعث بن جاتا ہے۔

(۷)...... اگر آپ کسی غیر مسلم ملک کے باشندے ہیں، اور وہاں تمام امیدوار غیر مسلم ہیں، تو اس امیدوار اور جماعت کو ووٹ دیجئے، جو دوسروں کے مقابلہ میں امانت دار اور مسلمانوں کا خیر خواہ اور امن پسند ہو، ورنہ غیر مسلم کے مقابلہ میں مسلم ہو تو اس کو ترجیح دیجئے۔

(۸)...... اگر خود سے ووٹ کی اہلیت رکھنے والے امیدوار کا انتخاب کرنے میں تذبذب ہو رہا ہو، تو اہلِ رائے واہلِ دانش، ہمدرد وخیر خواہ لوگوں سے مشورہ کر لیجئے، اور ہو سکے تو خالی الذہن ہو کر اللہ تعالیٰ سے سنت کے مطابق استخارہ بھی کر لیجئے۔

(تفصیل کے لئے ہماری دوسری کتاب ''مشورہ واستخارہ کے فضائل واحکام'' ملاحظہ فرمالیجیے)

(۹)...... اس بات کا یقین کر لیجیے کہ آپ کا نام پہلے سے ووٹر لسٹ کے اندر درج ہے، اور اگر درج نہیں ہے تو اُس کا اپنے متعلقہ حلقہ کے ذمہ داران کے ذریعہ بروقت اندراج کروالیجیے، تاکہ آپ کا ووٹ تیار ہو جائے اور آپ وقت پر ووٹ استعمال کر سکیں۔

(۱۰)...... اگر ممکن ہو تو اپنا ووٹ نمبر اور خاندان نمبر پہلے سے معلوم کر کے اپنے پاس تحریری یا زبانی طور پر محفوظ کر لیجیے تاکہ بروقت کوئی مشکل پیش نہ آئے۔

(۱۱)...... قانونی طور پر جو کوائف ووٹ ڈالنے کے لیے مقرر کیے گئے ہیں، اُن کا پہلے سے انتظام کر لیجیے

مثلاً اصل شناختی کارڈ وغیرہ کا مہیا ہونا۔

(۱۲)...... یہ تحقیق کر لیجیے کہ آپ کا ووٹ استعمال ہونے کے لئے کون سی جگہ اور کون سا پولنگ اسٹیشن مقرر رکیا گیا ہے، تا کہ بروقت تلاش میں دشواری اور مشکل پیش نہ آئے۔

(۱۳)...... اگر صبح پہلے وقت میں ووٹ ڈالنے کا موقع مل جائے تو بہت اچھا ہے تا کہ پہلے وقت میں فراغت حاصل کر کے پورا دن اس کی فکر سَر پَر سوار رہنے سے حفاظت رہے۔

(۱۴)...... ووٹ ڈالنے کے لیے قطار میں کھڑے ہو کر اپنی باری کا انتظار کیجیے، کوئی مجبوری ہو تو انتظامیہ یا قطار میں موجود لوگوں سے درخواست یا اپنا عذر پیش کر کے باری سے پہلے ووٹ ڈالنے کی اجازت حاصل کر لیجئے۔

(۱۵)...... ووٹوں کے مخصوص کاغذ یعنی بیلٹ پیپر پر جس انتخابی نشان پر آپ مہر لگانا چاہتے ہوں، اس نشان کے لئے بنائے گئے ڈبے (نام یا انتخابی نشان) کے اندر مہر لگایئے، دو ناموں یا دو نشانوں کے درمیان میں مہر لگانے سے ووٹ ضائع ہو جاتا ہے۔

(۱۶)...... بیلٹ پیپر پر اپنے منتخب کردہ انتخابی نشان پر مہر لگانے کے بعد اُس پیپر کو (چوڑائی کے بجائے) لمبائی کے رُخ میں بند کر کے مخصوص بکس میں ڈال دیجئے، تا کہ مہر کے نشان کا عکس کسی دوسرے انتخابی نشان پر آ کر آپ کے ووٹ کو ضائع نہ کر دے۔

(۱۷)...... ووٹ ڈالنے کے بعد بلاضرورت اس بات کی تشہیر نہ کیجیے کہ آپ نے ووٹ کس کے حق میں استعمال کیا ہے، اور نہ ہی کسی دوسرے پر طعن و تشنیع کیجئے کیونکہ بسااوقات اس سے بُغض وعداوت اور بھاری نقصان ہو جاتا ہے۔

(۱۸)...... اگر ایک مرتبہ ووٹ ڈال چکے ہیں، تو دوسری مرتبہ جعلی ووٹ ہرگز نہ دیجئے، کیونکہ یہ شرعاً وقانوناً جرم اور گناہ کی بات ہے۔

(۱۹)...... کسی فرد یا جماعت کو ووٹ دینے پر روپیہ پیسہ اور عہدہ وغیرہ طلب مت کیجئے، ورنہ یہ مال ومنصب حلال نہ کہلائے گا۔

(۲۰)...... ووٹ کی ذمہ داری سے فراغت کے بعد اللہ تعالیٰ سے خیر وعافیت اور ملک وملت کے خیر خواہ وہمدرد، منصف وعادِل حکمرانوں کے حاصل ہونے کی اللہ سے دعاء کیجیے، اور نتائج کو اللہ تعالیٰ کے حوالہ

کر دیجئے۔

نوٹ: اگر مسلمان آپس میں مل کر ایک خیر خواہ اور صاحبِ علم لوگوں کی جماعت تشکیل دے لیں، اور پھر وہ جماعت خوب غور وفکر اور تحقیق کے بعد عام مسلمانوں کے سامنے مختلف مقامات پر کھڑے امیدواروں میں سے دوسرے کے مقابلہ میں بہتر امیدوار کی نشاندہی کر دیا کرے، تو اس سے عوام کے لئے بہت سہولت ہوسکتی ہے، مگر آج کل افراتفری کے دور میں اس کا انتظام مشکل ہے، البتہ انفرادی طور پر مسلمانوں کے مقتداؤں کو دیانت داری کے ساتھ اپنے اپنے حلقوں میں حکمت کے ساتھ نشاندہی کرنے میں حرج نہیں۔

وَاللّٰہُ سُبۡحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَعۡلَمُ وَعِلۡمُہٗ اَتَمُّ وَاَحۡکَمُ.

اللہ تعالیٰ اپنی رضا کے مطابق حکمرانوں اور عوام کو اپنی اپنی ذمہ داری پوری کرنے اور اس سلسلہ میں کوتاہی کا رتکاب کرنے سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

Idara Ghufran

مقالات و مضامین مولانا محمد ناصر

نماز کے سلام اور تشہد میں مسلمانوں کو شامل کرنا

احادیث میں مسلمانوں کو سلام کرنے کے جو مواقع بیان ہوئے ہیں، اُن میں سے ایک موقع یہ بھی ہے کہ نماز ختم کرنے کے لئے جو سلام پھیرا جاتا ہے، اس میں مسلمانوں کو سلام کرنے کی نیت بھی کرے۔

نیز احادیث میں یہ بھی ہے کہ نماز کے اندر تشہد یعنی التحیات پڑھتے ہوئے ''اَلسَّلامُ عَلَیْکَ أَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهُ، اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِیْنَ'' پڑھنے سے آسمان اور زمین میں موجود ہر نیک بندے کو سلام پہنچ جاتا ہے۔

اس سلسلہ کی احادیث مندرجہ ذیل ہیں۔

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

أَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيه وَسَلَّم أَنْ نُسَلِّمَ عَلٰی أَئِمَّتِنَا وَأَنْ يُسَلِّمَ بَعْضُنَا عَلٰی بَعْضٍ فِی الصَّلاةِ (مسند البزار)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم فرمایا کہ ہم اپنے اماموں کو سلام کیا کریں، اور یہ کہ ہم میں سے بعض بعضوں کو نماز میں سلام کیا کریں (بزار، ابن ماجہ، دار قطنی، بیہقی)

اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ:

أَمَرَنَا النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَرُدَّ عَلَى الْإِمَامِ، وَأَنْ نَتَحَابَّ، وَأَنْ يُّسَلِّمَ بَعْضُنَا عَلٰی بَعْضٍ (ابوداؤد، رقم الحديث ۱۰۰۱، واللفظ لهٗ؛ مستدرک حاکم، رقم الحديث ۹۹۵) [۲]

---

[۱] رقم الحديث ۴۵۶۶، واللفظ لهٗ؛ ابنِ ماجه، رقم الحديث ۹۲۲؛ سنن دارقطنی، رقم الحديث ۱۳۵۷؛ السنن الکبریٰ للبيهقی، رقم الحديث ۲۹۹۵؛ ابنِ خزيمه، رقم الحديث ۱۷۱۰، بلفظ أَنْ نُسَلِّمَ عَلٰی أَيُمَانِنَا "يَعْنِی فِی الصَّلَاةِ")

قَالَ ابْنُ حَجَرٍ: ورواه بن ماجة والبزار بلفظ أن نسلم على أئمتنا وأن يسلم بعضنا على بعض زاد البزار فی الصلاة وإسناده حسن (تلخيص الحبير للعسقلانی، تحت روايت ۴۲۱، کتاب الصلاة، فصل فيما عارض ذلک)

[۲] قال الحاكم: هذا حديث صحيح الإسناد.

وقال الذهبی: صحيح.

ترجمہ: نبی ﷺ نے ہمیں حکم فرمایا کہ ہم امام کو (سلام) لوٹایا کریں، اور یہ کہ ہم باہم (ایک دوسرے سے) محبت رکھیں، اور ہم میں سے بعض بعضوں کو سلام کیا کریں (ابوداؤد، حاکم) ۱؎

پہلی حدیث میں نماز کے اندر امام اور دوسرے نمازیوں کو سلام کرنے کا حکم دیا گیا ہے، جبکہ دوسری حدیث میں نماز کے اندر امام کے سلام کا جواب دینے کا حکم دیا گیا ہے۔

محدثین نے اس کا مطلب یہ بیان فرمایا ہے کہ نماز کا سلام پھیرتے وقت امام کو اور دوسرے نمازیوں کو سلام کرنے کی نیت کرنی چاہیے۔

اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ جو لوگ امام کے دائیں طرف نماز پڑھ رہے ہوں، وہ نماز کا سلام پھیرتے ہوئے دائیں طرف والے مسلمانوں کو سلام کرنے کی نیت کریں، اور جو لوگ امام کے بائیں طرف نماز پڑھ رہے ہوں، وہ نماز کا سلام پھیرتے ہوئے بائیں طرف والے مسلمانوں کو سلام کرنے کی نیت کریں، اور جو لوگ امام کے بالکل پیچھے کھڑے ہوں، وہ دائیں اور بائیں دونوں طرف نماز کا سلام پھیرتے ہوئے امام اور نمازیوں کو سلام کرنے کی نیت کریں۔

اسی طرح امام بھی نماز کا سلام پھیرتے ہوئے اپنے دائیں، بائیں اور اپنے پیچھے والے نمازیوں کو سلام کرنے کی نیت کرے۔ ۱؎

۱؎ اور ایک ضعیف روایت میں یہ بیان ہوا ہے کہ:
عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :إِذَا سَلَّمَ الْإِمَامُ، فَرُدُّوا عَلَيْهِ (ابنِ ماجه، رقم الحديث ۹۲۱، واللفظ لهٗ؛ المعجم الكبير للطبرانى، رقم الحديث ۶۸۹۹)

۱؎ (إذا سلم الإمام) من الصلاة (فردوا عليه) ندبا بأن تنووا بسلامكم الرد عليه عند الالتفات إلى جهته فإن كان عن يمين المقتدى نوى الرد بالأولى أو عن يساره فبالثانية أو خلفه فبالأولى أولى (هـ عن سمرة بفتح فضم ابن جندب الغطفانى الفزارى قال مغلطاى فى شرح ابن ماجه حديث ضعيف فى سنده ضعيفان إسماعيل بن عياش وأبو بكر الهذلى (فيض القدير للمناوى، تحت روايت نمبر ۶۸۴)

(وَعَنْ سَمُرَةَ، قَالَ :أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَرُدَّ عَلَى الْإِمَامِ) ، أَىْ :نَنْوِىَ الرَّدَّ عَلَى الْإِمَامِ بِالتَّسْلِيمَةِ الثَّانِيَةِ مِنْ عَلَى يَمِينِهِ، وَبِالْأُولَى مِنْ عَلَى يَسَارِهِ، وَهُمَا مِنْ عَلَى مُحَاذَاتِهِ كَمَا هُوَ مَذْهَبُنَا ....
(وَنَتَحَابَّ) : تَفَاعُلٌ مِنَ الْمَحَبَّةِ، أَىْ :وَأَنْ نَتَحَابَّ مَعَ الْمُصَلِّينَ وَسَائِرِ الْمُؤْمِنِينَ بِأَنْ يَفْعَلَ كُلٌّ مِنَّا مِنَ الْخَلَاقِ الْحَسَنَةِ، وَالْأَفْعَالِ الصَّالِحَةِ، وَالْأَقْوَالِ الصَّادِقَةِ، وَالنَّصَائِحِ الْخَالِصَةِ، مَا يُؤَدِّى إِلَى الْمَحَبَّةِ وَالْمَوَدَّةِ، (وَأَنْ يُسَلِّمَ بَعْضُنَا عَلَى بَعْضٍ) ، أَىْ :فِى الصَّلَاةِ وَمَا قَبْلَهُ مُعْتَرِضَةٌ، وَيَدُلُّ عَلَيْهِ مَا رَوَاهُ الْبَزَّارُ وَلَفْظُهُ :وَأَنْ نُسَلِّمَ عَلَى أَئِمَّتِنَا، وَأَنْ يُسَلِّمَ بَعْضُنَا عَلَى بَعْضٍ فِى الصَّلَاةِ، أَىْ :يَنْوِىَ الْمُصَلِّى مِنْ عَنْ يَمِينِهِ وَشِمَالِهِ مِنَ الْبَشَرِ، وَكَذَا مِنَ الْمَلَكِ، فَإِنَّهُ أَحَقُّ بِالتَّسْلِيمِ الْمُشْعِرِ بِالتَّعْظِيمِ، قَالَ بَعْضُ عُلَمَائِنَا :هَذِهِ سُنَّةٌ تَرَكَهَا النَّاسُ، وَيُمْكِنُ أَنْ يَكُونَ هَذَا فِى خَارِجِ الصَّلَاةِ، قَالَ الطِّيبِىُّ :هَذَا عَطْفُ الْخَاصِّ عَلَى الْعَامِّ ;لِأَنَّ التَّحَابَّ أَشْمَلُ مَعْنًى مِنَ التَّسْلِيمِ لِيُؤْذَنَ بِأَنَّهُ فَتَحَ بَابَ الْمَحَبَّةِ وَمُقَدِّمَتَهَا . قَالَ ابْنُ حَجَرٍ :وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ أَوْ صَحِيحٌ (مرقاة، كتاب الصلاة، بَابُ الدُّعَاءِ فِى التَّشَهُّدِ)

اور بعض احادیث میں ہے کہ تشہُّد یعنی التحیات پڑھنے سے آسمان اور زمین میں موجود ہر نیک بندے کو سلام ہو جاتا ہے۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

كُنَّا إِذَا قَعَدْنَا فِي الصَّلَاةِ، قُلْنَا: اَلسَّلَامُ عَلَى اللّٰهِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا مِنْ رَبِّنَا، اَلسَّلَامُ عَلٰى جِبْرِيْلَ وَمِيْكَائِيْلَ، اَلسَّلَامُ عَلٰى فُلَانٍ، اَلسَّلَامُ عَلٰى فُلَانٍ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّلَامُ، فَإِذَا قَعَدْتُمْ فِي الصَّلَاةِ، فَقُوْلُوْا: اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ، وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ- فَإِنَّهُ إِذَا قَالَ ذٰلِكَ، أَصَابَتْ كُلَّ عَبْدٍ صَالِحٍ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ (مسند احمد) [۱]

ترجمہ: ہم جب نماز میں تشہُّد میں بیٹھتے تھے تو ہم کہتے تھے: **اَلسَّلَامُ عَلَى اللّٰهِ** (یعنی اللہ پر سلام ہو) **اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا مِنْ رَّبِّنَا** (یعنی ہمارے رب کی جانب سے ہم پر سلام ہو) **اَلسَّلَامُ عَلٰى جِبْرِيْلَ وَمِيْكَائِيْلَ** (یعنی جبریل اور میکائیل پر سلام ہو) **اَلسَّلَامُ عَلٰى فُلَانٍ، اَلسَّلَامُ عَلٰى فُلَانٍ** (یعنی فلاں پر سلام ہو، فلاں پر سلام ہو) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اللہ ہی سلام ہے (اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام سلام ہے) پس جب تم نماز کے قعدے میں بیٹھا کرو، تو یوں کہا کرو: ''**اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ، وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ**'' اس لیے کہ جب یہ کہہ لیا تو آسمان اور زمین میں ہر نیک بندے کو سلام پہنچ گیا (مسند احمد، بخاری)

اور ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم نے ''**اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ، وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ**'' کہہ لیا تو تم نے

---

[۱] رقم الحديث ۳۹۲۰، واللفظ لهٗ؛ بخاری، رقم الحديث ۶۲۳۰؛ مصنف ابنِ ابی شيبة، رقم الحديث ۳۰۰۰؛ السنن الكبرىٰ للنسائی، رقم الحديث ۱۱۵۲۰؛ سنن دارمی، رقم الحديث ۱۳۷۹؛ المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحديث ۹۸۸۶.

فی حاشية مسند احمد: إسناده صحيح على شرط البخاری.

زمین وآسمان کے ہر نیک بندے کو سلام کرلیا۔ [۱]

اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جب آپ نے ’’اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ، وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّیِّبَاتُ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ أَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُهُ، اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ‘‘ کہہ لیا تو ہر مقرب فرشتے یا نبی مرسل یا نیک بندے کو سلام پہنچ گیا۔ [۲]

اور بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ تشہُّد کے اندر اللہ اور فرشتوں وغیرہ پر سلام بھیجنے کے واقعات تشہُّد کے فرض ہونے سے پہلے کے ہیں۔ [۳]

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

---

[۱] سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ، يُحَدِّثُ، عَنْ عَبْدِ اللهِ، قَالَ :كُنَّا نَقُولُ :السَّلَامُ عَلَى فُلَانٍ وَفُلَانٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " :قُولُوا :التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ، وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا، وَعَلَى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، فَإِنَّكُمْ إِذَا قُلْتُمْ :السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِينَ، سَلَّمْتُمْ عَلَى كُلِّ عَبْدٍ صَالِحٍ فِي الْأَرْضِ وَفِي السَّمَاءِ (مسند احمد، رقم الحديث ۴۱۷۷)

فی حاشية مسند احمد: إسناده صحيح على شرط الشيخين.

[۲] عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ ، وَالْأَسْوَدِ ، عَنْ عَبْدِ اللهِ ، قَالَ :كُنَّا لَا نَدْرِي مَا نَقُولُ فِي الصَّلَاةِ ، نَقُولُ : السَّلَامُ عَلَى اللهِ ، السَّلَامُ عَلَى جِبْرِيلَ ، السَّلَامُ عَلَى مِيكَائِيلَ ، قَالَ :فَعَلَّمَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَقَالَ " :إِنَّ اللهَ هُوَ السَّلَامُ ، فَإِذَا جَلَسْتُمْ فِي رَكْعَتَيْنِ ، فَقُولُوا :التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ ، وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ ، وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ ، السَّلَامُ عَلَيْنَا ، وَعَلَى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِينَ -قَالَ أَبُو وَائِلٍ ، فِي حَدِيثِهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -إِذَا قُلْتَهَا ، أَصَابَتْ كُلَّ عَبْدٍ صَالِحٍ فِي السَّمَاءِ وَفِي الْأَرْضِ -وَقَالَ أَبُو إِسْحَاقَ ، فِي حَدِيثِ عَبْدِ اللهِ ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -إِذَا قُلْتَهَا أَصَابَتْ كُلَّ مَلَكٍ مُقَرَّبٍ ، أَوْ نَبِيٍّ مُرْسَلٍ ، أَوْ عَبْدٍ صَالِحٍ ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ (مسند احمد، رقم الحديث ۴۰۱۷، واللفظ لهٗ؛ المعجم الكبير للطبرانى، رقم الحديث ۹۸۹۴، ورقم الحديث ۹۸۸۸)

فی حاشية مسند احمد: إسناده صحيح على شرط الشيخين، رجاله ثقات.

[۳] أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَبُو عُبَيْدِ اللَّهِ الْمَخْزُومِيُّ، قَالَ :حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ الْأَعْمَشِ، وَمَنْصُورٍ، عَنْ شَقِيقِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ :كُنَّا نَقُولُ فِي الصَّلَاةِ قَبْلَ أَنْ يُفْرَضَ التَّشَهُّدُ :السَّلَامُ عَلَى اللَّهِ، السَّلَامُ عَلَى جِبْرِيلَ وَمِيكَائِيلَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : لَا تَقُولُوا هَكَذَا، فَإِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ هُوَ السَّلَامُ، وَلَكِنْ قُولُوا :التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ (نسائى، رقم الحديث ۱۲۷۷، واللفظ لهٗ؛ سنن الدار قطنى، رقم الحديث ۱۳۲۷؛ سنن كبرىٰ بيهقى، رقم الحديث ۲۸۱۹)

قال الألبانى: صحيح.

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ قَبْلَ الْعَصْرِ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ يَفْصِلُ بَيْنَهُنَّ بِالتَّسْلِيْمِ عَلَى الْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِيْنَ، وَمَنْ تَبِعَهُمْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُؤْمِنِيْنَ

(ترمذی، رقم الحديث ۴۲۹) [۱]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم عصر سے پہلے چار رکعتیں پڑھا کرتے تھے، ان چار رکعتوں کے درمیان (دوسری رکعت کے تشہد میں) مقرَّب فرشتوں پر اور جن مسلمانوں اور مومنوں نے ان کی اتباع کی، ان پر سلام بھیجنے کے ساتھ فاصلہ کیا کرتے تھے (ترمذی)

دو رکعتوں کے درمیان سلام کے ساتھ فاصلہ کرنے سے مراد دوسری رکعت کے قعدہ میں تشہد پڑھنا ہے، کیونکہ تشہد کے کلمات میں اللہ کے نیک بندوں اور فرشتوں وغیرہ پر سلام کا ذکر آتا ہے۔ [۲]

مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا کہ نماز ختم کرنے کا سلام پھیرتے ہوئے دوسرے مسلمانوں پر سلام بھیجنے کی نیت کرنی چاہیے، نیز نماز کے اندر تشہُّد یعنی ''اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ، وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ'' پڑھنے سے نبیوں، فرشتوں اور نیک بندوں پر بھی سلام پہنچ جاتا ہے۔

---

[۱] قال الألباني: حسن.

[۲] عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، وَكَانَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّى قَبْلَ الظُّهْرِ أَرْبَعًا وَبَعْدَهَا أَرْبَعًا، وَقَبْلَ الْعَصْرِ أَرْبَعًا يَفْصِلُ بَيْنَ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ بِالتَّسْلِيمِ عَلَى الْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِينَ وَالنَّبِيِّينَ، وَمَنْ مَعَهُمْ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اهـ، وَلَكِنَّ الظَّاهِرَ أَنَّ هَذَا الْحَدِيثَ مَحْمُولٌ عَلَى تَسْلِيمِ التَّشَهُّدِ حَيْثُ يَقُولُ: السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ، فَإِنَّ عِنْدَ التَّسْلِيمِ بِالْخُرُوجِ عَنِ الصَّلَاةِ لَا يَنْوِي الْأَنْبِيَاءَ بِاتِّفَاقِ الْعُلَمَاءِ (مرقاة، كتاب الصلاة، بَابُ الدُّعَاءِ فِي التَّشَهُّدِ)

ایوان ادب　　(گوشہ لطیف)　　محمد امجد حسین، انیس احمد حنیف

پھر وہ رختِ سفر باندھ کے عقبیٰ کے سفر پہ چلے

(19 اپریل بروز جمعہ اباجی مرحوم کی قبر پہ حاضری پر نذرانۂ عقیدت - امجد)

خون روآج چشمِ آنسو بار		سامنے یک صدی عہد کا مزار
کیسے رخصت کیا ہے مت پوچھو		دل شکستہ، اٹھائے غم کے بار
آہ سینے میں گونجتی ہی رہی		اشک بہتے رہے قطار قطار
رنگ سب ان سے تھے نظاروں میں		اب نہیں وہ، اداس ہیں کہسار
ایک جدائی بدل گئی سب کچھ		رونق زیست، رنگِ لیل ونہار
جودو صبر و رضا کے پیکر وہ		جن سے روشن رہے زمان و دیار
کس پہ کس پہ نہ ان کا احساں تھا		کس پہ کس پہ رہا نہ ان کا پیار
دشمنی، تو نفس و شیطاں سے		ان پہ کرتے رہے وہ وار پہ وار
چشمۂ علم و فیض سے ان کے		کتنے صحرا ہو گئے گل و گلزار
کل تلک جن کے لمس ملتے تھے		آج وہ بس گئے اُفق کے پار
سورج ابھرا پٹھان کوٹ سے جو		جس سے روشن ہے قلب کا ہر تار
صوفشاں کر کے اک زمانے کو		آج ڈوبا بقلبِ پوٹھوہار
اچھڑیاںؔ کی فضائیں روتی ہیں		سو گئے وہ تو جا کے سرنؔ کنار
کتنے دیوبند کے مہ و انجم		زیرِ فرشِ پکھل دفن ہیں یار
شکرِ ربی کہ یہ بھی نعمت ہے		مل گیا اُن کو ان بڑوں کا جوار

اب تو امجدؔ انیسِ دل غم ہے
جانے آئے گا کب جگر کو قرار

بسلسلہ :تاریخی معلومات

مولانا طارق محمود

ماہِ ربیع الآخر: چھٹی نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات

□......ماہِ ربیع الآخر ۵۰۳ھ: میں حضرت ابوالفتیان عمر بن عبدالکریم بن سعدویہ بن مہمت دہستانی رواسی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(سیر اعلام النبلاء ج۱۹ ص۳۱۹،تذکرۃ الحفاظ ج۴ص۲۴،طبقات الحفاظ ج۱ص۴۵۱)

□......ماہِ ربیع الآخر ۵۰۶ھ: میں حضرت ابوالفضل جعفر بن حسن حنبلی مقری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔(سیر اعلام النبلاء ج۱۹ص۴۱۵)

□......ماہِ ربیع الآخر ۵۰۸ھ: میں حضرت ابوالقاسم علی بن ابراہیم بن عباس بن حسن بن عباس بن حسن بن ابوالجن حسین بن علی بن محمد علوی حسینی دمشقی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(سیر اعلام النبلاء ج۱۹ ص۳۶۰)

□......ماہِ ربیع الآخر ۵۱۲ھ: میں عباسی خلیفہ ابوالعباس مستظہر باللہ احمد بن مقتدی بامر اللہ کا انتقال ہوا(سیر اعلام النبلاء ج۱۹ ص۳۹۹)

□......ماہِ ربیع الآخر ۵۱۶ھ: میں حضرت ابومحمد عبداللہ بن مقری محقق احمد بن عمر بن ابوالاشعث بن سمرقندی دمشقی مولد رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

(سیر اعلام النبلاء ج۱۹ ص۴۶۶،تذکرۃ الحفاظ ج۴ص۴۲،طبقات الحفاظ ج۱ص۴۵۹)

□......ماہِ ربیع الآخر ۵۱۹ھ: میں حضرت ابوالحسن علی بن حسن بن عمر بن فراء موصلی مصری رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(سیر اعلام النبلاء ج۱۹ ص۵۰۱)

□......ماہِ ربیع الآخر ۵۲۰ھ: میں حضرت ابوعبداللہ محمد بن برکات بن ہلال بن عبدالواحد سعیدی مصری ادیب رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(سیر اعلام النبلاء ج۱۹ ص۴۵۶)

□......ماہِ ربیع الآخر ۵۲۴ھ: میں حضرت ابوعامر محمد بن سعدون بن مرجی بن سعدون قرشی عبدری رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(سیر اعلام النبلاء ج۱۹ ص۵۸۳،تذکرۃ الحفاظ ج۴ص۴۷،طبقات الحفاظ ج۱ص۴۶۲)

□......ماہِ ربیع الآخر ۵۳۳ھ: میں حضرت ابوالقاسم زاہر بن طاہر بن محمد بن محمد نیشاپوری شحامی مستملی شروطی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(سیر اعلام النبلاء ج۲۰ ص۱۲)

□......ماہِ ربیع الآخر ۵۳۶ھ: میں حضرت ابومنصور محمود بن احمد بن عبدالمنعم بن احمد بن ماشاذہ

اصبہانی شافعی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج ۲۰ ص ۱۲۹)

□......ماہِ ربیع الآخر ۵۴۱ھ: میں حضرت ابومحمد عبداللہ بن علی بن احمد ابومنصور خیاط بن جردہ رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج ۲۰ ص ۱۳۳)

□......ماہِ ربیع الآخر ۵۴۱ھ: میں عمادالدین اتابک زنگی بن حاجب کی وفات ہوئی۔
(سیر اعلام النبلاء ج ۲۰ ص ۱۹۱)

□......ماہِ ربیع الآخر ۵۴۳ھ: میں حضرت ابوبکر محمد بن عبداللہ بن محمد بن عبداللہ بن عربی اندلسی اشبیلی مالکی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء ج ۲۰ ص ۲۰۳، تذکرۃ الحفاظ ج ۴ ص ۶۳، طبقات الحفاظ ج ۱ ص ۴۶۹)

تذکرۂ اولیاء (باپُو کے چرنوں میں) مفتی محمد امجد حسین

اولیاء کرام اور سلف صالحین کے نصیحت آموز واقعات وحالات اور ہدایات وتعلیمات کا سلسلہ

حیاتِ لطیف الامت

میرے والد لطیف الامت [۱] حضرت مولانا عبداللطیف صاحب رحمہ اللہ علیہ رحمۃ واسعہ گزشتہ بیس بائیس سال سے بار بار سخت سے سخت بیماریاں سہ جانے، جان لیوا امراض میں مبتلا ہو کر پھر بفضل رب شفایاب ہونے، اس تمام عرصے میں موت کا ان کی رگِ حیات کو بار بار چھونے اور مس کرنے، لیکن ان کا ہر بار موت سے کنی کُترا جانے اور صاف بچ نکلنے یا بالفاظِ دیگر ہر بار موت کو پچھاڑ کر ہاتھ پاؤں جھاڑ کر بسترِ مرگ سے اُٹھ بیٹھنے، بیٹھ کر اُٹھ کھڑے ہونے اور پھر چل پڑنے اور کسی صاحبِ دل کی اس نصیحت کو ے

[۱] یادش بخیر لفظ ''لطیف الامت'' کا پسِ منظر یہ ہے کہ ایک بار جامعہ اسلامیہ صدر راولپنڈی میں حضرت اقدس شیخ الحدیث مولانا قاری سعید الرحمٰن صاحب رحمہ اللہ اور مفتی محمد رضوان صاحب دام اقبالہ اور کچھ دیگر اہلِ علم جامعہ کے دفتر میں جمع تھے، غالباً مجلس صیانۃ المسلمین کی نئی باڈی کی تشکیل کا مرحلہ تھا، مجلس صیانۃ المسلمین کا تعارف یہ ہے کہ حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کی قائم کردہ مجلس ہے، جو تبلیغی واصلاحی مقاصد کے لئے تبلیغی جماعت کی مانند حضرت حکیم الامت نے قائم کی تھی، متحدہ ہندوستان میں بھی اور تقسیمِ ملک کے بعد برصغیر کے دونوں حصوں میں حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے خلفاء، متوسلین نے اس پلیٹ فارم سے امت کی اصلاح وتربیت کا عظیم الشان فریضہ سرانجام دیا، پاکستان میں تقریباً ایک دہائی پہلے تک جامعہ اشرفیہ لاہور میں اس کا صدر دفتر تھا، وہیں جامعہ میں مجلس کے تحت سالانہ اجتماع ہوتا تھا، جس میں برصغیر پاک وہند، بنگلہ دیش، یورپ وافریقہ اور خلیجی ممالک سے حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے خلفاء ومتوسلین تشریف لاتے تھے، راولپنڈی، اسلام آباد میں میری یادداشت میں 80ء کے عشرے میں حضرت نجم الحسن تھانوی رحمہ اللہ مجلس کے ذمہ دار رہے، ان کے بعد 90ء کے عشرے میں اسلام آباد میں ہمارے مرشد حضرت نواب عشرت علی خان قیصر صاحب رحمہ اللہ اور راولپنڈی میں شیخ الحدیث قاری سعید الرحمٰن صاحب رحمہ اللہ مجلس کے ذمہ دار رہے، حضرت مفتی محمد رضوان صاحب جب راولپنڈی تشریف لائے، تو آپ نے مجلس کی سرگرمیوں میں مزید تحریک پیدا کی، راولپنڈی میں حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے سلسلے کے قدیم احباب ومتوسلین صوفی محمد دین چشتی صاحب (کتاب شریعت وطریقت والے) قاری محمد یوسف صاحب (کوثر مسجد، امر پورہ والے) مرزا صاحب (صرافہ بازار والے) خود میرے والد مولانا عبداللطیف صاحب رحمہم اللہ، یہ تمام حضرات 90ء کے عشرے میں حیات تھے، لاہور صیانۃ المسلمین کے سالانہ اجتماع میں شرکت کے لئے حضرت مفتی محمد رضوان صاحب اور ان مذکورہ بزرگوں کے ہمراہ بندہ محمد امجد کا بھی ایک سے زیادہ مرتبہ سفر ہوا، 98ء میں قاری محمد یوسف صاحب فوت ہوئے، اسی زمانے میں حضرت نجم الحسن تھانوی رحمہ اللہ کے صاحبزادے مولانا فہیم الحسن تھانوی جو مجلس کے متحرک رہنما تھے، کراچی منتقل ہو گئے، تو جامعہ اسلامیہ میں مجلس کی نئی تنظیم سازی کا اجلاس تھا، قاری سعید الرحمان صاحب رحمہ اللہ نے تجویز پیش کی کہ چونکہ حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے سلسلے میں حکیم الامت، مسیح الامت، شفیق الامت وغیرہ کے القاب رائج رہے ہیں کہ اول الذکر لقب خود حضرت تھانوی کا، دوسرا لقب حضرت مولانا مسیح اللہ خان صاحب شیروانی جلال آبادی کا، تیسرا لقب مولانا محمد فاروق صاحب رحمہ اللہ (باغِ حیات سکھر) کا ہے، تو اسی تسلسل وتناظر میں حضرت مولانا عبداللطیف صاحب کو لطیف الامت کا لقب دینا چاہئے، حضرت مفتی محمد رضوان صاحب نے اس کی تائید کی، اس طرح ان خواص کے ہاں اباجی مرحوم کے لئے یہ لقب مقرر ہوا۔

ساقیا اب یہاں لگ رہا ہے چل چلاؤ　　　جب تک بس چلے ساغر چلے

تادمِ واپسیں حرزِ جان بنانے کے بعد آخر الامر 21 اور 22 جمادی الاولیٰ 1434ء (بمطابق 3 اور 4 اپریل 2013ء) کی درمیانی شب، شبِ جمعرات کو قریب ایک بجے جان جانِ آفریں کے سپرد کردی۔ ؎

جان ہی دیدی جگر نے آج پائے یار پر　　　عمر بھر کی بے قراری کو قرار آ ہی گیا

اِنَّ لِلّٰہِ مَا اَخَذَ وَلَہٗ مَا اَعْطیٰ وَ کُلَّ شَیْئٍ عِنْدَہٗ بِاَجَلٍ مُّسَمّٰی

کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ وَ یَبْقیٰ وَجْہُ رَبِّکَ ذُوالْجَلاَلِ وَ الْاِکْرَامِ

سن ولادت ومدت حیات

حضرت لطیف الامت کا سالِ ولادت (حضرت کی اپنی خاندانی یادداشتوں کے مطابق) 1336ھ (بمطابق 1917ء) ہے، اس طرح قمری حساب سے آپ کی مدت العمر 98 سال بنتی ہے۔

آپ کے حالاتِ زندگی عبرت وبصیرت کا عجیب وغریب مرقع ہیں، گویا اس آیت کا مصداق ہیں:

تَبْصِرَۃً وَّ ذِکْریٰ لِکُلِّ عَبْدٍ مُّنِیْبٍ.

تاکہ اللہ کی طرف ہر رجوع کرنے والے بندے کے لئے بینائی اور دانائی کا ذریعہ ہو۔

آپ کی داستانِ حیات میں درج ذیل اوصاف قدرِ مشترک کے طور پر آپ کی پوری زندگی کو محیط ہیں۔

(۱)......انتہائی سادگی، بالکل بچوں کی سی معصومیت اور سادگی بچپن سے بڑھاپے اور وفات تک آپ کی سیرت وکردار کو محیط رہی۔

(۲)......خوشدلی وزندہ دلی، نرمی ولطافت۔

(۳)......آزمائشوں، تکلیفوں، مصائب ومشکلات سے زندگی کے مختلف مرحلوں میں بار بار سابقہ پڑنا اور آپ کا استقامت کے ساتھ ان گھاٹیوں سے گزر جانا۔

(۴)......رجوع وانابت الی اللہ کا غیر معمولی جذبہ اور آفت وراحت کے ہر قسم کے احوال میں اس کا عملی استحضار۔ [1]

---

[1] یہ اصل میں نبیوں کی صفات ہیں، امتیوں کو نبی کی کامل اتباع سے ان صفات میں سے حصہ ملتا ہے، ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں رجوع وانابت الی اللہ کی صفت کا قرآن میں یوں تذکرہ ہے:

اِنَّ اِبْرَاھِیْمَ لَحَلِیْمٌ اَوَّاہٌ مُّنِیْبٌ.

(۵)......نماز کا غیر معمولی اہتمام، بسترِ مرگ پر بھی نماز کی نصیحت، یاد دہانی، اور اپنی فائت نمازوں کے فدیہ کی بار بار تلقین۔ [1]

(۶)......خلقِ خدا پہ شفقت اور سب کا پاس ولحاظ رکھنا۔ [2]

زیرِ نظر مضمون میں آپ کی زندگی کا اجمالی خاکہ پیش کیا جاتا ہے۔

نسب وخاندان

عبداللطیف بن رانا مہر دین بن جھنڈے خان بن گھسیٹے خان چوہان راجپوت (چوہان، راجپوتوں کی اونچی گوت ہے) [3]

آپ کی والدہ کا نام اللہ رکھی تھا۔

اللہ رکھی بنتِ تتھے خان بن میاں خان، طُور راجپوت۔ [4]

وطنِ مالوف

مشرقی پنجاب کا ضلع گورداسپور، تحصیل پٹھانکوٹ، گاؤں طاہر پور (طاہر پور کی مغربی جانب دریائے راوی

---

[1] قرآن مجید میں ایک رسول حضرت اسماعیل علیہ السلام کی یہ صفت بطور مدح کے بیان ہوئی ہے:

وَاذْکُرْ فِی الْکِتٰبِ اِسْمٰعِیْلَ اِنَّہٗ کَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَکَانَ رَسُوْلًا نَّبِیًّا. وَکَانَ یَاْمُرُ اَھْلَہٗ بِالصَّلٰوۃِ وَالزَّکٰوۃِ وَکَانَ عِنْدَ رَبِّہٖ مَرْضِیًّا (سورۃ مریم، رقم الآیۃ ۵۴، ۵۵)

ترجمہ: اور کتاب میں اسمٰعیل کا بھی ذکر کرو وہ وعدہ کے سچے اور (ہمارے) بھیجے ہوئے نبی تھے۔ اور اپنے گھر والوں کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم کرتے تھے اور وہ اپنے رب کے ہاں پسندیدہ تھے (سورہ مریم)

[2] حدیث میں ہے کہ:

ارْحَمُوا مَنْ فِي الْأَرْضِ يَرْحَمْكُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ (ترمذی، رقم الحدیث ۱۹۲۴)

تم زمین والوں پر رحم کرو، تو آسمان والا یعنی اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے گا۔

رحمدلی وشفقت کی اس شان کا ایک مظاہرہ یہ بھی تھا کہ آپ عام حالات میں عموماً اور بیماری میں خصوصاً ساری امت کے لئے، عام مسلمان مرحومین کے لئے مغفرت کی دعا کرتے تھے، آیات وکلمات واذکار پڑھ پڑھ کران کا ثواب ساری امت کو بخشتے تھے، اور فرماتے تھے کہ بستر پر بے دست و پا لیٹے لیٹے ایصالِ ثواب ودعا کا فائدہ انسانیت کو پہنچا سکتے ہیں، سواس سے دریغ نہ کرنا چاہئے۔

[3] شہاب الدین غوری کے تسخیر ہند کے وقت دہلی کا راجہ پرتھوی راج چوہان تھا، جس کو غوری نے شکست دے کر ہندوستان میں اسلامی سلطنت کی بنیاد رکھی، انڈیا کا پرتھوی میزائل اسی راجہ کے نام پر ہے، جس کے جواب میں پاکستان نے غوری میزائل ڈیزائن کیا۔

[4] طور بھی راجپوتوں کی گوت اور شاخ ہے۔

میاں خان اور اس کی اولاد نے سکھوں کی طرف سے مسلمانوں کے ایک قریبی گاؤں میں قتل عام کر کے گاؤں پر قبضہ کرنے کا انتقام اس طرح لیا کہ اس گاؤں کا گھیراؤ کر کے وہاں کے تمام سکھوں کو قتل کر دیا، اور اس چھوٹے سے گاؤں کی ساری زمین اپنی تحویل میں لے کر اس میں سے پچاس بیگھے گھسیٹے خان کو دے دی تھی، گھسیٹے خان کی اولاد میں تقسیم ہند تک یہ زمین چلی آتی رہی۔

گزرتا ہے) بعد میں قریبی گاؤں اودھے پور میں آپ کا خاندان منتقل ہوگیا، بوجہ اس زمین کے جو آپ کے پرنانا میاں خان کی طرف سے آپ کے ددھیال کو ملی، تقسیمِ ہند تک یہ خاندان اودھے پور میں ہی آباد رہا۔ [1]

بچپن کے حالات

آپ کے والد ماجد 1918ء کے طاعون (پلیگ) میں فوت ہوئے، اس وقت آپ کی عمر سال بھر تھی، ابھی پانچ سال کے تھے کہ والدہ بھی وفات پاگئی، والدین کی وفات کے بعد آپ کی یتیمی کی زندگی، مصائب و مشکلات اور آزمائشوں سے بھرپور تھی، بچپنے کی اس عمر میں بکریاں چرانا، مویشی سنبھالنا، کھیتی

تقسیمِ ہند کے بعد آپ کے ددھیال ونھیال کے لوگ ہجرت کر کے شکر گڑھ، نارووال، فیصل آباد کے مختلف گاؤں اور دیہاتوں میں آباد ہوگئے، اور یہاں چھوٹی اور بڑی زمینداریاں قائم کیں، اب بھی ان لوگوں کی دوسری، تیسری نسل انہیں علاقوں میں آباد ہے، اور صاحبِ زمین وجائیداد ہے، ضلع گورداس پور کا کچھ حصہ خصوصاً اس کی تحصیل پٹھانکوٹ وہ جگہ ہے، جہاں برصغیر کی تقسیم کے وقت انگریز ہندو گٹھ جوڑ کے نتیجے میں ریڈکلف ایوارڈ کی صورت میں وہ تاریخی بددیانتی ہوئی، جس نے تنازعہ کشمیر کو جنم دیا، اور جس پر پاک بھارت تین جنگیں ہوچکی ہیں، اور سرد جنگ وگوریلا چھاپہ مار جنگ تو مسلسل جاری ہے، دونوں ملکوں کی معیشتوں کو اور عسکری وسائل کو یہ تنازعہ دیمک کی طرح چاٹ رہا ہے۔

گورداسپور لاہور ڈویژن کا ضلع تھا، جو تقسیمِ ہند کے لئے اتفاقِ رائے سے طے کئے گئے، فارمولے کی رو سے پاکستان کے حصہ میں آتا تھا، یہ مسلم اکثریتی آبادی کا ضلع تھا، اس وقت کے اعداد وشمار کی رو سے گورداسپور میں مسلم آبادی کا تناسب 53 فیصد تھا، لیکن ریڈکلف اور نہرو کی سازش سے بھارت کے لئے کشمیر کی طرف راستہ دینے کی خاطر یہاں باؤنڈری لائن ایسی کھینچی گئی کہ پٹھان کوٹ اور اس کے اطراف وجوانب انڈیا کے حصے میں چلے گئے، انڈیا کے لئے جموں وکشمیر کو واحد راستہ پٹھان کوٹ سے جاتا تھا، گورداسپور کا یہ علاقہ ہمارے شکر گڑھ کے سامنے دریائے راوی کے پار پڑتا ہے، اباجی فرماتے تھے کہ گورداسپور کے اس علاقے میں دریائے راوی کی پانچ شاخیں نکلتی تھیں، راوی، بھیتجا، مستو، سنگاروان، اوجھ، ان شاخوں کے درمیان 85 گاؤں آباد تھے، جو سب تقسیم کے فارمولے کے مطابق پاکستان کے حصے میں آنے تھے، لیکن محض کشمیر کا بکھیڑا کھڑا کرنے اور کشمیر کو ہتھیانے کی غرض سے اوجھ والی شاخ کو باؤنڈری بنایا گیا، جس کی وجہ سے راوی کا یہ سارا زرخیز علاقہ اپنے 85 گاؤں سمیت پکے ہوئے پھل کی طرح پنڈت نہرو کی گود میں آ گرا، اور یہاں کے مسلمانوں کو نقل مکانی کرنی پڑی، ریڈکلف کی اس تاریخی دھاندلی اور ناانصافی پر بانی پاکستان بھی چیخ اُٹھے تھے۔

مزید وضاحت: تقسیم سے قبل انگریزوں نے پنجاب کو انتظامی لحاظ سے پانچ ڈویژنوں میں تقسیم کیا تھا، انبالہ، جالندھر، لاہور، ملتان، اور راولپنڈی ڈویژن، اول الذکر دو ڈویژن مشرقی پنجاب بنے، یعنی انڈیا کے حصہ میں آئے، آخر الذکر تین ڈویژن مغربی پنجاب بنے، یعنی پاکستان کے حصہ میں آئے، انبالہ ڈویژن کے اضلاع انبالہ، شملہ، حصار، روہتک، کرنال، گڑگانواں تھے، جالندھر ڈویژن میں جالندھر، ہوشیارپور، کانگڑہ، فیروز پور اور لدھیانہ کے اضلاع شامل تھے، لاہور ڈویژن کے اضلاع لاہور، شیخوپورہ، گوجرانوالہ، سیالکوٹ، گورداسپور تھے، ملتان ڈویژن میں ملتان، ساہیوال (منٹگمری) لائل پور (فیصل آباد) جھنگ، مظفر گڑھ اور ڈیرہ غازی خان تھے، راولپنڈی ڈویژن میں راولپنڈی، جہلم، گجرات، سرگودھا، اٹک اور میانوالی شامل تھے، لاہور ڈویژن کے ضلع گورداسپور کے کچھ اہم علاقے انڈیا کو دینا یہ باؤنڈری کمیشن کے سربراہ ریڈکلف اور آخری وائسرائے ہند لارڈ ماؤنٹ بیٹن کی ایک صریح ناانصافی یا سوچی سمجھی برٹش سازش تھی۔ امجد۔

باڑی، زراعت، کاشت کاری کے کاموں میں رات دن جُتے رہنا، جوتہ و پیزار لباس و پوشاک، کھانے پینے جیسے بنیادی حوائجِ زندگی میں باوجود صاحبِ جائیداد و زمیندار والد کے اکلوتے وارث ہونے کے کسمپرسی کے حالات سے گزرنا، یقیناً عہد طفولیت کی بڑی آزمائش تھی، بچپنے کی اس برہنہ پائی اور خستہ حالی کے آثار و نشاں تلووں اور ایڑیوں وغیرہ پر کنکر و پتھر کے ضربات و صدمات اور کانٹوں کی پھانس اور چبن کی صورت میں آخر عمر تک باقی رہے۔

کر کے پابوسی تیرے دیوانوں کی　　　سرخ رو ہوئے خارِ بیاباں کتنے

آغشتہ اند ہر سر خار بخون دل　　　قانون باغبانی صحرا نوشتہ اند [1]

آپ کے بہن بھائی نہیں تھے، والد کی وفات کے بعد والدہ سے ان کے دیور نے نکاح کرلیا تھا، ان سے ایک بہن تولد ہوئیں، والدہ کی وفات کے بعد ان کو پھوپھی صاحبہ نے اپنی پرورش میں لے لیا تھا، سات سال کی عمر میں یہ بچی فوت ہوگئی۔

تعلیم و تربیت کے احوال

سات سال کی عمر میں گاؤں کے سکول میں داخلہ ہوا، چہارم جماعت تک پرائمری یہاں پڑھی، پنجم میں قریبی قصبہ دینہ نگر کے مڈل سکول میں داخل ہوئے۔ [2]

چھٹی جماعت میں زیرِ تعلیم تھے کہ گھر میں لڑائی جھگڑا ہو کر گھر سے چپ چاپ نکل کھڑے ہوئے۔

امرتسر (سکھوں کا مقدس شہر، مغربی پنجاب کا متمدن و گنجان آباد شہر) آگئے، وہاں ایک صاحب علم بزرگ جو زمیندار تھے، اور مال مویشی و کھیتی باڑی کا شغل رکھتے تھے، انہوں نے اپنے ہاں رکھ لیا، کچھ عرصہ وہاں رہے، ان صاحب نے آپ کو سکول میں داخل کرنے کے لئے کہا کہ سرٹیفکیٹ اپنے سابقہ سکول سے منگوالیں، اس طرح گھر میں رابطہ ہوا، گھر والے بااصرار آپ کو یہاں سے لے گئے، اب سکول میں داخل نہیں کیا گیا، پورے طور پر زمینداری کے کاموں میں لگ گئے۔

سال بھر بعد پھر گھر سے بھاگ کر پیدل چل کر کئی دن میں لاہور پہنچے، فرماتے تھے کہ لاہور کا یہ سفر پیدل

---

[1] یعنی ہر کانٹے کا رخ اپنے خونِ دل سے نکھار گئے　　　صحرا و بیاباں کی باغبانی کا دستور و قانون مرتب کر گئے۔

[2] اودھے پور اور طاہر پور کا درمیانی فاصلہ تقریباً ۵ کلومیٹر تھا، اودھے پور سے دو ڈھائی کلومیٹر کے فاصلہ پر قصبہ دینہ نگر تھا، دینہ نگر میں تھانہ بھی تھا، سرکاری مڈل سکول، پرائیویٹ سناتن دھرم ہائی سکول (ہندوؤں کا) بھی تھا، طاہر پور کی تحصیل پٹھانکوٹ تھی، جبکہ اودھے پور کا ضلع اور تحصیل دونوں گورداس پور تھا۔

3 دن میں طے ہوا۔ [1]

وہاں یتیم خانے میں داخل ہوئے، یہاں بھی تعلیم کے سلسلے میں سکول سرٹیفکیٹ کی ضرورت پڑی، جس سے گھر خبر ہوگئی، اور چچا صاحب آپ کو واپس لے گئے۔

کچھ عرصہ گھر میں گزارنے کے بعد تیسری دفعہ گھر سے بھاگنے کی نوبت آئی، فرماتے تھے کہ یہ حالات کا جبر تھا، ایک یتیم بچے کی مشکلات سے بھرپور زندگی کا المیہ تھا کہ اسے بار بار گھر سے آوارہ و پریشاں ہو کر بے سروسامانی کے حالات میں دربدر بھٹکنا پڑا، لیکن اس دفعہ کے بھاگنے نے آئندہ ہدایت اور علم سے بھرپور زندگی کے راستے کھولے

کبھی عرش پر کبھی فرش پر کبھی ان کے در کبھی در بدر
اے غمِ زندگی تیرا شکریہ میں کہاں کہاں سے گزر گیا

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھی حالات کے جبر سے بھاگ کر اپنے لئے راستہ ڈھونڈنا پڑا، اور پھر راستہ نکالنے والے رب نے راستہ نکالا۔

وَلَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَاءَ مَدْيَنَ قَالَ عَسَى رَبِّي أَنْ يَهْدِيَنِي سَوَاءَ السَّبِيلِ (سورۃ القصص، آیت نمبر ۲۲)

ترجمہ: اور جب (موسیٰ) مدین کی طرف رخ کر کے چل پڑے تو کہنے لگے مجھے امید ہے کہ میرا رب مجھے سیدھی راہ لے چلے گا۔

کوئی شعیب آئے میسر تو شبانی سے کلیمی دو قدم ہے

اب کے بار بھاگ کر پیدل سفر کرتے ہوئے چار دنوں میں لاہور پہنچے۔

مجھے سہل ہوگئی منزلیں

لاہور پہنچ کر تائیدِ غیبی سے شیرانوالہ مرکز حضرت اقدس شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری علیہ الرحمۃ کے ہاں

---

[1] پہلے دن، دن بھر پیدل چل کر رات بٹالہ پہنچے، جو گورداسپور سے لگ بھگ 35 کلومیٹر تھا، فٹ پاتھ پر رات گزاری، دوسری رات امرتسر پہنچے، شہر کے باہر کمپنی باغ میں رات بسر کی، تیسری رات لاہور اور امرتسر کے درمیان ایک قصبہ میں گزاری، چوتھے دن عصر کے وقت لاہور پہنچے، واضح رہے کہ آپ کے گاؤں اودھے پور سے امرتسر تقریباً 85 کلومیٹر اور لاہور 145 کلومیٹر کے لگ بھگ تھا، یہ اتنا فاصلہ بنتا ہے، جتنا راولپنڈی اور مانسہرہ کے گاؤں اچھڑیاں کے درمیان ہے، جہاں آپ کی تدفین ہوئی ہے، لگ بھگ ڈیڑھ سو کلومیٹر۔

پہنچے، جن کے مشہور درسِ قرآن کی گونج پنجاب سے دہلی تک سنائی دے رہی تھی۔ ۱

نمازِ عصر کے بعد حضرت لاہوری سے ملاقات ہوئی، پڑھنے کا عندیہ ظاہر کیا، حضرت نے فرمایا کہ ہمارے ہاں تو صرف درسِ قرآن اور درسِ حدیث ہوتا ہے، باضابطہ نظامی مدارس کے طرز پر درسِ نظامی کی تعلیم نہیں ہوتی، حضرت نے رات کو اپنے ہاں ٹھہرایا، اور صبح گوجرانوالہ کے مشہور مدرسہ انوار العلوم بھیج دیا۔

مولانا عبدالعزیز صاحب جو وہاں کے ذمہ دار تھے، ان کے نام سفارشی خط حضرت لاہوری نے لکھا (واضح رہے کہ گوجرانوالہ کے مولانا عبدالعزیز اور مولانا چراغ اپنے دور کی علمی دنیا کی معروف شخصیات ہیں) ۲

تیرا ہاتھ ہاتھ میں آ گیا چراغ راہ کے جل گئے مجھے سہل ہو گئیں منزلیں ہوا کے رخ بھی بدل گئے

اگلی صبح یہ سفارشی خط لے کر پیدل گوجرانوالہ کے لئے روانہ ہوئے، رات تک گوجرانوالہ سے تقریباً 20 کلومیٹر پہلے ایک گاؤں میں پہنچے، وہاں مسجد میں رات گزاری، اگلی صبح فجر کی نماز پڑھ کر نکل کھڑے ہوئے، اپریل کا مہینہ تھا، لگ بھگ نو بجے تک گوجرانوالہ پہنچ گئے، خط پیش کیا، مولانا عبدالعزیز صاحب مرحوم نے داخلہ دے دیا، وہاں ناظرہ قرآن مجید سے تعلیم کا آغاز کیا۔ ۳

یہاں انوار العلوم میں ناظرہ قرآن کے ساتھ علم الصرف (عربی گرائمر) کی مشہور پنجابی کتاب قانونچہ کھیوالی بھی پڑھی، چند ماہ یہاں پڑھنے کے بعد استاد صاحب یہاں سے دہلی منتقل ہو گئے، تو آپ اور ایک دوسرے طالب علم بھی ان کے ہمراہ دہلی پہنچ گئے، گوجرانوالہ سے دہلی کا سفر ریل کے ذریعہ ہوا، گوجرانوالہ سے دہلی تک کا اس وقت آٹھ روپے کرایہ خرچ ہوا۔ ۴

---

۱ مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ: ولادت رمضان ۱۳۰۴ھ (1887ء کے لگ بھگ) وفات ۱۳۸۱ھ 22 فروری 1962ء، آپ کی تعلیم وتربیت میں درج ذیل بزرگانِ دین نے حصہ لیا، سندھ کے عظیم بزرگ پیر طریقت مولانا غلام محمد دین پوری، مولانا تاج محمد امروٹی، مولانا عبیداللہ سندھی، گوٹ پیر جھنڈا کے مدرسہ دار الرشاد میں تعلیم حاصل کی، 1927ء میں فارغ التحصیل ہوئے، آپ کے والد شیخ حبیب اللہ سلسلہ چشتیہ میں بیعت تھے، صاحبِ نسبت بزرگ تھے، شیخ حبیب اللہ نومسلم تھے، ہندو سے مسلمان ہوئے تھے، سنا ہے کہ سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہوتے تھے کہ سید کے بیٹے نے ہیر لکھی (پنجابی ادبی شاہکار ہیر کے مصنف وارث شاہ کی طرف اشارہ ہے) اور سکھ کے بیٹے نے قرآن کی تفسیر لکھی (حضرت لاہوری کی طرف اشارہ ہے) لاہور میں بیٹھ کر آپ نے نصف صدی اسلام کی تبلیغ واشاعت اور قرآن کے درس وتفسیر کا فیض لٹایا، تحریک آزادی ہند کے عظیم مجاہد تھے، قید وبند کی آزمائشوں سے بھی گزرے۔

۲ گوجرانولہ میں/ شیرانوالہ دروازہ کے پاس/ مدرسہ انوار العلوم کی عظمت وشہرت آج بھی قائم ہے، مشہور فنی عالم شیخ حمید اللہ رحمہ اللہ، جو ابھی کچھ عرصہ پہلے ہی فوت ہوئے، یہاں کے لائق فائق مدرس تھے، جو درسِ نظامی کے فضلاء کو فنون میں تکمیل کا نصاب پڑھاتے تھے، مولانا زاہد الراشدی صاحب یہاں کی جامع مسجد کے خطیب ہیں۔

۳ کچھ قاعدہ ناظرہ اپنے گاؤں کی مسجد میں امام مسجد حسین شاہ میاں جی سے پہلے پڑھ چکے تھے۔

۴ قانونچہ کھیوالی عرصہ تک پنجاب کی درس گاہوں میں شاملِ نصاب رہی۔

دہلی کا زمانۂ تعلیم

دہلی میں ایک مدرسہ حمیدیہ تھا، وہاں داخل ہوئے، تین روپے ماہانہ وظیفہ ملتا تھا، جس میں اپنے کھانے پینے کا انتظام خود کرنا ہوتا تھا۔ ۱

مدرسہ حمیدیہ میں درج ذیل کتبِ فنون کی تعلیم حاصل کی:

(۱) میزان (۲) منشعب (۳) علم الصرف (۴) پنج گنج (۵) مفید الطالبین ۲

کوئٹہ کا مشہور زلزلہ

1935ء میں جب کوئٹہ کا مشہور تباہ کن زلزلہ آیا تھا۔ ۳

---

۱ خود آٹا گوندھ کر قریب میں تنور والے سے روٹی لگوا لیتے تھے، روٹی لگوانے کے تنور والے کو مہینہ کے گیارہ آنے دیتے تھے۔

۲ ان میں سے بیشتر کتب اب بھی درسِ نظامی کا حصہ ہیں۔

میزان الصرف درسِ نظامی میں صدیوں سے عربی گرائمر کی بنیادی وابتدائی کتاب کے طور پر شاملِ درس ہے، اس کا مصنف تاریخ کے اندھیروں میں گم ہے، شراح واہلِ سیر نے اپنے اپنے قرائن وقیاسات سے مختلف اقوال اس کے مصنف کے متعلق پیش کئے ہیں، نواب صدیق حسن خان نے بعض شراح کی طرف منسوب کر کے ''وجہ الدین عثمان'' کا نام پیش کیا ہے (دیکھئے سلسلۃ العسجد) دوسرا قول ملاحمزہ یعنی منشعب کے مصنف کے بارے میں ہے کہ میزان بھی انہوں نے لکھی، تیسرا قول شیخ صفی الدین جونپوری رودولوی کے بارے میں ہے، جن کا سن وفات ۸۱۹ھ ہے، وغیرہ اقوال۔

عبدالحیئ الحسنی الندوی رحمہ اللہ (ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ کے والد بزرگوار) نے الثقافۃ الاسلامیہ فی الہند میں منشعب کا مصنف ملاحمزہ بدیوانی کو ذکر کیا ہے، میزان کے ساتھ منشعب بھی علم صرف کی اساسی کتاب ہے۔

اس کے مصنف سراج الدین عثمان اودھی ہیں، جو ہدایۃ النحو کے بھی منصف ہیں، ان کو ''اخی سراج'' کہا جاتا ہے، خواجہ نظام الدین اولیاء کے خلیفہ ومرید ہیں، ظلمت کدہ ہند میں اشاعت وتبلیغِ اسلام کے عظیم مشن میں خواجہ نظام الدین اولیاء کے جن مریدانِ باصفا نے حصہ لیا، اور لاکھوں دلوں کو نورِ ایمان سے منور کیا، ان میں اخی سراج کا بھی نہایت اونچا پایہ ہے، بنگال کے کروڑوں مسلمانوں کا اسلام شیخ سراج الدین کے کھاتے میں ہے، خواجہ نظام نے دہلی کو مرکز تقل بنا کر مختلف صوبوں میں اپنے تیار کردہ قدوسی صفات شخصیات کو ایک ایک کر کے بھیجا، تو بنگال شیخ اخی سراج کے حصے میں آیا، یہاں اشاعتِ اسلام کا عظیم مشن آپ نے سرانجام دیا، آپ کی وفات ۷۷۵ھ میں ہوئی جزی اللہ عنا وعن جمیع المسلمین۔

ہدایۃ النحو، پنج گنج کے علاوہ میزان الصرف کے بارے میں بھی ایک قول آپ کی تصنیف ہونے کا ہے، واللہ اعلم۔

مفید الطالبین: مولانا محمد احسن صدیقی نانوتوی کی تالیف ہے، جن کی وفات ۱۳۱۲ھ 1894ء میں بعمر ستر سال ہوئی، بڑے صاحبِ کمال بزرگ تھے، علمائے دیوبند کے اکابرین میں شمار ہوتے ہیں، تصنیف وتالیف کا بہت کام آپ نے کیا، امام غزالی کے احیاء العلوم کا اردو ترجمہ آپ کی بہت بڑی خدمت ہے، آپ کو حضرت شاہ عبدالغنی رحمہ اللہ سے بیعت وخلاف حاصل تھی، مولانا مظہر نانوتوی جو اکابر علمائے دیوبند میں سے ہیں، اور مولانا قاسم نانوتوی اور حضرت رشید احمد گنگوہی سے بڑے تھے، آپ کے بھائی ہیں۔

۳ صدیوں میں تہذیب وتمدن کے مدارج طے کر کے دورِ فرنگ میں بامِ عروج تک پہنچنے والا کوئٹہ شہر جس کی شہری آبادی اس زمانے میں بھی ایک لاکھ سے متجاوز تھی، 1935ء کے قیامت خیز زلزلہ میں ملبے کا ڈھیر بن کر رہ گیا، یہ زلزلہ برصغیر کی تاریخ خصوصاً برٹش ہندوستان کے عہد کا عظیم سانحہ تھا، جدید کوئٹہ زلزلے سے تباہ شدہ کوئٹہ کے کھنڈرات پر دوبارہ آباد ہوا ہے۔

تو آپ مدرسہ حمیدیہ میں ہی زیرِ تعلیم تھے، اسی زمانے میں آپ نے چھٹیوں میں طویل عرصہ بعد اپنے گاؤں واپسی کی، کچھ عرصہ گاؤں میں رہے، پھر دہلی جانے کے بجائے امرتسر میں تعلیمی سلسلہ شروع کیا۔

امرتسر، مولانا داؤد غزنوی کے مدرسہ میں

مولانا داؤد غزنوی علیہ الرحمۃ مسلک اہل حدیث کے اکابر علماء میں شمار ہوتے ہیں۔ [1]
امرتسر کے کوچہ ڈب گراں میں ان کا مدرسہ تھا، اب کے وہاں تعلیمی سلسلہ شروع کیا، واضح رہے کہ حضرت مفتی محمد حسن امرتسری علیہ الرحمۃ بانی جامعہ اشرفیہ لاہور خلیفہ حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی علیہ الرحمۃ نے بھی امرتسر کے اہلِ حدیث مدرسہ میں دورہ حدیث پڑھا تھا۔ [2]
مشہور واقعہ ہے کہ جب حضرت تھانوی رحمہ اللہ سے آپ وابستہ ہوئے تو حضرت تھانوی نے بیعت ہونے کے لئے یہ شرط رکھی تھی کہ آپ دوبارہ دارالعلوم دیوبند جا کر دورہ حدیث پڑھیں، اور یہ شرط حضرت مفتی صاحب نے پھر پوری کی۔
امرتسر کے اس مدرسہ میں رمضان تک تعلیمی سلسلہ پورا کیا، رمضان کے بعد جب مدرسہ آئے تو گوجرانوالہ کے استاد (مولانا عبد الستار) پیغام چھوڑ گئے تھے کہ ہمارے پاس گجرات آ جائیں، چنانچہ اب آپ گجرات آ گئے۔

---

[1] مولانا داؤد غزنوی، مولانا عبد الجبار غزنوی کے لائق فائق صاحب زادے اور مولانا عبد اللہ غزنوی کے پوتے ہیں، محدث، سیاسی و مذہبی رہنما، تحریک آزادی ہند کے عظیم رہنما تھے، 1893ء میں امرتسر میں پیدا ہوئے، 1919ء میں تحریکِ خلافت میں حصہ لے کر سیاسی زندگی کا آغاز کیا، افتاء اور درس تدریس کی مسند خانہ زاد اور موروثی تھی، نیشنل کانگرس سے بھی تعلق رہا، 1929ء میں مجلس احرار میں شمولیت کی، ان تحاریک کے سلسلے میں قید و بند کے مرحلوں سے بھی گزرے، تحریکِ پاکستان کے آخری ادوار میں مسلم لیگ میں حصہ لیا، قیامِ پاکستان کے بعد لاہور مسجد چینیاں والی سے دینی خدمات کا سلسلہ شروع کیا، اور آخر تک یہیں سے دینی خدمات جاری رکھیں، امرتسر سے ''توحید'' نام کا ایک مجلّہ بھی ایک زمانے میں آپ نے جاری کیا تھا، 26 جنوری 1963ء میں وفات پائی، وفات کے ۲۶ سال بعد پاکستانی اشرافیہ کو آپ کی خدمات یاد آئیں، اور آپ کے لئے تحریکِ پاکستان گولڈ میڈل جاری کیا گیا۔

[2] مفتی محمد حسن رحمہ اللہ لاہور، جامعہ اشرفیہ کے بانی، حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کے خلیفہ، مدرسہ نعمانیہ امرتسر کے رئیس المدرسین، آئینِ پاکستان کے اہم حصہ و دیباچہ قراردادِ مقاصد کی تیاری و منظوری میں آپ کا بھی حصہ ہے، ولادت 1878ء، وفات جون 1961ء آپ کے حالاتِ زندگی احسن السوانح اور تذکرہ حسن میں مفصل مذکور ہیں، وضاحت مزید، بندہ امجد راقم الحروف کے نانا مولوی جمعہ خان مرحوم (وفات نومبر 1988ء) آپ سے بیعت تھے، اور آپ کی نسبت سے پیری مریدی کا حلقہ رکھتے تھے، ٹیکسلا، حسن ابدال کے اطراف میں ان کے مریدین کا اچھا خاصہ حلقہ تھا، نیز بندہ کے والد صاحب دیوبند سے فراغت کے بعد مفتی محمد حسن صاحب کی خدمت میں امرتسر میں قیام پذیر رہے، والد صاحب فرماتے تھے کہ جب آپ کو جمعہ پڑھانے سے عذر ہوتا، تو میں آپ کی مسجد میں جمعہ پڑھاتا تھا۔

گجرات چلو

استاد کی وساطت سے گجرات میں مولانا عنایت اللہ شاہ صاحب کے مدرسہ میں داخل ہوئے۔ ۱؎

حضرت عنایت اللہ شاہ صاحب کالری دروازہ گجرات کی جامع مسجد کے خطیب بھی تھے، شاہ صاحب سے پہلے عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری اس جامع مسجد کے خطیب تھے، جو اب امرتسر منتقل ہو گئے تھے، آپ کا سید عطاء اللہ شاہ بخاری صاحب سے بھی تعلق رہا، فرماتے تھے کہ مجھے بستر باندھنے کا طریقہ سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے ہی سکھایا تھا، عطاء اللہ شاہ بخاری علیہ الرحمہ کی تقریب سے تحریک احرار سے بھی متعلق رہے۔ ۲؎

گجرات کا زمانہ قیام

گجرات کا تعلیمی عرصہ 1936ء تا 1939ء کے سن وسال پر محیط ہے، یہاں ترجمہ وتفسیر، فقہ، فنون، صرف و نحو کی کتب پڑھیں، خود عنایت اللہ شاہ صاحب سے دس پارے ترجمہ قرآن اور علم نحو کی معروف کتاب کافیہ پڑھی، فرماتے تھے کہ شاہ صاحب کا مجھ پہ اتنا اعتماد تھا کہ شاہ صاحب اپنی عدم موجودگی میں جمعہ پڑھانے کی ذمہ داری میرے متعلق کرتے تھے، آپ کی غیر موجودگی میں جامع مسجد میں جمعہ پڑھاتا تھا۔

ایک اونچی نسبت

حضرت عنایت اللہ شاہ صاحب بخاری کے استاد مولانا عبدالرحمٰن علیہ الرحمۃ تھے، جو حضرت شیخ الہند کے شاگرد تھے، ان سے آپ نے فقہ میں قدوری اور نحو میں ہدایۃ النحو پڑھی۔

ان کے علاوہ درسِ نظامی کی درج ذیل کتب یہاں گجرات کے زمانہ قیام میں پڑھیں، فقہ میں شرح وقایہ،

۱؎ گجرات کا یہ مرکز اب بھی قائم ودائم ہے، اور ملک بھر میں اپنی مستقل شناخت اور تشخص رکھتا ہے، حضرت عنایت اللہ شاہ صاحب بخاری 90ء کے عشرے میں فوت ہوئے، اشاعۃ التوحید والسنۃ کے بانیوں میں سے ہیں، مولانا غلام اللہ خان صاحب آپ کے رفقاء میں سے تھے، آپ کے بعد آپ کے صاحب زادے سید ضیاء اللہ شاہ صاحب بخاری تنظیم کے بھی اور گجرات کے اس مرکز قرآن وسنت کے بھی امیر وبزرگ ہیں۔

۲؎ امیر شریعت عطاء اللہ صاحب بخاری رحمہ اللہ ۱۳۱۰ھ کو پٹنہ بہار میں پیدا ہوئے ۱۳۸۱ھ (1961ء) میں فوت ہوئے، 1919ء میں امرتسر جلیانوالہ باغ کے حادثہ کے بعد تحریک وحریت کے میدان میں اترے، چالیس سال تک آزادی ہند اور مسلمانوں کی سماجی برائیوں، شرک وبدعات کی تردید کی جنگ لڑتے رہے، تحریکِ خلافت میں بھی بھرپور حصہ لیا، قادیانیت کی بیخ کنی کا محاذ سنبھالا، اتو عزیمت وقربانی اور جہد وجہاد کی لازوال تاریخ مرتب کی، دسیوں سال عمر عزیز کے فرنگیوں کی قید میں اور قیامِ پاکستان کے بعد فرنگیوں کے دیسی وارثوں کی قید میں گزرے، عمر عزیز سے مانگ کے لائے تھے چار دن، دو جیل میں کٹے دو ریل میں۔

کنز الدقائق، ہدایہ اولین، ہدایہ اخیرین۔ [۱]

عربی ادب میں مقامات حریری، دیوان متنبّی، حماسہ، سبعہ معلقات۔ [۲]

الٹے بانس بریلی کو

1939ء میں زمین کی قانونی کاروائی کے معاملے میں گھر سے بلاوا آنے پر آپ گھر آ گئے، کئی ماہ گھر میں قیام کرنا پڑا، اس عرصہ میں گاؤں کی مسجد میں جمعہ پڑھانے اور بچوں کو قرآن کی تعلیم دینے میں مشغول رہے، تاکہ وقت بے مصرف ضائع نہ ہو۔

پھر اپنے ایک رفیق مولوی عبدالرحمٰن بخاری (فارسی بان) سے مکاتبت کے نتیجے میں (جو بریلی میں تھے) آپ نے بھی بریلی جا کر پڑھنے کا ارادہ کیا۔ [۳]

شرح وقایہ: فقہ حنفی کے معروف متن ''وقایہ'' کی شرح ہے، درسِ نظامی کا حصہ ہے، شرح وقایہ کے مصنف صدر الشریعہ عبیداللہ بن مسعود بن محمود (المعروف تاج الشریعہ) ہیں، جبکہ اس کا متن وقایہ ان کے دادا تاج الشریعہ کا ہے، وقایہ کی اہمیت اس وعظمت اس سے واضح ہے کہ یہ فقہ حنفی کے چار متنوں میں سے ایک ہے، صدر الشریعہ اور تاج الشریعہ دونوں فقہ حنفی کے چوٹی کے فقہاء ہیں، یہ خاندان ''ایں خانہ ہمہ آفتاب است'' کے مصداق ہے، نسل در نسل اس خاندان میں فقہاء وعلماء کا تسلسل رہا ہے۔

کنز الدقائق فقہ حنفی کا مشہور متن ہے اس کے مصنف ابوالبرکات عبداللہ بن محمد نسفی علیہ الرحمہ ہیں جو امام نسفی کے نام سے معروف ہیں اور کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔

[۲] مقامات حریری: عربی ادب کی شہرہ آفاق کتاب ہے، مصنف قاسم بن علی بن محمد حریری ہیں، ریشم کا کاروبار کرنے کی وجہ سے حریری کے نام سے مشہور ہیں (حریر ریشم کو کہتے ہیں) ۴۴۶ھ میں پیدا ہوئے، یہ خلیفہ مسترشد باللہ عباسی کا عہدِ خلافت تھا، مقامات مقامہ کی جمع ہے، مقامہ کی اصطلاح عربی ادب میں اس زمانے میں مختصر اور دلپسند کہانی کے لئے استعمال ہوتی تھی، آج دب میں افسانہ کی جو صنف ہے، اس عہد میں مقامہ گویا یہی صنف تھا، مقامات میں عربی لغت وبلاغت، فصاحت وندرست، اور عجیب وغریب افسانوی خیالات کا خزانہ ہے، اور یہ کتاب گویا کہ موتیوں کی لڑی ہے، بعد کی صدیوں میں ادبی وعلمی حلقوں میں مقامات ہمیشہ ہاتھوں ہاتھ لی جاتی رہی، اور اس کی شروحات لکھی جاتی رہیں۔

دیوانِ متنبّی: ابوطیب احمد بن حسین کندی کوفی متنبّی اشعار اور کلام کا مجموعہ ہے، یہ کوفہ کے محلّہ کندہ میں میں ۳۰۳ھ میں پیدا ہوا، متنبّی جھوٹے نبوت کے دعویدار کو کہت ہیں، اس کے دماغ میں ایک زمانے میں نبی بننے کا خناس بھی اسمیا تھا، قید گزار کا یہ حبط دماغ سے نکلا، متنبّی کلام غزل کے ایک جدید رنگ اور اسلوب کا شاہکار ہے، بعد کے زمانوں میں عربی پھر فارسی پھر اردو میں رنگ اور اسلوب غزل کے لئے رائج ہوا، گویا کہ متنبّی غزل کے اس اسلوب کا بانی ہے، جس نے صدیوں تک تینوں زبانوں کے ادب میں اس خاص صنف کو اپنے نقشِ قدم پر چلایا، متنبّی پہلے ملک کافور اور پھر سیف الدولہ (مصر) کے دربار سے وابستہ رہا، اس کی رزمیہ شاعری سیف الدولہ کی مدح آرائی سے بھری ہوئی تھی، ۳۵۴ھ میں بغداد کے قریب اپنے بیٹے اور غلام کے ساتھ بنوضبہ کے ہاتھوں قتل ہوا، جس کی اس نے بہت بھونڈی اور گھٹیا الفاظ میں ہجو کہی تھی۔

[۳] بریلی انڈیا کے صوبہ اتر پردیش یعنی یوپی میں واقع ہے، ایک پرانا تاریخی شہر ہے، ضلعی صدر مقام بھی ہے، دریائے گنگا کے کنارے ایک بلند سطح زمین پر واقع ہے، تاریخی یادداشتوں کے مطابق (دیکھئے 1951ء کی مردم شماری، انڈیا، بریلی) اس شہر کی بنیاد

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

بریلی آکر آپ مولانا یٰسین سرہندی کے مدرسہ میں داخل ہوئے، مولانا یٰسین سرہندی فاضل دیوبند تھے، حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن علیہ الرحمۃ کے شاگرد تھے۔

یہاں فنون میں قطبی، ملاحسن اور علمِ حدیث میں مشکوٰۃ شریف پڑھی، یہاں ایک بہت سن رسید بزرگ تھے، بانی دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا قاسم نانوتوی علیہ الرحمۃ کو بھی دیکھے ہوئے تھے، فارسی ادب کے بڑے ماہر تھے، ان سے آپ نے دفتر ابوالفضل، رقعاتِ عالم گیری وغیرہ فارسی لٹریچر پڑھا، یہیں منشی فاضل کے نصاب کی بھی تیاری کی۔

بریلی کا زمانہ قیام ڈھائی سال ہے، اس عرصہ میں یہیں مستقل مزاجی سے تعلیم حاصل کی۔

مرادآباد مدرسہ قاسمیہ میں

بریلی کے بعد مرادآباد کے قدیم تاریخی مدرسہ شاہی جامعہ قاسمیہ میں آئے، لیکن یہاں آپ کی تعلیم کا سلسلہ نہ بن سکا۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ 1537ء (۹۴۴ھ) میں رکھی گئی، ایک راجپوت باس دیو کے نام پر یہ شہر قائم ہوا، اسے بانس بریلی کہتے ہیں، کیونکہ اس کے مضافات میں بانس کا ایک جنگل تھا، نیز تاکہ ایک دوسرے شہر رائے بریلی سے اس کا امتیاز رہے، رائے بریلی حضرت سید احمد شہید اور ان کے خاندان و علمی و دینی خانوادے کا مسکن و موطن تھا، اس آخری زمانے میں حضرت ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ کی ذات اور آپ کی ملی و دینی خدمات نے (وفات دسمبر 2000ء) رائے بریلی کے اس قدیم علمی خانوادے کی عظمت و شہرت کو نئی شان اور نئی آب و تاب کے ساتھ زندہ بھی کیا، اور زندہ رکھا بھی، بانس بریلی کے بارے میں یہ محاورہ چلتا تھا ''الٹے بانس بریلی کو'' یہ اس وقت کہا جاتا ہے جب کسی جگہ میں باہر سے وہ چیز لے جائی جائے، جس چیز کی اس جگہ فراوانی اور پیداوار ہوتی ہو، بانس بریلی کی پیداوار تھی، کوئی باہر سے بریلی بانس لے کر جائے، تو کہا جائے گا الٹے بانس بریلی کو، 1857ء کی جنگِ آزادی میں بریلی کی وجہ شہرت اس علاقے کا جنگ میں ایک اہم محاذِ جنگ ہونا اور جنگِ آزادی کے اہم لیڈر جنرل بخت خان کا اس علاقے کا باشندہ ہونا بھی ہے، جنرل بخت خان ہماری آزادی کی جنگ کا تاریخی کردار ہے، جو 1857ء کے ہنگامہ گیرودار میں انگریزوں کے مدِ مقابل مسلمان جنگجوؤں کا، مجاہدینِ جنگِ آزادی کا سپہ سالار تھا۔ بریلی کی پچھلی صدی میں ایک وجہ شہرت بریلوی مسلک کے بانی جناب مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی بھی ہیں، پھر اسی نسبت سے اس مسلک کے لوگ بریلوی کہلائے (خان صاحب بریلوی کی وفات 1921ء بمطابق ۱۳۴۰ھ میں ہوئی) 1857ء کی جنگِ آزادی سے پہلے مغل سلطنت کے طوائف الملوکی کے دور میں یہ شہر پہلے پٹھانوں اور مرہٹوں (پٹھان سردار حافظ رحمت خان) کی پنجہ آزمائی کا مرکز بھی رہا، مشہور روہیلہ پٹھان سردار حافظ رحمت خان نے اودھ لکھنؤ کے شیعہ فوجوں سے ٹکرلے کر اس علاقے پر اپنا خود مختارانہ تصرف قائم کیا، 1770ء میں سندھیا اور ہلکر مرہٹہ سرداروں نے مرہٹہ گردی کی اور ان کی معاونت سے نجیب الدولہ نے حملہ کر کے حافظ رحمت خان کے لشکر کو شکست دی، اور آخر میں شیعہ نواب شجاع الدولہ روہیلوں سے بھڑ گیا اور باہم جنگوں میں شجاع الدولہ فتح مند اور حافظ رحمت خان مقتول ہوئے، اٹھارہویں صدی کا یہ سفر افراتفری کا دور اور ہماری ملی تاریخ کا دردناک باب ہے، واضح رہے کہ روہیلے پٹھان کٹر سنی حنفی تھے، حافظ رحمت خان کا مقبرہ بریلی کا تاریخی مقام ہے۔

[1] واضح رہے کہ مفتی محمود صاحب علیہ الرحمۃ امیر جمعیت علمائے اسلام، پدرِ بزرگوار مولانا فضل الرحمٰن صاحب بھی مدرسہ شاہی مرادآباد کے فیض یافتہ ہیں۔ ﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

چاند پور میں

چاند پور مولانا مرتضیٰ حسن چاند پوری علیہ الرحمۃ کا قصبہ ہے، مولانا مرتضیٰ حسن چاند پوری علیہ الرحمۃ علمائے دیوبند میں قد آور شخصیت ہیں۔ [۱]

حضرت حکیم الامت تھانوی علیہ الرحمۃ کے مجاز اور مسلک دیوبند کے ترجمان اور مناظر تھے، آپ کی ذاتی لائبریری کی وسعت کا یہ عالم تھا کہ دارالعلوم دیوبند کے کتب خانے سے زیادہ نایاب کتب اس میں فراہم تھیں۔

مراد آباد سے آپ چاند پور مولانا مرتضیٰ حسن کی خدمت میں روانہ ہوئے، پیدل سفر تھا، تین دن میں چاند پور پہنچے، حضرت چاند پوری علیہ الرحمۃ نے اپنے ہاں ٹھہرایا، اپنے وسیع کتب کی لائبریری کی ترتیب پر مامور کیا، چند دن ان کے ہاں ٹھہرے، پھر حضرت چاند پوری نے سفارشی خط مولانا ولی احمد علیہ الرحمۃ کے نام لکھا، جو حسن پور مراد آباد میں مدرسہ قادریہ کے صدر المدرسین اور استاد الحدیث تھے۔ [۲]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

مفتی محمود صاحب رحمہ اللہ 1909ء میں موضع عبدالخیل، علاقہ پنیالہ، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان میں پیدا ہوئے، میٹرک تک پنیالہ ہائی سکول میں تعلیم حاصل کی، اعلیٰ دینی تعلیم کے لئے ہندوستان میں مراد آباد (مدرسہ شاہی) اور دہلی وغیرہ میں قیام رہا، ۱۳۶۰ھ بمطابق 1941ء میں سندِ فراغت حاصل کی وطن واپس آ کر درس وتدریس میں مشغول ہوگئے، ۱۳۷۰ھ (1951ء کے لگ بھگ) میں مدرسہ قاسم العلوم ملتان سے وابستہ ہوئے، یہاں شیخ الحدیث اور افتاء کے منصب پر فائز رہے، ہزاروں فتاویٰ آپ کے قلم سے صادر ہوئے، جو فتاویٰ مفتی محمود کے نام سے کئی جلدوں میں مطبوعہ ملتے ہیں، یہ فتاویٰ آپ کی فقاہت اور علمی رسوخ کا منہ بولتا ثبوت ہیں، ملکی سیاسیات میں آپ نے جمعیت علمائے اسلام کے پلیٹ فارم سے حصہ لیا، اور قائد جمعیت بنے، صدر ایوب، ذوالفقار علی بھٹو اور ضیاء الحق مرحوم تینوں کے ادوار میں آپ نے بھرپور سیاسی کردار ادا کیا، 1970ء کے انتخابات میں صوبہ سرحد میں آپ وزارت علیا پر فائز ہوئے، اور آپ کی جماعت کی حکومت قائم ہوئی، درویش وزیر اعلیٰ کا مثالی نام آپ کی پہچان بنا، قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے میں اسمبلی کے اندر جو جنگ لڑی گئی، اس میں آپ کا کردار سرِ فہرست ہے، آپ کے والد مولانا محمد صدیق صاحب نقشبندیہ سلسلہ کے شیخ تھے، مفتی صاحب کو اپنے والد صاحب سے تصوف میں خلافت حاصل تھی، آپ کی وفات حج کو جاتے ہوئے کراچی میں جامعہ بنوری ٹاؤن میں اکتوبر 1980ء، ذوالحجہ ۱۴۰۰ھ میں ہوئی۔

[۱] مولانا مرتضیٰ حسن چاند پوری ۱۲۸۵ھ کو قصبہ چاند پور میں پیدا ہوئے، ۱۲۹۷ھ میں دارالعلوم دیوبند میں داخل ہوئے، حضرت شیخ الہند اور وقت کے دیگر اکابر سے کسبِ فیض کیا، مناظرِ اسلام تھے، ہندو آریہ سماج سے آپ کے تاریخی مناظرے ہوئے، ردِ قادیانیت پر بہت علمی کام کیا، حضرت حکیم الامت سے خلافت حاصل تھی، تحریکِ پاکستان میں بھرپور حصہ لیا، 1953ء میں وفات پائی۔

[۲] مولانا ولی احمد علیہ الرحمۃ دیوبند کے فاضل، حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن علیہ الرحمۃ کے شاگرد، حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی علیہ الرحمۃ کے خلیفہ اور بڑے صاحبِ نسبت وصاحبِ علم بزرگ تھے، اصل وطن آپ کا حسن ابدال سے کچھ آگے قصبہ برہان ہے (اب بھی آپ کی اولاد یہیں آباد ہے) راولپنڈی صدر میں کنک منڈی نزد ریلوے اسٹیشن کی جامع مسجد آثار الولی آپ ہی کے نام سے موسوم ہے، اس کا افتتاح آپ کے دستِ مبارک سے ہوا، جامع مسجد کی بیرونی دیوار پر تاریخ کے ساتھ آپ کے نام کا کتبہ

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

حسن پور مراد آباد میں

مدرسہ قادریہ حسن پور میں آپ نے حضرت مولانا ولی احمد صاحب سے شرح جامی (نحو) قطبی (منطق) ملا حسن (بریلی میں یہ کتب نامکمل چھوڑ کر آئے تھے) مشکوٰۃ اور ترمذی (علم حدیث) پڑھیں۔ ۱؎

مدرسہ قادریہ مراد آباد کا عرصۂ قیام لگ بھگ اڑھائی سال ہے، یہاں سے چندیانہ (ایک شہر کا نام) تشریف لے گئے، وہاں ایک جید عالم مولانا فاروق امام بہاری سے میبذی (فلسفہ کی درسی کتاب) توضیح تلویح (اصولِ فقہ میں) وغیرہ پڑھیں۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

اب بھی نصب ہے، غالباً ۸۸ یا ۸۹ء کی بات ہے کہ آپ کے بیٹے نے آپ کی کتب کا کچھ ذخیرہ اباجی کے ذریعے جامعہ اسلامیہ راولپنڈی کے کتب خانے کے لئے بھجوایا تھا۔

اباجی حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ کی خدمت اور مجلس میں اپنے اس شفیق استاد مولانا ولی احمد کی وساطت سے ہی رسائی حاصل کر سکے تھے، اس وقت حضرت حکیم الامت لکھنو میں علاج کے سلسلے میں تشریف لائے تھے، اور رمضان آپ نے لکھنو میں گزارا تھا، مولانا ولی احمد بھی حضرت کی خدمت میں رمضان گزارنے آئے تھے، اباجی نے ان کے ذریعے سے اجازت حاصل کر کے بارگاہِ تھانوی میں شرف باریابی حاصل کی۔

۱؎ شرح جامی نحو کی کتاب، کافیہ کی معرکۃ الاراء شرح ہے، کئی صدیوں سے درسِ نظامی کے نصابِ تعلیم کا لازمی حصہ ہے، انتہائی اہم اور مشکل کتاب سمجھی جاتی ہے، مصنف مشہور ومعروف صاحبِ نسبت بزرگ ملا عبدالرحمٰن جامی ہیں، زمانہ ۸۱۷ھ تا ۸۹۸ھ، ۵۰ سے زیادہ تصانیف آپ نے لکھی ہیں، فارسی ادبی شاہکار ''یوسف زلیخا'' آپ کے قلم کا جواہر پارہ ہے، یہ مشہور نعت ''یوسف زلیخا'' میں آپ ہی کی ہے۔

ترحم یا نبی اللہ ترحم — زمہجوری برآمد جان عالم

نہ آخر رحمۃ للعالمینی — زمحروماں چرا غافل نشینی

آپ سلسلہ نقشبندیہ سے تھے، نفحات الانس، حضرات القدس، شرح فصوص الحکم وغیرہ آپ کی معروف کتب ہیں۔

قطبی، منطق کی مشہور نصابی کتاب، قطب الدین تحتانی کی ہے، ولادت ۶۹۲ھ وفات ۷۶۶ھ۔

ملا حسن: منطق کی ایک مشہور کتاب سلم العلوم کی درسی شرح ہے، شامل نصاب رہی ہے، مصنف محمد حسن المعروف ملا حسن ہیں، درسِ نظام کے مرتب وبانی ملا نظام الدین کے خاندان میں سے ہیں، ملا قطب الدین شہید سہالوی کے پڑپوتے تھے، وفات ۱۲۰۹ھ میں بعہد بہادر شاہ ظفر ہے۔

مشکاۃ المصابیح: احادیث کا عظیم مجموعہ، درسِ نظامی کی مشہور کتاب حدیث، اصل کتاب مصابیح تھی، محی السنہ فراء بغوی کی (۴۳۵ھ تا ۵۱۶ھ) اس کے دوسو سال بعد خطیب تبریزی نے مصابیح میں مزید احادیث کا اضافہ کر کے مشکاۃ المصابیح کے نام سے اسے ترتیب دیا، خطیب تبریزی مؤلف مشکاۃ کا سنِ وفات ۷۴۷ھ کے لگ بھگ ہے، شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہا اللہ نے بستان المحدثین میں لکھا ہے کہ مصابیح میں احادیث کی تعداد ۴۴۸۴ تھی، صاحبِ مشکاۃ نے اس پر ۱۵۱۱/ احادیث کا اضافہ کیا، اس طرح مشکاۃ کی کل احادیث ۵۹۹۵ ہوئی۔

سنن ترمذی: صحاح ستہ میں شامل احادیث مبارکہ کا عظیم مجموعہ، فقہی طرز پر احادیث مرتب ہیں، سنن ایسی ہی کتبِ حدیث کو کہتے ہیں، امام ترمذی رحمہ اللہ ۲۰۹ھ میں پیدا ہوائے، ترمذ آپ کا وطن ہے، جو افغانستان کی شمالی حد دریائے آمو کے پار دریا کے متصل واقع ہے، ازبکستان میں شامل ہے، دریائے آمو کو پہلے دریائے جیحوں یا نہرِ بلخ کہتے تھے۔

مادرِ علمی دار العلوم دیو بند میں آمد

چندیانہ میں سالانہ امتحان کے لئے دار العلوم دیو بند کے معین ناظم تعلیمات حضرت مولانا بشیر احمد صاحب تشریف لائے (مولانا موصوف چندیانہ ہی کے تھے، اس وجہ سے شائد سالانہ امتحان کے لئے ان کی خدمات حاصل کی جاتی تھیں)

اب آگے آپ کی تکمیلی اور اعلیٰ درجات (موقوف علیہ اور دورۂ حدیث) کی تعلیم کا مرحلہ تھا، عموماً اس تعلیمی مرحلے میں بڑی جامعات اور دار العلوموں کا رُخ کیا جاتا ہے، فرماتے ہیں کہ مولانا بشیر احمد صاحب میرے حالات جاننے کے بعد مجھے فرمانے لگے کہ آپ اگر اعلیٰ تعلیم کے لئے دیو بند جانا چاہیں تو ہم آپ کو وہاں داخلہ دلوادیں گے، ''اندھا کیا چاہے دو آنکھیں'' کے مصداق آپ مولانا موصوف کے ہمراہ سالانہ امتحان سے فارغ ہو کر تعطیلات کے زمانے میں شعبان میں ہی دار العلوم دیو بند آ گئے۔ [۱] ضابطہ کی رُو سے مدرسہ میں قیام وطعام کا سلسلہ تعطیلات میں ممکن نہ تھا، مولانا بشیر احمد صاحب نے اپنے ہاں قیام وطعام کا انتظام فرمایا، رمضان کے بعد شوال میں جب نئے تعلیمی سال کا آغاز ہوا، اور داخلے شروع ہوئے تو شفقت ونوازش فرماتے ہوئے مولانا بشیر احمد صاحب نے آپ کو بڑے موقوف علیہ میں داخلہ دلوادیا (دیو بند میں اس وقت شائد موقوف علیہ کے دو درجے تھے) موقوف علیہ میں آپ نے تفسیر بیضاوی، فقہ میں ہدایہ آخرین، علم الکلام والعقائد میں خیالی (خیالی کا دیو بند کا امتحانی پرچہ اب تک والد کی

---

[۱] دار العلوم دیو بند کا قیام صوبہ یوپی کے ضلع مظفر نگر (اب ضلع سہارنپور) کے قصبہ دیو بند کی قدیم چھتے والی مسجد میں محرم ۱۲۸۳ھ مئی 1866ء بروز جمعرات کو عمل میں آیا، 1857ء کے خونین انقلاب میں جب دہلی اجڑی اور برٹش ایمپائر کا قبضہ وتسلط بھرپور طریقہ سے ہوگیا، تو دہلی کی علمی مرکزیت بھی ختم ہوگئی، اور یہاں سے علم ودانش کا اسلامی کارواں بے دخل ہو کر رختِ سفر باندھنے پر مجبور ہوگیا، تو اس وقت کے صاحب، دل علماء صلحاء اور بزرگوں کو جو خود اس خونین انقلاب کو دیکھ بھی چکے تھے، اور بھگت بھی چکے تھے کو یہ فکر ہوئی کہ اب ہندوستان میں دینِ اسلام اور علمِ دین کی بقاء وحفاظت کی کیا صورت کی جائے؟ اس فکر کے نتیجے میں تائیدِ غیبی سے دیو بند کی مسجد چھتہ میں درجِ ذیل اکابر ومشائخ دیو بند مولانا محمد قاسم نانوتوی، حاجی محمد عابد حسین، مولانا رفیع الدین، مولانا ذوالفقار علی (شیخ الہند کے والد ماجد) مولانا فضل الرحمان (مولانا شبیر احمد عثمانی کے والد ماجد) وغیر ہم رحمہم اللہ کی مبارک کوششوں سے مدرسہ دیو بند کا قیام ہوا، جو تھوڑے ہی عرصے میں پورے عالمِ اسلام کی عظیم یونیورسٹی اور جامعہ بن گئی، جہاں عرب وعجم کے متلاشیانِ حق اور تشنہ گانِ علم سیراب ہونے کے لئے آنے لگے، اللہ تعالیٰ نے دار العلوم دیو بند کو وہ مقبولیت اور محبوبیت عطا فرمائی کہ خصوصاً ہندوستان میں علومِ اسلامی اور تہذیب واقدارِ اسلامی کی بقاء وحفاظت کا اس کو ذریعہ بنایا، یہاں سے پچھلی ڈیڑھ صدی میں ہزاروں لاکھوں علماء، صوفیاء، محدثین، فقہاء، مصنفین، داعی ومبلغین، تحریکِ آزادی کے زعماء ومجاہدین پیدا ہوئے۔

اے سرزمینِ دیو بند اے سلام کے دار العلوم | اے کہ تھی علم وہنر کی تجھ سے اک عالم میں دھوم
زیب دیتا تجھ کو تھا لقب جہاں آباد کا | نام روشن تجھ سے تھا غرناطہ وبغداد کا

کتابوں میں بوسیدہ صورت میں کہیں رکھا ہوا میں نے دیکھا ہے)

عربی ادب میں حماسہ وسبعہ معلقہ وغیرہ کتب پڑھیں (ان میں بعض کتب کے کچھ حصے آپ پہلے پڑھ کر آئے تھے) عربی ادب کی مذکورہ کتب شیخ الادب مولانا اعزاز علی صاحب سے پڑھیں (جن کی امتحانی سخت گیری کی وجہ سے انہیں "عزرائیل" کہا جاتا تھا بقول والد صاحب کے) ۱

موقوف علیہ میں آپ کے اساتذہ

خیالی آپ نے مولانا عبدالحق نافع گل صاحب سے پڑھی۔ ۲

ہدایہ اخیرین مولانا عبدالحق (اکوڑہ خٹک، جامعہ حقانیہ والے، مولانا سمیع الحق صاحب کے والد بزگوار) سے پڑھا۔ ۳

---

۱ سبع معلقہ: ابوالقاسم حماد روایہ، متوفی ۱۵۵ھ نے جمع کی ہے، حماد کی ولادت کے سن میں اختلاف ہے، ۹۰ھ میں یا ۷۵ھ میں ہے، اس کی ولید بن عبدالملک اموی خلیفہ سے مصاحبت رہی ہے، سبعہ معلقہ کا مطلب سات لٹکائے ہوئے قصیدے ہیں، عربوں میں رواج تھا کہ جس شاعر کا قصیدہ سب کے کلام پر بازی لے جاتا، اور اس کے مقابل اور ٹکر کا کلام کسی کا نہ ہوتا، اس کو ایک امتیاز وخصوصیت کے لئے بلکہ چیلنج کے لئے خانہ کعبہ کی دیوار پر لٹکا لیتے تھے، بڑے طویل عرصے سے تمام ادب عربی میں ایسے سات قصائد عربوں میں لاجواب قصیدے مختلف زمانوں میں بیت اللہ پر آویزاں ہوئے، ان سات قصائد کو سبعہ معلقہ کہتے ہیں، پہلا قصیدہ ملک الشعراء امرء القیس ہے، جو نبی علیہ السلام سے چالیس سال پہلے گزرا ہے، یہ قصیدہ اکیاسی اشعار پر مشتمل ہے، پہلا شعر بہت مشہور ہے، یعنی قفا نبک من ذکری حبیب ومنزل الخ ۵۶۰ھ ہوتا، دوسرا قصیدہ طرفہ بن عبد بن سفیان بکری کا ہے، تیسرا زہیر بن ابی سلمیٰ وغیرہ وغیرہ۔

حماسہ: ابوتمام حبیب بن اوس طائی کی ہے، ولادت ۱۸۸ھ یا ۹۰ھ یا ۹۲ھ کی ہے، وفات ۲۳۱ھ یا ۲۳۲ھ کی ہے، حماسہ قدیم ادب عربی، زمانہ جاہلیت اور ابتدائی زمانہ اسلام کی عربی کلاسیکل شاعری کا انسائیکلوپیڈیا ہے، درسِ نظامی میں شاملِ نصاب رہی ہے۔

۲ خیالی: شرح عقائد نسفی کی شرح ہے، مصنف احمد بن موسیٰ ہیں، جو خیالی کے لقب سے مشہور ہوئے، بڑے محقق، مدقق، معقولات ومنقولات کے دریا تھے، سنِ وفات ۸۷۰ھ ہے، صرف ۳۳ سال کی عمر پائی، خیالی نے صدیوں تک علمی دنیا میں اپنا سکہ چلوایا اور ڈنکا بجوایا ہے، خیالی انتہائی مشکل اور دقیق کتاب تھی، شاہجہان کے عہد میں ملا عبدالحکیم سیالکوٹی نے جب اس کا حاشیہ لکھا، جو حاشیہ عبدالحکیم کہلاتا ہے، تو یہ کتاب پڑھنا سمجھنا بالکل آسان ہوگیا، اس لئے کہا گیا ہے۔

خیالات خیالی بسے عظیم است   برائے حل او عبدالحکیم است

بندہ کی معلومات کے مطابق سید عدنان کاکاخیل (جامعۃ الرشید کراچی کے استاد، اور ہفت روزہ ضرب مومن کے رائٹر ہونے کے علاوہ ایک اور دینی مجلّہ کے ایڈیٹر اور لائق فائق فاضل نوجوان ہیں، یہ مولانا عبدالحق نافع کے پوتے ہیں، چند سال پہلے اپنے زمانہ طالب علمی میں انہوں نے کنونشن سنٹر، اسلام آباد میں آمروقت پرویز مشرف کے سامنے بے باکانہ تقریر کی، جس پر ان کی بڑی شہرت ہوئی تھی۔

دارالعلوم دیوبند میں اس وقت عبدالحق نام کے یہ دو لائق فائق مدرس تھے، مولانا عبدالحق اکوڑہ خٹک والے، اور مولانا عبدالحق نافع، دونوں پٹھان تھے، دونوں دیوبند کی عہد ساز شخصیات ہیں۔

۳ ہدایہ: فقہ حنفی کا عظیم شاہکار ہے، چار حصوں میں ہے، چاروں حصے صدہا سال سے درسِ نظامی میں شاملِ درس ہیں، یہ کتاب امام برہان الدین مرغینانی کا لافانی کارنامہ ہے (ولادت ۵۱۱ھ وفات ۵۹۳ھ یا ۵۹۶ھ کی ہے) ہدایہ کے علاوہ آپ کی فقہ وفتاویٰ میں

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

بیضاوی مولانا عبدالخالق صاحب (دارالعلوم کبیروالا کے بانی) سے پڑھی۔ ۱؎

دورہ حدیث میں آپ کے شیوخ

دارالعلوم دیوبند میں آپ کا زمانہ قیام 1945ء اور 1946ء ہے، 1946ء آپ کا دورہ حدیث کا سال ہے، دورہ حدیث میں آپ کے مشائخ درجِ ذیل ہیں:

بخاری اور ترمذی شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ سے پڑھیں۔ ۲؎

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

درجِ ذیل کتب مزید ہیں، کفایہ، منتقیٰ، تجنیس، مزید، مناسکِ حج، مختار النوازل، مختار الفتویٰ۔

مولانا عبدالحق صاحب: آپ جنوری 1910ء میں اکوڑہ خٹک ضلع پشاور میں پیدا ہوئے، ۱۳۵۲ھ (1933ء) میں دارالعلوم دیوبند سے حضرت شیخ الاسلام حسین احمد مدنی، مولانا رسول خان (مانسہروی) وغیرہم اکابر سے دورہ حدیث پڑھ کر سندِ فراغت حاصل کی، فراغت کے بعد دارالعلوم دیوبند میں ہی استاد مقرر ہوئے، ۱۳۶۶ھ چھٹیوں میں وطن آئے، اسی دوران پاکستان معرضِ وجود میں آیا، تب ہی اکوڑہ خٹک میں توکلاً علی اللہ جامعہ حقانیہ کی بنیاد رکھی، جو پاکستان خصوصاً سرحدی علاقوں اور افغانستان و وسطی ایشیاء کے لئے دارالعلوم دیوبند کے قائم مقام ہے، پھر حقانیہ کا فیض ساری دنیا میں پھیلا، خصوصاً صوبہ سرحد، بلوچستان، افغانستان، اور وسطی ایشیاء یہاں سے علومِ دینیہ میں پورے پورے فیض یاب ہوئے، یہ حقانیہ کے افغان فضلاء ہی تھے، جنہوں نے پہلے روس کے چھکے چھڑائے، اب نیٹو اتحاد کے گرگوں اور عالمی چوہدری کو خاک چاٹنے پر اور گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کیا، آپ جید عالم، محدث، محقق، صوفی صافی اور خدا رسیدہ بزرگ تھے، آپ کی وفات محرم ۱۴۰۹ھ بمطابق 1988ء کو ہوئی۔

آپ کی فنائیت، علمیت، اخلاص، توکل علی اللہ اور شفقت ومحبت کا تذکرہ اباجی مرحوم بہت فرماتے رہتے تھے، مولانا سمیع الحق اور مولانا انوار الحق، مہتمم جامعہ حقانیہ آپ کے لائق فائق فرزندانِ گرامی ہیں۔

۱؎ تفسیر بیضاوی قرآن مجید کی معرکۃ الآراء درسی تفسیر ہے، قرآنی علوم کا شاہکار ہے، مسلمانوں کے عہدِ عروج کے آخر تک درس وتدریس کی مجلسوں میں اس کی خوب گرم بازاری رہی، یہاں تک کہ بعض اولوالعزم اس تفسیر کو زبانی یاد بھی کرتے تھے، مصنف عمر بن محمد المعروف امام بیضاوی ہیں، بیضاء ایران کی ایک بستی کا نام ہے، تفسیر بیضاوی، لغت، بلاغت، ادب عربی، صرف، نحو، منطق وفلسفہ، وجوہِ قرائت، روایت ودرایت کا بیش بہا خزانہ ہے، مصنف کی وفات ۶۸۵ھ میں تبریز میں ہوئی (وفات کے سن میں اور بھی اقوال ہیں)

۲؎ مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ: ولادت شوال ۱۲۹۶ھ، وفات جمادی الاولیٰ ۱۳۷۷ھ، حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ کے دیوبند میں خصوصی تلمیذ اور بعد میں آپ کے مشنِ جہاد وحریت میں آپ کے جانشین، ولی اللّٰہی تحریک احیائے دین کے سربکف سپاہی، ۱۳۱۶ھ میں دارالعلوم دیوبند سے فارغ ہوئے، اس کے بعد والدین کے ہمراہ مدینہ منورہ میں جا کر اقامت اختیار کی، آپ کے والد ماجد سید حبیب اللہ صاحب بغرضِ ہجرت مدینہ منورہ منتقل ہوئے تھے، مدینہ میں آپ طویل عرصے تک مسجدِ نبوی میں دینی علوم کی تعلیم دیتے رہے، اور حدیث کا درس دیتے رہے، درمیان میں ہندوستان آنا ہوا، یہاں دارالعلوم دیوبند میں مسندِ درس پر فائز ہوئے، پھر کچھ عرصہ بعد مدینہ جانا ہوا، حضرت رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ سے بیعت ہوئے، پھر مکہ جا کر حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کی وصیت وتلقین کے مطابق حضرت حاجی صاحب رحمہ اللہ سے بھی وابستہ ہوئے، ۱۳۱۸ھ میں حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کی طرف سے ہندوستان طلبی ہوئی، آپ حسبِ ارشاد واپس آگئے، حضرت گنگوہی نے خلافت ونیابت کی دستار اپنے ہاتھ آپ کے سر پر باندھی، اپنے استاد حضرت شیخ الہند کے ساتھ اس طرح وابستہ وپیوستہ ہوئے کہ ہمیشہ سفر وحضر میں حضرت شیخ الہند کے ساتھ ہوئے، اور پوری خدمت وراحت پہنچاتے حتیٰ

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

مسلم شریف، ابنِ ماجہ اور نسائی مولانا بشیر احمد نائب ناظم تعلیمات سے پڑھیں۔

ابوداؤد، مولانا ادریس کاندھلوی سے پڑھی۔ ۱

ترمذی ثانی شیخ الادب مولانا اعزاز علی امروہی رحمہ اللہ سے پڑھی۔ ۲

دورہ حدیث میں آپ کے رفقاء

دارالعلوم دیوبند میں اس زمانہ میں بھی دورہ حدیث کے شرکاء کی تعداد سینکڑوں میں ہوتی تھی، سب سے نہ تعارف ہو پاتا ہے، نہ زیادہ جان پہچان اور بعد میں تمام رفقاء کی شناخت رکھنا تو اور بھی مشکل ہوتی ہے۔

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

کہ شیخ الہند کے ساتھ تحریک ریشمی رومال کے مشن میں (جو وطن کی آزادی اور مسلمانوں کی انگریزی غلامی سے خلاصی کی سرفروشانہ تحریک تھی) حجاز میں گرفتار ہوئے، اور قریب پانچ سال مالٹا کی قید و بند میں گزارے، حضرت شیخ الہند کی وفات کے بعد قافلہ حریت وتحریک استخلاص وطن کے میر کارواں بنے، آزادی کی تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، جمعیت علمائے ہند کے پلیٹ فارم سے آزادی کی جنگ لڑی، بار بار قید و بند اور گیر و دار کے مرحلوں سے گزرے، تقسیمِ ملک کے بعد ہندوستان میں رہ کر وہاں کے مسلمانوں کی قیادت کی، اور اس نازک دور میں جب ہندی مسلمان اپنے ہی وطن میں اجنبی بنا دیئے گئے، آپ نے مسلمانانِ ہند کی مسیحائی کی اور ان کو جینے کے قرینے سکھائے، 1958ء میں فوت ہوئے۔

۱ مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ 1900ء بمطابق ۱۳۱۷ میں پیدا ہوئے، آپ کے والد حافظ محمد اسماعیل کاندھلوی بڑے بزرگ تھے، قصبہ کاندھلہ، ضلع مظفر نگر جیسا مردم خیز علاقہ آپ کا وطن ہے، آپ کی تعلیم وتربیت تقریباً ابتداء سے ہی حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ کے ہاں مدرسہ خانقاہ امدادیہ میں ہوئی، ابتدائی کتب حضرت حکیم الامت نے خود آپ کو پڑھائیں، پھر مدرسہ مظاہر العلوم میں آپ کو داخل کیا، جہاں حضرت خلیل احمد سہارنپوری جیسے اساطینِ علم ودین اور اس وقت وقت کے دیگر اہلِ علم سے آپ نے کسبِ فیض کیا، 1921ء سے آپ کی تدریسی زندگی کا آغاز ہوا، دارالعلوم دیوبند میں اپنے اساتذہ کی موجودگی وسرپرستی میں مسند درس وتدریس پر فائز رہے، قیامِ پاکستان کے بعد حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی صاحب کی دعوت پر پاکستان تشریف لائے، پہلے جامعہ عباسیہ بہاولپور میں شیخ الجامعہ کی حیثیت سے قیام کیا، پھر مفتی محمد حسن صاحب کی دعوت پر جامعہ عباسیہ سے لاہور جامعہ اشرفیہ تشریف لائے، آخر تک جامعہ اشرفیہ میں شیخ الحدیث رہے، تصنیف وتالیف کا سلسلہ جاری رہا، معرکۃ الآراء محققانہ کتب آپ کے قلم سے صادر ہوئیں، محاسنِ اسلام، علم الکلام، دستورِ اسلام، عقائد الاسلام، سیرت المصطفیٰ، مشکاۃ المصابیح کی عربی شرح التعلیق الصبیح، قرآن مجید کی تفسیر معارف القرآن آپ کے علمی جواہر پارے ہیں، 1974ء بمطابق ۱۳۹۴ھ میں فوت ہوئے، آپ کے لائق فائق صاحبزادے مولانا محمد مالک کاندھلوی تھے، جو درس وتدریس میں علم وفضل میں تصنیف وتالیف میں آپ کے نقشِ قدم پر تھے۔

۲ مولانا اعزاز علی امروہی رحمہ اللہ یکم محرم ۱۳۰۱ھ بمطابق 2 نومبر 1882ھ میں امروہہ، ضلع مراد آباد میں پیدا ہوئے، دارالعلوم دیوبند میں ابتدائی تعلیم کے بعد پڑھا، حضرت شیخ الہند اور مولانا رسول خان ہزاری (اچھڑیاں) رحمہ اللہ وغیرہ اکابر اہلِ علم سے کسبِ فیض کیا، ۱۳۲۰ھ میں دارالعلوم دیوبند سے سندِ فراغت حاصل کی، ۱۳۷۴ھ تک دارالعلوم دیوبند میں علمی خدمات سرانجام دیتے رہے، حضرت سید رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ سے بیعت اور حضرت مدنی سے مجازِ بیعت تھے، فقہ اور ادب عربی کی کتابوں پر آپ نے حواشی لکھے ہیں، درسی کتابیں آپ کے ان حواشی کے ساتھ چھپتی ہیں، آپ کے شاگردوں میں مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ، مفتی اعظم پاکستان، قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند، مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاری رحمہ اللہ وغیرہم، ۱۳۷۴ھ بمطابق 1955ء میں فوت ہوئے، قبرستانِ قاسمی میں مدفون ہیں۔

مشاہیر میں جو حضرات آپ کے دورہ حدیث میں ہم سبق تھے، یہ ہیں۔

حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب (بانی و شیخ الحدیث جامعہ فاروقیہ، کراچی اور صدر وفاق المدارالعربیہ، پاکستان)

حضرت مولانا ولی حسن ٹونکی رحمہ اللہ (مفتی اعظم پاکستان) شیخ الحدیث جامعہ علومِ اسلامیہ، علامہ بنوری ٹاؤن، کراچی۔ [1]

حضرت مولانا غلام محمد صاحب رحمہ اللہ (استاد الحدیث، جامعہ دارالعلوم کراچی)

حضرت مولانا عبدالستار تونسوی رحمہ اللہ، امیر تنظیم اہل سنت، وفات ۷/صفر/۱۴۳۴ھ، دسمبر/2012ء۔ [2]

واضح رہے حضرت ڈاکٹر حافظ تنویر احمد خان صاحب رحمہ اللہ جو ابھی ذوالحجہ ۱۴۳۴ھ/ نومبر 2012ء میں وفات پا گئے ہیں، مولانا سلیم اللہ خان صاحب کے زمانہ طالب علمی کے رفیق تھے، وہ غالباً ایک سال آپ سے سابق تھے، گویا کہ آپ کے موقوف علیہ کے سال ان کے دورہ کا سال تھا، ان کے سوانح ادارہ غفران سے چند سال پہلے شائع ہوئے ہیں۔　(جاری ہے......)

---

[1] مفتی ولی حسن ٹونکی رحمہ اللہ کے جدِ امجد مولانا مفتی محمود صاحب ٹونکی ریاست ٹونک کے مایہ ناز علماء میں سے تھے، انہوں نے تنِ تنہا معجم المؤلفین کے نام سے عربی مصنفین کا ایک وسیع دائرۃُ المعارف (انسائیکلوپیڈیا) مرتب کیا تھا، قیامِ پاکستان کے بعد آپ ہجرت کر کے پاکستان آئے اور مفتی محمد شفیع صاحب کے قائم کردہ دارالعلوم نانک واڑہ سے وابستہ ہوئے، بعد میں حضرت یوسف بنوری رحمہ اللہ نے مدرسہ عربیہ نیوٹاؤن قائم کیا، تو کچھ عرصہ بعد آپ وہاں تشریف لے گئے، اور آخر تک یہیں رہے، مفتی اعظم پاکستان کے جلیلُ القدر منصب پر فائز رہے، نیز وفاق المدارس العربیہ کے بھی رئیس رہے، صاحبِ درس و تدریس اور ایک کامیاب شیخُ الحدیث ہونے کے ساتھ ساتھ صاحبِ قلم بھی تھے، آپ کی ایک معروف تصنیف تذکرۂ اولیاء ہے، شیخ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ کی محققانہ عربی کتاب ''اکفار الملحدین'' کو آپ نے ایڈٹ کیا، رمضان المبارک ۱۴۱۵ھ (بمطابق ۱۹۹۵ء) میں فوت ہوئے۔

[2] مولانا عبدالستار تونسوی: ولادت رمضان ۱۳۴۴ھ بمطابق مارچ 1926ء، وفات صفر ۱۴۳۴ھ بمطابق دسمبر 2012ء، آبائی وطن تونسہ شریف، ضلع ڈیرہ غازی خان، 1945ء کے اواخر میں دارالعلوم دیوبند پہنچے، 1946ء میں آپ کا دورہ حدیث کا سال ہے، یہی سال اباجی مرحوم کا بھی دورہ حدیث کا ہے، ۱۳۶۶ھ (1947ء) میں دارالمبلغین لکھنؤ سے (مولانا عبدالشکور لکھنوی رحمہ اللہ سے) ردِ رافضیت کا کورس کیا، آئندہ زندگی درس و تدریس، تصنیف و تالیف کے ساتھ تردیدِ رفض اور اہلِ رفض کے ساتھ مناظرے کرنے اور ان کا علمی تعاقب کرنے میں گزری، اور بہت سے رجال اس میدان میں آپ نے تیار کئے، اہلِ سنت کے مذہب کا دفاع، رفض کے اعتراضات کا دفیعہ آپ کے کام کا اہم میدان رہا ہے۔

سورۃ الکہف کی تلاوت کا فائدہ اور فضیلت

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ : مَنْ قَرَأَ عَشْرَ آيَاتٍ مِّنْ آخِرِ الْكَهْفِ، عُصِمَ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ (مسند احمد، رقم الحديث ٢٧٥١٦)

فی حاشية مسند احمد: إسناده صحيح رجاله ثقات.

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے سورہ کہف کی آخری دس آیتیں پڑھ لیں، تو وہ دجال کے فتنہ سے محفوظ رہے گا (مسند احمد)

اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ :مَنْ قَرَأَ سُوْرَةَ الْكَهْفِ كَانَتْ لَهُ نُوْرًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ مَقَامِهِ إِلٰى مَكَّةَ، وَمَنْ قَرَأَ بِعَشْرِ آيَاتٍ مِنْ آخِرِهَا، ثُمَّ خَرَجَ الدَّجَّالُ لَمْ يَضُرَّهُ

(المعجم الاوسط للطبرانی، رقم الحديث ١٤٥٥)

قال الهيثمی: رواه الطبرانی فی الأوسط فی حديث طويل وهو بتمامه فی كتاب الطهارة، ورجاله رجال الصحيح (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ١١٤٥)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے سورہ کہف کی قرائت کی، تو یہ اس کے لئے قیامت کے دن اس کے مقام سے مکہ تک نور ہوگا، اور جس نے سورہ کہف کی آخری دس آیتیں پڑھیں، پھر دجال نکل آیا، تو دجال اُسے نقصان نہ دے سکے گا (طبرانی)

فرشتوں کا سورہ بقرہ کی تلاوت سُننے کے لئے اُترنا

حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، بَيْنَمَا أَنَا أَقْرَأُ اللَّيْلَةَ سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ إِذْ سَمِعْتُ وَجْبَةً مِّنْ خَلْفِيْ، فَظَنَنْتُ أَنَّ فَرَسِيْ انْطَلَقَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِقْرَأْ يَا أَبَا عَتِيْكٍ ، فَالْتَفَتُّ فَإِذَا مِثْلُ الْمِصْبَاحِ مُدَلًّى بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ، وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: اِقْرَأْ يَا أَبَا عَتِيْكٍ، فَقَالَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، فَمَا اسْتَطَعْتُ أَنْ أَمْضِيَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : تِلْكَ الْمَلَائِكَةُ نَزَلَتْ لِقِرَاءَةِ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ، أَمَا إِنَّكَ لَوْ مَضَيْتَ لَرَأَيْتَ الْعَجَائِبَ (ابن حبان، رقم الحديث ۷۷۹)

ترجمہ: (انہوں نے عرض کیا کہ) اے اللہ کے رسول! میں رات کو سورہ بقرہ کی قرائت کر رہا تھا کہ میں نے اپنے پیچھے سے کچھ آواز سُنی، تو میں نے خیال کیا کہ میرا گھوڑا کھل گیا ہے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابو عتیک آپ قرائت جاری رکھتے، تو میں اس طرف متوجہ ہوا، تو وہاں ایک بادل کی طرح آسمان اور زمین کے درمیان کچھ لٹکا ہوا تھا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے رہے کہ اے ابو عتیک، آپ قرائت جاری رکھتے، حضرت اسید نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! مجھے قرائت جاری رکھنے کی ہمت نہ ہوئی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم نے فرمایا کہ وہ فرشتے تھے، جو سورہ بقرہ کی قرائت (سُننے) کے لئے اُترے تھے، اگر آپ قرائت جاری رکھتے، تو عجیب باتیں دیکھتے (ابنِ حبان، بخاری، طبرانی، حاکم)

فجر کی سنتوں میں کی جانے والی تلاوت

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَكْثَرُ مَا كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ :(قُولُوا آمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا وَمَا أُنْزِلَ إِلَى إِبْرَاهِيمَ) إِلَى آخِرِ الْآيَةِ وَفِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ (قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ) إِلَى قَوْلِهِ (وَاشْهَدْ بِأَنَّا مُسْلِمُونَ) (مستدرک حاكم، رقم الحديث ۱۱۵۲، مسلم، باب استحباب ركعتي سنة الفجر)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر اوقات فجر کی (سنتوں کی) دو رکعتوں میں (سورہ بقرہ کی آیت)

قُولُوا آمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا وَمَا أُنْزِلَ إِلَى إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَمَا أُوتِيَ مُوسَى وَعِيسَى وَمَا أُوتِيَ النَّبِيُّونَ مِنْ رَبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ (سورہ بقرۃ، ۱۳۶)

اور دوسری رکعت میں (سورہ آلِ عمران کی آیت)

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّنْ دُونِ اللّٰهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ (سورہ آلِ عمران، ۶۴)

کی قرائت کیا کرتے تھے (مستدرک حاکم، مسلم)

نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھنے کی فضیلت

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ قَرَأَ آيَةَ الْكُرْسِيِّ فِيْ دُبُرِ الصَّلَاةِ الْمَكْتُوْبَةِ كَانَ فِيْ ذِمَّةِ اللّٰهِ إِلَى الصَّلَاةِ الْأُخْرٰى (المعجم الكبير للطبراني، رقم الحديث ٢٧٣٣)

قال المنذري: رواه الطبراني بإسناد حسن (الترغيب والترهيب، تحت رقم الحديث ٢٤٦٩)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو فرض نماز کے بعد آیتُ الکرسی پڑھے، تو وہ اگلی نماز تک اللہ کی ذمہ داری میں آجاتا ہے (طبرانی)

اور حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ قَرَأَ آيَةَ الْكُرْسِيِّ فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ مَكْتُوْبَةٍ لَمْ يَحُلْ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ دُخُوْلِ الْجَنَّةِ إِلَّا الْمَوْتُ (عمل اليوم والليلة لابن السني، رقم الحديث ١٢٤، طبراني كبير، رقم الحديث ٧٥٣٢)

قال المنذري: رواه النسائي والطبراني بأسانيد أحدها صحيح (الترغيب والترهيب، تحت رقم الحديث ٢٤٦٨)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے ہر نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھی، تو اس کے اور جنت کے درمیان سوائے موت کے اور کوئی چیز حائل نہیں ہوسکتی (عمل الیوم واللیلہ، طبرانی)

پیارے بچو! مولانا محمد ناصر

چُستی اور صحت مندی

پیارے بچو! کہا جاتا ہے کہ جان ہے تو جہان ہے، اس کا مطلب ہے کہ اگر انسان صحت منداور تندرست ہے، تو وہ اچھی زندگی گزار رہا ہے، اور جو آدمی بیمار ہوتا ہے، اس کی زندگی سکون اور خوشی کے ساتھ نہیں گزرتی، بلکہ بیمار آدمی تکلیفوں اور پریشانیوں میں زندگی گزارتا ہے، اس وجہ سے اپنی صحت کا ضرور خیال رکھنا چاہئے۔

لیکن کیاتم جانتے ہو کہ صحت مند کسے کہتے ہیں؟

بہت موٹا، اور زیادہ وزن والا آدمی اصل صحت مند نہیں ہوتا، بلکہ اصل صحت مند انسان وہ ہوتا ہے، جو چُست اور Active ہو۔سُست انسان صحت مند نہیں ہوتا۔

جیسے ایک بادشاہ کے چار بیٹے تھے،ان میں سے تین بیٹے تو بہت موٹے تھے،اور چھوٹا بیٹا کچھ دُبلا پتلا تھا۔ بادشاہ اپنے تین بیٹوں سے بہت پیار کرتا تھا،مگر چھوٹے بیٹے سے بادشاہ کو کوئی لگاؤ نہیں تھا، بادشاہ کے درباری بھی تین شہزادوں کی زیادہ عزت کرتے تھے،اور چھوٹے شہزادے کو کچھ بھی نہیں سمجھتے تھے۔

ایک دن بادشاہ کو کسی بات پر غصہ آ گیا،تو اس نے اپنا غصہ اپنے چھوٹے بیٹے پر نکالا،اور اسے بُرا بھلا کہا، چھوٹا شہزادہ اپنے باپ کی بہت عزت کرتا تھا،اس نے بادشاہ سے بڑے ادب سے کہا کہ ابو حضور! کسی چیز کی عزت اس کے موٹا ہونے سے نہیں ہوتی، بلکہ عقل مندوں کا کہنا ہے کہ دُبلا پتلا گھوڑا موٹے تازے بیلوں سے زیادہ کام دیتا ہے،اور اُن سے بہتر ہوتا ہے۔

بادشاہ کو اپنے چھوٹے بیٹے کی بات پسند آئی،اور اب بادشاہ اپنے بچوں کا امتحان لینا چاہتا تھا۔

کچھ عرصہ کے بعد پڑوسی ملک کے طاقت ور بادشاہ نے ان کے ملک پر حملہ کر دیا، بادشاہ کے سارے بیٹے خوف زدہ تھے،وہ جنگ کرنے اور لڑنے سے ڈر رہے تھے، اتنے میں چھوٹا شہزادہ بہادری کے ساتھ بادشاہ کے سامنے آیا،اور بولا کہ ہم یہ جنگ جیت لیں گے، یہ کہہ کر وہ میدان میں اُترا،اور دشمن کو للکار کر کہا کہ تم میں جو سب سے زیادہ بہادر ہے، وہ میرے مقابلہ کے لئے میرے سامنے آئے۔

Iqra Ghar

دشمن کا ایک بہادر سپاہی چھوٹے شہزادے کے سامنے آیا، دونوں میں سخت لڑائی ہوئی، اور آخر کار چھوٹے شہزادے نے دشمن کو شکست دیدی۔

چھوٹے شہزادے نے دوبارہ دشمن کی فوج کو للکارا، اور کسی بڑے بہادر کو میدان میں آنے کی دعوت دی۔

دشمن کا ایک اور سپاہی چھوٹے شہزادے کے مقابلہ کے لئے میدان میں آیا، دونوں میں لڑائی ہوئی، اور اس مرتبہ بھی چھوٹا شہزادہ مقابلہ میں کامیاب ہوا۔

اس طرح بادشاہ اور ساری فوج کی ہمت بڑھی، اور دونوں فوجوں کے درمیان مقابلہ شروع ہوا۔

کافی دیر مقابلہ چلتا رہا، اور آخر کار چھوٹے شہزادے کی وجہ سے کامیابی اور فتح حاصل ہوئی۔

بادشاہ نے مقابلہ ختم ہونے کے بعد چھوٹے بیٹے کو گلے سے لگایا، اور اسے پیار کیا، جب بادشاہ کی نظر اپنے دوسرے بیٹوں پر پڑی تو بادشاہ کو چھوٹے شہزادے کی بات یاد آئی، اور بادشاہ بولا کہ:

''پتلی ٹانگوں والا گھوڑا، موٹے تازے سُست بیل سے لاکھ درجہ بہتر ہوتا ہے''

Idara Ghufran

بزمِ خواتین

مفتی محمد یونس

توبہ کی فضیلت

معزز خواتین! اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت سے انسان کے دل میں گناہ کا تقاضا پیدا فرمایا ہے، چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ:

فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوٰهَا (سورة الشمس، رقم الآية ۸)

ترجمہ: پھر اس کی بدکرداری اور پرہیزگاری کا اس کو القاء کیا۔

اس آیتِ کریمہ میں "اَلْھَمَ" کا لفظ الہام سے بنا ہے، اور الہام کے معنیٰ ہیں دل میں کوئی بات ڈالنا، فجور کے معنیٰ کھلے گناہ کے ہیں، اور تقویٰ کا معنیٰ اللہ سے ڈرنا، اور اللہ کی نافرمانی سے بچنا ہے۔

اب اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کے دل میں گناہ اور پرہیزگاری دونوں ڈال دیئے، مراد یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان میں گناہ کرنے اور گناہ سے بچنے یعنی تقویٰ اختیار کرنے دونوں کی استعداد وصلاحیت رکھ دی ہے، چنانچہ اگر انسان گناہ کرنا چاہے تو گناہ کرسکتا ہے، اور اگر گناہ سے بچنا چاہے، تو بچ سکتا ہے، اور اسی میں انسان کا امتحان ہے (ملاحظہ ہو: معارف القرآن، ج۸ص ۷۵۶)

اس لئے کہ اگر انسان میں گناہ کرسکنے کی طاقت ہی نہ ہوتی، تو پھر گناہوں سے بچنے میں انسان کا کیا کمال ہوتا؟ مثلاً اگر کوئی نابینا شخص یہ کہے کہ میں بدنظری نہیں کرتا، تو کیا کمال ہوا؟

کمال یہ ہے کہ دل میں گناہ کرنے کا تقاضا ہو، اور گناہ کرنے کا موقع بھی ہو، مگر پھر انسان اللہ کے خوف وخشیت کی وجہ سے گناہ سے بچے، لیکن اس درجۂ کمال کو پہنچنے والے انسان کم ہیں، اکثر وبیشتر انسان گناہ کا موقع ہوتے وقت گناہ کے تقاضے سے مغلوب ہوکر گناہ کر بیٹھتے ہیں، پھر بعد میں اس کا احساس ہوتا ہے، اب اگر اس کئے ہوئے گناہ کو معاف کرانے کا کوئی راستہ نہ ہوتا، تو انسان غلطی کا احساس ہوجانے پر اسی رنج وغم میں گھلتا رہتا کہ نافرمانی کا جو داغ اجلے دامن پر لگ چکا ہے، اس کو کیسے دھوؤں، اس کی شرمندگی سے کیسے نجات پاؤں، پس اللہ تعالیٰ (جو رحمٰن ورحیم ذات ہیں) نے انسان پر خصوصی فضل فرمایا کہ اس نافرمانی کے داغ کو دھونے کا راستہ توبہ کو مقرر فرمایا، چنانچہ جب انسان سچے دل سے توبہ کرتا ہے، تو وہ ایسے ہوجاتا ہے، گویا اس نے وہ گناہ کیا ہی نہیں۔

حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنۡبِ كَمَنۡ لَّا ذَنۡبَ لَهٗ (رواہ ابن ماجه، باب ذکر التوبة)

ترجمہ: گناہ سے توبہ کر لینے والا بندہ بالکل اس بندے کی طرح ہے، جس نے گناہ کیا ہی نہ ہو (ابنِ ماجہ) [1]

اس حدیث شریف سے توبہ کی یہ فضیلت معلوم ہوئی کہ گناہ کے بعد توبہ کر لینے سے آدمی ایسے ہو جاتا ہے کہ گویا اس نے گناہ کیا ہی نہیں، اور یہ بہت بڑی فضیلت کی بات ہے، لیکن شرط یہ ہے کہ آدمی سچی توبہ کرے (اور سچی توبہ کا طریقہ ان شاء اللہ اگلے شمارے میں بیان کیا جائے گا)

توبہ کی فضیلت متعدد قرآنی آیات اور کئی احادیث سے معلوم ہوتی ہے، ان میں سے چند ایک ذیل میں نقل کی جاتی ہیں۔

سورہ نساء کی ایک آیت میں ارشاد ہے کہ:

وَمَنۡ يَّعۡمَلۡ سُوۡٓءًا اَوۡ يَظۡلِمۡ نَفۡسَهٗ ثُمَّ يَسۡتَغۡفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوۡرًا رَّحِيۡمًا (سورة النسآء، آیت نمبر ۱۱۰)

ترجمہ: جو شخص (متعدی) برائی کرے یا (صرف) اپنی جان کا ضرر کرے (یعنی ایسا گناہ نہ کرے جس کا اثر دوسروں تک پہنچتا ہو، اور) پھر اللہ تعالیٰ سے (حسبِ قاعدۂ شرعیہ) معافی چاہے (جس میں بندوں کے حقوق کا ادا کرنا یا ان سے معاف کرانا بھی داخل ہے) تو وہ اللہ تعالیٰ کو بڑی مغفرت والا پائے گا (سورہ نساء آیت نمبر ۱۱۰)

فائدہ: اس آیتِ کریمہ میں گناہگاروں کو ناامیدی سے بچانے کے لئے فرمایا گیا کہ چھوٹا گناہ ہو یا بڑا، جب کوئی گناہ گار اللہ تعالیٰ سے توبہ واستغفار کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ کو غفور رحیم پاتا ہے، اس آیت میں گناہ گاروں کو توبہ کی ترغیب ہے کہ اب بھی باز آ جائیں اور دل سے توبہ کر لیں، تو کچھ بگڑا نہیں، اللہ تعالیٰ سب گناہ معاف فرما دیں گے۔

دیکھئے! اس آیت سے توبہ کی یہ فضیلت معلوم ہوئی کہ اس کی برکت سے بندے کو مایوسی نہیں ہوتی، اور بندے کے گناہ بھی معاف ہو جاتے ہیں، نیز اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ گناہ خواہ متعدی ہوں یا

---

[1] (التائب من الذنب) ای توبة صحيحة (كمن لا ذنب له) ای فی عدم المؤاخذة (مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، باب الاستغفار والتوبة)

لازمی یعنی بندے نے کسی بندے کا حق ادا نہ کیا ہو یا اللہ کا حق ضائع کیا ہو، ہر قسم کا گناہ توبہ استغفار کی برکت سے معاف ہوجاتا ہے، مگر شرط یہ ہے کہ سچے دل سے اور توبہ کے بیان کئے ہوئے طریقے کے مطابق کرے (توبہ کا طریقہ ان شاءاللہ تعالیٰ اگلے شمارے میں بیان ہوگا)

سورہ مائدہ کی ایک آیت میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

اَفَلَا يَتُوْبُوْنَ اِلَى اللّٰهِ وَيَسْتَغْفِرُوْنَهٗ. وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (سورة المائدة، آيت نمبر ۷۴)

ترجمہ: (کیا) پھر بھی (یہ لوگ) خدا تعالیٰ کے سامنے توبہ نہیں کرتے، اور اس سے معافی نہیں چاہتے، حالانکہ اللہ تعالیٰ (جب کوئی توبہ کرتا ہے تو) بڑی مغفرت کرنے والے (اور) بڑی رحمت فرمانے والے ہیں (سورہ مائدہ، آیت نمبر ۷۴)

فائدہ: یعنی نافرمان لوگوں کو چاہئے کہ گناہوں پر اصرار سے باز آئیں اور اللہ تعالیٰ کے حضور میں توبہ کریں، اور مغفرت طلب کریں اگر ایسا کریں گے، تو اللہ تعالیٰ مغفرت فرمادے گا، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔

سورہ طٰہٰ میں ارشاد ہے کہ:

وَاِنِّىْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰى (سورة طٰهٰ، آيت نمبر ۸۲)

ترجمہ: میں ایسے لوگوں کے لئے بڑا بخشنے والا بھی ہوں جو (کفر و معصیت سے) توبہ کرلیں، اور ایمان لے آئیں اور نیک عمل کریں، پھر (اسی راہ پر) قائم (بھی) رہیں (یعنی ایمان وعملِ صالح پر مداومت کریں......)

اب چند ایک وہ احادیث بھی ملاحظہ کرلیں، جن میں توبہ کی ترغیب مذکور ہے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیثِ قدسی (جس میں اللہ تعالیٰ کے کئی ارشادات مذکور ہیں، ان) میں ایک یہ ارشاد بھی منقول ہے:

يَا عِبَادِىْ إِنَّكُمْ تُخْطِئُوْنَ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ، وَأَنَا أَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا، فَاسْتَغْفِرُوْنِىْ أَغْفِرْ لَكُمْ (رواه مسلم، كتاب البر والصلة والآداب، باب تحريم الظلم، رقم الحديث ۲۵۷۷)

ترجمہ: اے میرے بندو! بے شک تم رات دن خطائیں کرتے ہو، اور میں تمام گناہوں کو بخشتا ہوں، سو مجھ سے مغفرت طلب کرو، میں تمہیں بخش دوں گا (مسلم شریف)

فائدہ: اس حدیثِ قدسی سے معلوم ہوا کہ جو شخص رات دن گناہوں میں مبتلا رہا ہو، وہ بھی اگر سچے دل

سے اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے بھی سارے گناہ معاف فرمادے گا، اس لئے بڑے سے بڑے گناہ گار کو بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہیں ہونا چاہئے۔

عَنْ أَبِیْ مُوسٰی، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ یَبْسُطُ یَدَهٗ بِاللَّیْلِ لِیَتُوْبَ مُسِیْءُ النَّهَارِ، وَیَبْسُطُ یَدَهٗ بِالنَّهَارِ لِیَتُوْبَ مُسِیْءُ اللَّیْلِ، حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا (رواه مسلم، كتاب التوبة، باب قبول التوبة من الذنوب وان تكررت الذنوب والتوبة، رقم الحديث ۲۷۵۹)

ترجمہ: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یقین جانو اللہ عزوجل رات کو اپنا ہاتھ پھیلاتا ہے، تاکہ دن کا گنہگار توبہ کرلے، اور دن کو اپنا ہاتھ پھیلاتا ہے، تاکہ رات کا گنہگار توبہ کرلے (یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہے گا) یہاں تک کہ سورج مغرب سے طلوع ہوجائے (صحیح مسلم)

تشریح: امام نووی رحمہ اللہ جو حدیث کے بڑے امام گزرے ہیں، جنہوں نے مسلم شریف کی عربی زبان میں شرح لکھی ہے، انہوں نے فرمایا ہے کہ ہاتھ پھیلانا توبہ قبول کرنے سے کنایہ ہے، مطلب یہ ہے کہ رات دن میں جس وقت بھی کوئی بندہ توبہ کرے، تو اللہ تعالیٰ قبول فرمالیتے ہیں۔ [۱]

علامہ نواب محمد قطب الدین خان دہلوی رحمہ اللہ نے اس حدیث کی تشریح میں لکھا ہے کہ:

ہاتھ پھیلانا دراصل کنایہ ہے طلب کرنے سے، چنانچہ جب کوئی شخص کسی سے کچھ مانگتا ہے، تو اس کے سامنے ہاتھ پھیلاتا ہے، لہٰذا ''اللہ تعالیٰ رات میں ہاتھ پھیلاتا ہے'' الخ کے معنیٰ یہ ہیں اللہ تعالیٰ گناہگاروں کو توبہ کی طرف بلاتا ہے، بعض حضرات کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ پھیلانا اس کی رحمت ومغفرت سے کنایہ ہے (مظاہرِ حق جدید، ج۲ ص۵۵۶)

ملا علی قاری رحمہ اللہ نے ایک مطلب یہ تحریر فرمایا ہے کہ ہاتھ پھیلانا سخاوت اور بخشش کے وسیع ہونے سے عبارت ہے، نیز یہ بھی لکھا ہے کہ حدیث شریف میں اللہ تعالیٰ کی وسعتِ رحمت اور بکثرت گناہوں سے درگزر کرنے کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔

---

[۱] فبسط اليد استعارة فى قبول التوبة قال المازرى المراد به قبول التوبة وإنما ورد لفظ بسط اليد لأن العرب إذا رضى أحدهم الشىء بسط يده لقبوله وإذا كرهه قبضها عنه فخوطبوا بأمر حسى يفهمونه وهو مجاز فان يد الجارحة مستحيلة فى حق الله تعالى (شرح النووى على مسلم، كتاب التوبة)

Idara Ghufran

حدیث کے آخری الفاظ "حتی تطلع الشمس من مغربها" یعنی یہاں تک کہ سورج مغرب سے طلوع ہو جائے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں سے توبہ طلب کرنے کا یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رہے گا، جب تک کہ قیامت کے نزدیک ہونے کی خاص نشانی سورج کا مشرق کے بجائے مغرب سے طلوع ہونا نہ پائی جائے، کیونکہ جب سورج مغرب کی طرف سے طلوع ہوگا، تو جن لوگوں نے اس سے پہلے گناہ کر رکھے ہوں گے، اور توبہ نہیں کی ہوگی، اب اس کے بعد ان کی توبہ قبول نہ ہوگی، البتہ جو بچہ اس واقعہ کے بعد پیدا ہوگا یا بالغ ہوگا، تو اس کا ایمان و توبہ بقول بعض حضرات کے قبول ہوں گے۔[۱]

قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَلّٰهُ أَشَدُّ فَرَحًا بِتَوْبَةِ عَبْدِهٖ حِيْنَ يَتُوْبُ إِلَيْهِ، مِنْ أَحَدِكُمْ كَانَ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ بِأَرْضِ فَلَاةٍ، فَانْفَلَتَتْ مِنْهُ وَعَلَيْهَا طَعَامُهٗ وَشَرَابُهٗ، فَأَيِسَ مِنْهَا، فَأَتٰى شَجَرَةً، فَاضْطَجَعَ فِيْ ظِلِّهَا، قَدْ أَيِسَ مِنْ رَاحِلَتِهٖ، فَبَيْنَا هُوَ كَذٰلِكَ إِذَا هُوَ بِهَا، قَائِمَةً عِنْدَهٗ، فَأَخَذَ بِخِطَامِهَا، ثُمَّ قَالَ مِنْ شِدَّةِ الْفَرَحِ: اَللّٰهُمَّ أَنْتَ عَبْدِيْ وَأَنَا رَبُّكَ، أَخْطَأَ مِنْ شِدَّةِ الْفَرَحِ (رواه مسلم، كتاب التوبة، باب فى الحض على التوبة والفرح بها، رقم الحديث ۷۱۴۷)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس شخص سے جو اس کے سامنے توبہ کرتا ہے، اتنا زیادہ خوش ہوتا ہے کہ جتنا تم میں سے وہ شخص بھی خوش نہیں ہوتا، جس کی سواری

---

[۱] (وعن أبى موسى قال: قال رسول الله -صلى الله عليه وسلم " :-إن الله يبسط يده) : قيل :بسط اليد عبارة عن الطلب، لأن عادة الناس إذا طلب أحدهم شيئا من أحد بسط إليه كفه، وقال النووى :البسط كناية عن قبول التوبة وعرضها، فلا يرد عليه ما ذكره ابن حجر من أن قوله غير مناسب للحديث، فإنه ينحل إلى أنه يقبل التوبة بالليل ليتوب مسىء النهار إلخ .فظاهر أنه ليس مرادا، إذ قبول التوبة بالليل ليس علة لتوبة النهار وعكسه، لأنه لا معنى لقبوله التوبة قبل وجودها، فالمعنى يدعو المذنبين إلى التوبة (بالليل ليتوب مسىء النهار) أى لا يعاجلهم بالعقوبة، يمهلهم ليتوبوا (ويبسط يده بالنهار ليتوب مسىء الليل) وقيل: البسط عبارة عن التوسع فى الجود والعطاء والتنزه عن المنع .وفى الحديث تنبيه على سعة رحمته وكثرة تجاوزه عن الذنوب، وقال الطيبى :تمثيل يدل على أن التوبة مطلوبة عنده محبوبة لديه كأنه يتقاضاها من المسىء (حتى تطلع الشمس من مغربها) : فحينئذ يغلق بابها .قال تعالى :(يوم يأتى بعض آيات ربك لا ينفع نفسا إيمانها)الآية .قال ابن الملك :مفهوم هذا الحديث وأشباهه يدل على أن التوبة لا تقبل بعد طلوع الشمس من المغرب إلى يوم القيامة، وقيل :هذا مخصوص لمن شاهد طلوعها، فمن ولد بعد ذلك أو بلغ وكان كافرا وآمن، أو مذنبا فتاب يقبل إيمانه وتوبته لعدم المشاهدة .(رواه مسلم)(مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، ج۵ص ۱۲۹، وص ۱۳۰، باب الاستغفار والتوبة، الفصل الاول)

جنگل بیابان میں ہو، پھر وہ جاتی رہی ہو (یعنی گم ہوگئی ہو) اور اس سواری پر اس کا کھانا بھی ہو، اور پانی بھی ہو، اور وہ (اس کو تلاش کرنے کے بعد) ناامید ہوجائے، اور ایک درخت پاس آ کر اپنی سواری سے ناامیدی کی حالت میں (انتہائی رنجیدہ و پریشان) لیٹ جائے، اور پھر اسی حالت میں اچانک وہ اپنی سواری کو اپنے پاس کھڑے ہوئے دیکھ لے، چنانچہ وہ اس سواری کی لگام پکڑ کر انتہائی خوشی میں (جذبات سے مغلوب ہوکر) یہ کہہ بیٹھے ''اے اللہ تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا رب ہوں'' خوشی کی زیادتی کے مارے اس کی زبان سے یہ غلط الفاظ نکل جائیں (صحیح مسلم)

تشریح: اس حدیث شریف سے یہ بات معلوم ہوئی کہ اللہ تعالیٰ بندہ کی توبہ سے بہت زیادہ خوش ہوتا ہے، اور اس کی توبہ کو قبول فرما کر اپنی رحمت سے نواز دیتا ہے، اور اللہ تعالیٰ کی خوشی کو اس شخص سے مشابہت دی گئی ہے، جس کی سواری جنگل بیابان میں گم ہوجائے، اور پھر اچانک اسے مل جائے، اور اسے اتنی زیادہ خوش ہو کہ انتہائی خوشی کی وجہ سے شدتِ جذبات سے مغلوب اور مدہوش ہوکر یہ کہنے کے بجائے کہ ''اے اللہ! تو میرا رب ہے اور میں تیرا بندہ ہوں'' یہ کہہ بیٹھے کہ ''اے اللہ! تو میرا بندہ ہے، اور میں تیرا رب ہوں'' کہ اگر یہ جملہ ہوش وحواس کی حالت میں ارادۃً کہا جائے، تو کفر ہوجائے، خیر حاصل اس حدیث کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ سے بہت خوش ہوتے ہیں۔

سورہ بقرہ کی ایک آیتِ کریمہ کے آخر میں ارشاد ہے کہ:

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ (سورة بقرة، آیت نمبر ۲۲۲)

ترجمہ: یقین جانو کہ اللہ تعالیٰ خوب توبہ کرنے والوں اور خوب پاکی حاصل کرنے والوں سے محبت کرتا ہے (سورہ بقرہ)

اس ارشاد سے معلوم ہوا کہ بکثرت توبہ کرنے والے اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے ہوتے ہیں، اس لئے اگر کوئی شخص بکثرت گناہوں میں مبتلا ہوتا ہے، تو اسے چاہئے کہ وہ بکثرت توبہ کرنے والا بھی بن جائے، یعنی جب بھی گناہ ہوجائے، احساس ہونے پر فوراً سچی توبہ کرلے، پھر گناہ ہوجائے، پھر سچی توبہ کرلے، تاکہ بکثرت گناہوں کی بیماری کا علاج بکثرت توبہ کرتے رہنے سے ہوتا رہے۔

اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین۔

آپ کے دینی مسائل کا حل ادارہ

اولاد کے درمیان عدل ومساوات اور برابری کا حکم

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ:

اگر اولاد کو کوئی چیز (روپیہ پیسہ، جائیداد وغیرہ) ہبہ وعطیہ کی جائے، تو ایک سے زیادہ اولاد ہونے کی صورت میں کیا کمی زیادتی جائز ہے؟ اور اس سلسلہ میں قرآن وسنت کی تعلیمات اور فقہائے کرام کے اقوال کیا ہیں؟

جواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اسلام کی پاکیزہ تعلیمات میں سے اولاد کے بارے میں ایک اہم تعلیم یہ ہے کہ اگر کسی کی اولاد کی تعداد ایک سے زیادہ ہو تو زندگی میں اُن کے درمیان ممکنہ حد تک عدل ومساوات اور برابری کا معاملہ وبرتاؤ کرے، خاص طور پر اولاد کو (روپیہ، پیسہ، جائیداد وغیرہ) ہبہ وعطیہ کرتے وقت اس کا خاص خیال رکھے، کیونکہ اس کی خلاف ورزی کے نتیجہ میں اکثر وبیشتر اولاد کے درمیان بُغض وعداوت پیدا ہوجاتی ہے، اور بعض اوقات اس کا سلسلہ طویل ہوکر قطع رحمی اور آپس کی خون ریزی وغیرہ کی شکل میں برآمد ہوا کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ:

اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ(سورۃ النحل رقم الآیۃ ۹۰)

ترجمہ: بے شک اللہ (ہر ایک کے ساتھ) عدل اور احسان کا حکم فرماتا ہے اور قرابت داروں کو دیتے رہنے کا اور بے حیائی اور برے کاموں اور سرکشی ونافرمانی سے منع فرماتا ہے، وہ تمہیں نصیحت فرماتا ہے تاکہ تم خوب یاد رکھو (سورہ نحل)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ ہر ایک کے ساتھ عدل واحسان کا معاملہ کرنا چاہئے، اور کسی کے ساتھ بھی ظلم

ونا انصافی سے کام نہیں لینا چاہئے، خواہ کسی کی ایک سے زیادہ بیویاں ہیں، ان کے درمیان بھی، اور ایک سے زیادہ اولاد ہوں، تو ان کے درمیان بھی۔

احادیث میں اولاد کے درمیان بھی عدل ومساوات اور برابری کرنے کا حکم آیا ہے۔

چنانچہ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: اِعْدِلُوْا بَیْنَ أَوْلَادِکُمْ اِعْدِلُوْا بَیْنَ أَبْنَائِکُمْ (ابوداؤد، رقم الحدیث ۳۵۴۴)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنی اولاد کے درمیان عدل وانصاف کرو، تم اپنے بیٹوں کے درمیان عدل وبرابری کرو (ابوداؤد)

اور حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ:

أَعْطَانِیْ أَبِیْ عَطِیَّۃً، فَقَالَتْ عَمْرَۃُ بِنْتُ رَوَاحَۃَ: لَا أَرْضٰی حَتّٰی تُشْھِدَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، فَأَتٰی رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: إِنِّیْ أَعْطَیْتُ ابْنِیْ مِنْ عَمْرَۃَ بِنْتِ رَوَاحَۃَ عَطِیَّۃً، فَأَمَرَتْنِیْ أَنْ أُشْھِدَکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ، قَالَ: أَعْطَیْتَ سَائِرَ وَلَدِکَ مِثْلَ ھٰذَا؟ قَالَ: لَا، قَالَ: فَاتَّقُوا اللّٰہَ وَاعْدِلُوْا بَیْنَ أَوْلَادِکُمْ، قَالَ: فَرَجَعَ فَرَدَّ عَطِیَّتَہٗ (بخاری، رقم الحدیث ۲۵۸۷، واللفظ لہٗ، مسلم، رقم الحدیث ۱۶۲۳ "۱۸")

ترجمہ: میرے والد نے مجھے عطیہ دیا، تو حضرت عمرہ بنتِ رواحہ نے فرمایا کہ میں تو اس وقت تک راضی نہیں ہوں گی، جب تک تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ نہ بنالو، تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، تو انہوں نے کہا کہ میں نے عمرہ بنتِ رواحہ کے بطن سے (پیدا ہونے والے) اپنے بیٹے کو عطیہ دیا ہے، تو انہوں نے مجھے حکم دیا ہے کہ اے اللہ کے رسول! میں آپ کو اس پر گواہ بناؤں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ نے اپنی سب اولاد کو اسی طرح سے عطیہ دیا ہے؟ تو انہوں نے جواب میں کہا کہ نہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اللہ سے ڈرو، اور اپنی اولاد کے درمیان عدل وبرابری کرو، حضرت نعمان بن بشیر نے فرمایا کہ وہ (یعنی میرے والد) لوٹ گئے، اور انہوں نے اپنے عطیہ کو واپس لے لیا (بخاری)

اور ابنِ حبان نے حضرت نعمان بشیر کی حدیث کو اس طرح روایت کیا ہے کہ:

فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هَلْ لَكَ مَعَهُ وَلَدٌ غَيْرُهُ؟ قَالَ :نَعَمْ قَالَ: فَهَلْ آتَيْتَ كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ مِثْلَ الَّذِيْ آتَيْتَ هٰذَا؟ قَالَ :لَا.قَالَ: فَإِنِّيْ لَا أَشْهَدُ عَلٰى هٰذَا، هٰذَا جَوْرٌ، أَشْهِدْ عَلٰى هٰذَا غَيْرِيْ، اِعْدِلُوْا بَيْنَ أَوْلَادِكُمْ فِي النَّحْلِ، كَمَا تُحِبُّوْنَ أَنْ يَّعْدِلُوْا بَيْنَكُمْ فِي الْبِرِّ وَاللُّطْفِ (صحيح ابن حبان، رقم الحديث ۵۱۰۴) ؎

ترجمہ: تو ان کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا آپ کے ہاں اس کے علاوہ بھی بیٹا ہے، تو انہوں نے جواب میں کہا کہ جی ہاں! تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا آپ نے اپنی اولاد میں سے ہر ایک کو اسی طرح سے دیا ہے، انہوں نے جواب میں کہا کہ نہیں، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اس پر گواہ نہیں بنتا، یہ ظلم ہے، اس پر میرے علاوہ کسی اور کو گواہ بنالو، تم اپنی اولاد کے درمیان عطیہ میں عدل وبرابری کرو، جس طرح سے تم اس چیز کو پسند کرتے ہو کہ تمہاری اولاد کے آپس میں نیکی اور نرمی کرنے میں عدل وبرابری کریں (ابنِ حبان)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اولاد کو کوئی چیز (روپیہ پیسہ، جائیداد وغیرہ کا) عطیہ وہبہ کرنے میں عدل ومساوات اور برابری سے کام لینا چاہئے، اور اسی طرح اولاد کو بھی چاہئے کہ وہ نیکی اور نرمی کے معاملات میں آپس میں عدل ومساوات اور برابری کا معاملہ کریں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَجُلًا كَانَ جَالِسًا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَجَاءَ بُنَيٌّ لَهُ، فَأَخَذَهُ فَقَبَّلَهُ وَأَجْلَسَهُ فِيْ حَجْرِهِ، ثُمَّ جَاءَ تْ بُنَيَّةٌ لَهُ، فَأَخَذَهَا وَأَجْلَسَهَا إِلٰى جَنْبِهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَمَا عَدَلْتَ بَيْنَهُمَا (شعب الايمان للبيهقى، رقم الحديث ۸۳۲۷، معجم ابن الاعرابى، رقم الحديث ۱۸۴۴)

ترجمہ: ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا، اتنے میں اس کا ایک چھوٹا سا بیٹا آیا، جس کو اس نے لیا، پھر اس کا بوسہ لیا، اور اس کو اپنی گود میں بٹھالیا، پھر اس کے پاس اس کی ایک چھوٹی سی بیٹی آئی، تو اس نے اس کو لیا، اور اس کو (اپنی گود کے بجائے) اپنے برابر میں بٹھا لیا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ نے ان دونوں کے درمیان عدل ومساوات نہیں

؎ فى حاشية ابنِ حبان: إسناده صحيح على شرطهما.

کیا (بیہقی، ابن الاعرابی)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

أَنَّ رَجُلًا كَانَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ ابْنٌ لَهُ فَقَبَّلَهُ وَأَقْعَدَهُ عَلٰى فَخِذِهٖ وَجَاءَتْهُ بُنَيَّةٌ لَهُ فَأَجْلَسَهَا بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَلَا سَوَّيْتَ بَيْنَهُمَا (مسند البزار، رقم الحديث ۶۳۶۱)

ترجمہ: ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا، اتنے میں اس کا ایک بیٹا آیا، جس کا اس نے بوسہ لیا، اور اس کو اپنی ران پر بٹھالیا، پھر اس کے پاس اس کی ایک چھوٹی سی بیٹی آئی، تو اس نے اس کو اپنے سامنے بٹھالیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ نے ان دونوں کے درمیان برابری کیوں نہیں کی (بزار)

اس روایت کی سند معتبر ہے۔ [1]

اور اس کی تائید ایک مرسل حدیث سے بھی ہوتی ہے۔ [2]

زمانۂ جاہلیت میں نرینہ اولاد یعنی بیٹوں کو، غیر نرینہ اولاد یعنی بیٹیوں پر فضیلت اور فوقیت دی جاتی تھی، اور لڑکوں کے مقابلہ میں لڑکیوں کی پیدائش کو معیوب سمجھا جاتا تھا، یہاں تک کہ بعض اوقات نوزائیدہ بچی کو زندہ دفن کردیا جاتا تھا۔

اسلام نے اس طرزِ عمل سے منع کیا، اور لڑکیوں کی پیدائش کو باعثِ رحمت وفضیلت قرار دیا، اور لڑکیوں کی

---

[1] قال الهيثمي:رواه البزار فقال :حدثنا بعض أصحابنا ولم يسمه، وبقية رجاله ثقات(مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۳۴۸۹ ،باب ماجاء فى الاولاد)

وقال الالبانى:قلت :وقع فى "كشف الأستار "(عبد الله بن موسى) ، وأنا أظن أن (موسى) محرف (معاذ) ، وهذا هو الصواب، كما وقع فى المصدرين الآخرين، وهو ثقة، ومن فوقه ثقات كذلک، فالسند صحيح. وقال الهيثمى فى "المجمع 8) "156/) " : رواه البزار فقال :حدثنا بعض أصحابنا -ولم يسمه -وبقية رجاله ثقات ."قلت :هو متابع فى المصدرين الآخرين من راويين اثنين : أحدهما :محمد بن عباد المكى، وهو صدوق يهم من رجال الشيخين، بل من شيوخهما والآخر :سويد بن سكين، ولم أعرفه(سلسلة الأحاديث الصحيحة، تحت رقم الحديث ۲۸۸۳)

[2] أخبرنا المبارک بن فضالة ، عن الحسن ، قال :كان رجل عند النبى صلى الله عليه وسلم فجاء ابن له فأقعده على فخذه اليمنى ، ثم جاء ابن له آخر أو ابنة له ، فأقعده على الأرض ، فقال النبى صلى الله عليه وسلم : لو كنت سويت بينهما فأقعده على فخذه(البر والصلة للحسين بن حرب، رقم الحديث ۱۴۸)

پرورش اور خیر خواہی کے عظیم فضائل بیان کیے۔

اس لئے بیٹی کے مقابلہ میں بیٹے سے محبت وہمدری اور خیر خواہی زیادہ کرنا اسلام میں پسند نہیں کیا گیا، اور اسی لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ حدیث میں بیٹے کو گود میں بٹھانے اور بیٹی کو گود کے بجائے اپنے پہلو اور برابر میں بٹھانے کو برابری نہ کرنے سے تعبیر فرمایا۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : سَوُّوْا بَيْنَ أَوْلَادِكُمْ فِي الْعَطِيَّةِ فَلَوْ كُنْتُ مُفَضِّلًا أَحَدًا لَفَضَّلْتُ النِّسَاءَ (المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحديث ۱۱۹۹۷، واللفظ لهٗ، سنن البيهقی، رقم الحديث ۱۲۰۰۰ ،مسند الحارث، رقم الحديث ۴۵۴)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم عطیہ (وہبہ) کے معاملہ میں اپنی اولاد کے درمیان برابری کرو، پس اگر میں کسی کو زیادہ دینے والا ہوتا، تو عورتوں کو زیادہ دیتا (طبرانی، بیہقی، مسند الحارث)

اس حدیث کی سند بھی حسن ومقبول ہے۔ ۱

---

۱ قال الهيثمی:رواه الطبرانی فی الكبير، وفيه عبد الله بن صالح كاتب الليث قال عبد الملك بن شعيب :ثقة مأمون ورفع من شأنه، وضعفه أحمد، وغيره(مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۶۷۵۹،باب الهبة للولد وغيره)

وقال ابن حجر:سووا بين أولادكم فی العطية فلو كنت مفضلا أحدا لفضلت النساء أخرجه سعيد بن منصور والبيهقی من طريقه وإسناده حسن (فتح الباری لابنِ حجر، ج۵ ص۲۱۴، باب الهبة للولد)

وقال البوصيری:رواه البيهقی فی سننه من طريق أحمد بن نجدة، ثنا سعيد بن منصور، ثنا إسماعيل بن عياش ...فذكره.قلت :الجملة الأولى لها شاهد من حديث النعمان بن بشير، رواه أصحاب الكتب الستة(اتحاف الخيرة المهرة، تحت رقم الحديث ۲۹۷۱،باب التسوية بين الأولاد فی العطية)

وقال ابن الملقن:هذا الحديث رواه الطبرانی فی أكبر معاجمه والبيهقی فی سننه من حديث إسماعيل بن عياش عن (سعيد) بن يوسف، عن يحيى بن أبی (كثير) عن عكرمة، عن ابن عباس قال :قال رسول الله - صلى الله عليه وسلم ... -فذكره به سواء ، إلا أنه (قال) : النساء بدل البنات وإسماعيل هذا حجة إذا روى عن الشاميين، وشيخه سعيد بن يوسف شامی، نعم الشأن فی شيخه؛ فإن أحمد وغيره تكلموا فيه، وقال أبو حاتم :ليس بالمشهور، وحديثه ليس بالمنكر .وقال ابن عدی :لا أعلم يروی عنه غير إسماعيل بن عياش، وهو قليل الحديث، ورواياته ثابتات الأسانيد لا بأس بها، ولا أعرف له شيئا أنكر مما ذكرت من حديث عكرمة -يعنی :هذا -وذكره ابن حبان فی ثقاته ولما ذكره ابن الجوزی فی ضعفائه ذكر فيه قول يحيى :

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اوراس کی تائید ایک مرسل حدیث سے بھی ہوتی ہے۔ [۱]

اس حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اولاد کے درمیان عطیہ وہبہ وغیرہ میں مساوات وبرابری کا حکم فرمایا، اور یہ فرمایا کہ میں کسی کو ترجیح دینے کو پسند کرتا، تو عورتوں کو مَردوں پر (یا لڑکیوں کو لڑکوں پر) ترجیح دیتا۔

مذکورہ احادیث وروایات کی روشنی میں فقہائے کرام نے فرمایا کہ اولاد کے درمیان روپیہ پیسہ اور جائیداد اور دیگر اشیاء کے ہبہ وعطیہ میں عدل ومساوات اور برابری کا معاملہ کرنا چاہئے۔

البتہ کیا اولاد کے درمیان برابری مستحب ہے یا واجب ہے؟ اس میں فقہائے کرام کا اختلاف ہے۔

اکثر فقہائے کرام یعنی حنفیہ، مالکیہ اور شافعیہ کے نزدیک عام حالات میں یہ عدل ومساوات اور برابری مستحب ہے، واجب نہیں ہے، لہٰذا ان کے نزدیک اس کی خلاف ورزی پر گناہ تو لازم نہیں آتا، البتہ برابری کرنے پر ثواب حاصل ہوتا ہے، کیونکہ بعض صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے اولاد کے درمیان عطیہ وہبہ میں برابری نہ کرنے کا ذکر پایا جاتا ہے، جو اس عمل کے جائز ہونے کی دلیل ہے۔

جبکہ حنابلہ اور حنفیہ میں سے امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک یہ عدل ومساوات اور برابری مستحب نہیں ہے، بلکہ واجب ہے، لہٰذا ان کے نزدیک اس کی خلاف ورزی پر گناہ لازم آتا ہے۔ [۲]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

ضعيف الحديث .وقول النسائى :ليس بالقوى .واقتصر على ذلک، وقال فى تحقيقه لما (ساق) الحديث (بالإسناد) السالف :إسماعيل وسعيد ضعيفان .وقد عرفت أن الضعف فى هذا الحديث لا من جهة إسماعيل؛ بل من جهة سعيد، وليس ضعفه متفقا عليه، كما علمت أيضا .ووقع فى الضعفاء له :أن (سعيدا) هذا يروى عن إسماعيل بن عياش .والمعروف فى ترجمته أن إسماعيل يروى عنه، فتنبه له .وزاد القاضى حسين فى روايته لهذا الحديث زيادة غريبة، لم أر من خرجها، وهى :سووا بين أولادكم فى العطية، حتى القبل(البدر المنير، ج۷ص ۱۳۳، ۱۳۴، كتاب الهبات،الحديث الحادى عشر)

[۱] عن يحيى بن أبى كثير ، قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : ساووا بين أولادكم فى العطية، ولو كنت مؤثرا أحدا لآثرت النساء على الرجال (سنن سعيد بن منصور، رقم الحديث ۲۹۱)

قال صالح بن عبد العزيز بن محمد آل الشيخ: "ساووا بين أولادكم فى العطية ، ولو كنت مؤثراً أحداً لآثرت النساء على الرجال . "وهذا إسناد صحيح مرسل .والطريق المرفوعة ضعيفة ، فقوله فى "الشرح" "الصحيح أنه مرسل "ظاهر وصواب(التكميل لما فات تخريجه من ارواء الغليل، ج ۱ ص ۷۵)

[۲] البتہ قاضی خان میں معلیٰ کی امام ابو یوسف سے یہ روایت ذکر کی گئی ہے کہ اگر دوسری اولاد کو ضرر پہنچانے کا قصد نہ ہو تو پھر ہبہ وعطیہ میں عدل ومساوات کی خلاف ورزی میں کوئی حرج نہیں، ورنہ گناہ ہے، اور بعض مشائخِ حنفیہ کا اسی پر فتویٰ ہے۔

اختلف العلماء فى وجوب التسوية بين الأولاد فى العطية.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور بعض فقہائے کرام کے نزدیک اولاد کے درمیان عدل ومساوات اور برابری کا جو مذکورہ حکم ہے، وہ نرینہ اور غیر نرینہ اولاد کا فرق کئے بغیر ہے، کیونکہ عام طور پر احادیث میں لڑکے اور لڑکیوں کے درمیان فرق کر کے یہ حکم نہیں بیان کیا گیا، لہٰذا احادیث میں اولاد کے الفاظ عام ہونے کی وجہ سے یہ حکم لڑکوں اور لڑکیوں، دونوں کو شامل ہے۔

جبکہ بعض فقہائے کرام کے نزدیک اولاد کے درمیان عدل ومساوات اور برابری کا حکم میراث کے حصوں کے مطابق ہے، لہٰذا لڑکے اور لڑکیوں کے درمیان میراث کے مطابق فرق کر کے عطیہ وہبہ کرنا بھی عدل ومساوات اور برابری میں داخل ہے، چنانچہ لڑکے کو لڑکی کے مقابلہ میں دوگنا مقدار کے مطابق ہبہ وعطیہ کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

فذهب الحنفية والمالكية والشافعية إلى أن التسوية بينهم فى العطايا مستحبة، وليست واجبة.
لأن الصديق رضى الله عنه فضل عائشة رضى الله عنها على غيرها من أولاده فى هبة، وفضل عمر رضى الله عنه ابنه عاصما بشىء من العطية على غيره من أولاده.
ولأن فى قوله صلى الله عليه وسلم فى بعض روايات حديث النعمان بن بشير رضى الله عنهما :فأشهد على هذا غيرى ما يدل على الجواز.
وذهب الحنابلة، وأبو يوسف من الحنفية، وهو قول ابن المبارك، وطاوس، وهو رواية عن الإمام مالك رحمه الله :إلى وجوب التسوية بين الأولاد فى الهبة .فإن خص بعضهم بعطية، أو فاضل بينهم فيها أثم، ووجبت عليه التسوية بأحد أمرين :إما رد ما فضل به البعض، وإما إتمام نصيب الآخر، لخبر الصحيحين عن النعمان بن بشير رضى الله عنهما قال :وهبنى أبى هبة .فقالت أمى عمرة بنت رواحة رضى الله عنها :لا أرضى حتى تشهد رسول الله صلى الله عليه وسلم فأتى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال :يا رسول الله: إن أم هذا أعجبها أن أشهدك على الذى وهبت لابنها، فقال صلى الله عليه وسلم يا بشير ألك ولد سوى هذا؟ قال :نعم .قال :كلهم وهبت له مثل هذا؟ قال :لا .قال :فأرجعه .وفى رواية قال :اتقوا الله، واعدلوا بين أولادكم وفى رواية أخرى لا تشهدنى على جور .إن لبنيك من الحق أن تعدل بينهم وفى رواية :فأشهد على هذا غيرى.
وروى عن النبى صلى الله عليه وسلم أنه قال :سووا بين أولادكم فى العطية، ولو كنت مؤثرا أحدا لآثرت النساء على الرجال (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ١١، ص ٣٦٠،مادة ”تسوية “التسوية بين الأولاد فى العطية)
وفى الخانية ولو وهب شيئا لأولاده فى الصحة، وأراد تفضيل البعض على البعض روى عن أبى حنيفة لا بأس به إذا كان التفضيل لزيادة فضل فى الدين وإن كانوا سواء يكره وروى المعلى عن أبى يوسف أنه لا بأس به إذا لم يقصد الإضرار وإلا سوى بينهم وعليه الفتوى (ردالمحتار، ج۴، ص ۴۴۴، كتاب الوقف، مطلب متى ذكر الواقف شرطين متعارضين يعمل بالمتأخر)

لہٰذا افضل تو یہی ہے کہ عام حالات میں لڑکوں اور لڑکیوں کے درمیان ہبہ وعطیہ کی تقسیم برابر سرابر طریقہ پر کی جائے، اور گنجائش اس کی بھی موجود ہے کہ بوقتِ مصلحت لڑکے کو لڑکی کے مقابلہ میں دوگنی مقدار ہبہ اور عطیہ کرے۔ [1]

اولاد کے درمیان عدل ومساوات اور برابری کے حکم میں کئی حکمتیں ہیں، جن میں ایک حکمت یہ بھی ہے کہ اس کی وجہ سے اولاد کے درمیان بغض وعناد اور تحاسد وتباغض پیدا نہیں ہوتا، اور فرق کرنے میں باہم دوری اور وحشت اور تحاسد وتباغض پیدا ہوکر انتشار وقطع رحمی کا لمبا سلسلہ شروع ہوجاتا ہے۔

اور اولاد کے درمیان عطیہ وہبہ وغیرہ میں عدل ومساوات اور برابری کا یہ حکم عام حالات میں ہے۔

اور اگر اولاد کے درمیان کمی بیشی کے ساتھ عطیہ وہبہ کرنے کی کوئی ضرورت موجود ہو، مثلاً کوئی اولاد بیمار ومریض یا تنگ دست ہونے یا عیال دار ہونے یا علمِ دین میں مشغول ہونے کی وجہ سے زیادہ کامحتاج ومستحق ہو، تو پھر حسبِ ضرورت کمی بیشی کے ساتھ ہبہ وعطیہ کرنے میں کوئی کراہت وخرابی نہیں ہے۔

اسی طرح اگر ایک اولاد فاسق اور فضول خرچ ہے، جس سے اندیشہ ہے کہ وہ مال کو ضائع کردے گا، یا گناہ کے کام میں خرچ کرے گا، تو اس کے مقابلہ میں نیک، صالح اولاد کو زیادہ دینے یا نیک کاموں میں خرچ کرنے میں بھی حرج نہیں۔

اور اگر بالفرض کوئی شخص بغیر کسی ضرورت کے عطیہ وہبہ وغیرہ میں برابری کا معاملہ نہ کرے، مگر ہبہ وعطیہ کی ہوئی چیز کا اولاد کو مالک بنا کر قبضہ بھی دے دے، تو اس کا یہ تصرف معتبر ہوجاتا ہے، اور وہ چیز اس کی

---

[1] واختلفوا كذلك فى معنى التسوية بين الذكر والأنثى من الأولاد .فذهب جمهور الفقهاء إلى أن معنى التسوية بين الذكر والأنثى من الأولاد :العدل بينهم فى العطية بدون تفضيل؛ لأن الأحاديث الواردة فى ذلك لم تفرق بين الذكر والأنثى.

وذهب الحنابلة، والإمام محمد بن الحسن من الحنفية، وهو قول مرجوح عند الشافعية إلى أن المشروع فى عطية الأولاد القسمة بينهم على قدر ميراثهم :أى للذكر مثل حظ الأنثيين؛ لأن الله سبحانه وتعالى قسم لهم فى الإرث هكذا، وهو خير الحاكمين، وهو العدل المطلوب بين الأولاد فى الهبات والعطايا.

وإن سوى بين الذكر والأنثى، أو فضلها عليه، أو فضل بعض البنين أو بعض البنات على بعض، أو خص بعضهم بالوقف دون بعض، فقال أحمد فى رواية محمد بن الحكم :إن كان على طريق الأثرة فأكرهه، وإن كان على أن بعضهم له عيال وبه حاجة يعنى فلا بأس به.

وعلى قياس قول الإمام أحمد :لو خص المشتغلين بالعلم من أولاده بوقفه تحريضا لهم على طلب العلم، أو ذا الدين دون الفساق، أو المريض، أو من له فضل من أجل فضيلته فلا بأس (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ١١، ص ٣٦٠، مادة ”تسوية “التسوية بين الأولاد فى العطية)

ملکیت سے نکل کر اولاد کی ملکیت میں داخل ہوجاتی ہے، اور اس کی رضامندی کے بغیر کسی دوسری اولاد کو اس سے واپس لینا جائز نہیں ہوتا، وہ الگ بات ہے کہ والدین کو اس طرح کے عمل سے پرہیز کرنا مناسب ہے۔ ۱

ملحوظ رہے کہ اگر کوئی شخص اپنی اولاد کے درمیان ظاہر میں عدل ومساوات اور برابری کا معاملہ کرے، لیکن دل میں کسی خاص اولاد کی محبت زیادہ ہو، تو اس میں کوئی حرج وگناہ نہیں، کیونکہ یہ دل کی کیفیت ہے، جس کا انسان مکلّف نہیں۔ ۲

---

۱ الأمر الأول :محاباة وتفضيل الوالد بعض أولاده بهبته
اتـفق الفقهاء على أن الإنسان مطالب بالتسوية بين أولاده فى الهبة بدون محاباة وتفضيل لبعضهم على بعض لـما روى النعمان بن بشير رضى الله عنهما أن أباه أتى به رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال :إنى نحلت - أى أعطيت بغير عوض -ابـنـى هذا غلاما كان لى، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم :أكل ولدک نحلته مثل هذا؟ فقال :لا فقال :فأرجعه وفى رواية :فـلا تشهدنى إذا، فإنى لا أشهد على جور وفى ثالثة :اتقوا الله واعـدلوا بين أولادكم ولأن فى التسوية بينهم تأليف قلوبهم، والتفضيل يزرع الكراهية والنفور بينهم فكانت التسوية أولى .ولا يـكره ذلک التفضيل -فـى الـمذاهب الأربعة -إذا كـانـت هـنـاک حاجة تدعو إليه مثل اختصاص أحد أولاده بـمرض أو حاجة أو كثرة عائلته أو اشتغاله بالعلم ونحوه من الفضائل.
أو اختـصـاص أحـدهـم بـمـا يقتضى منع الهبة عنه لفسقه أو يستعين بما يأخذه على معصية الله أو ينفقه فيها، فيمنع عنه الهبة ويعطيها لمن يستحقها .ويكره عند غير الحنابلة إذا لم تكن هناک حاجة تدعو إلى ذلک.
وقال الحنابلة :يحرم التفضيل حينئذ وتجب عليه التسوية -إن فعل -إما برد ما فضل به البعض، وإما بإتمام نصيب الآخر .وقال الحنفية والمالكية والشافعية :لا يجب عليه التسوية، ويجوز التفضيل قضاء ، لأن الوالد تـصـرف فـى خـالص ملكه، لا حق لأحد فيه، إلا أنه يكون آثما فيما صنع بدون دا ع له، لأنه ليس بعدل، وهو مأمور به فى قوله تعالى :(إن الله يأمر بالعدل والإحسان)
ولـزوم ذلک مشـروط عند المالكية بأمرين :أ -أن يهـب كل ماله أو أكثره .ب -ألا يطالب أولاده الآخرون بـمـنـعـه كـل ذلک مخافة أن تعود نفقته عليهم بعد افتقاره، فلهم رد ذلک التصرف وإبطاله، وأما إذا وهب الشيء اليسير فذلک جائز غير مكروه .وكيفية التسوية المطلوبة -عند الحنفية والشافعية -أن يعطى الأنثى مثل مـا يـعطى الذكر تماما بناء على ظاهر الحديث .وعـند المالكية والحنابلة :التسوية أن يقسم بين أولاده عـلـى حسـب قسـمـة الـمـيـراث، فـيـجـعـل لـلـذكر مثل حظ الأنثيين، لأن ذلک نصيبه من المال لو مات عنه الواهب (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۳۶،ص ۱۳۸ ،ماده محاباة)
وفـى الـخـلاصة الـمـخـتـار التسوية بين الذكر والأنثى فى الهبة ولو كان ولده فاسقا فأراد أن يصرف ماله إلى وجوه الخير ويحرمه عن الميراث هذا خير من تركه لأن فيه إعانة على المعصية ولو كان ولده فاسقا لا يعطى له أكثر من قوته (البحر الرائق، ج۷، ص ۲۸۸، كتاب الهبة، هبة الأب لطفلة)

۲ لا بأس بتفضيل بعض الأولاد على البعض فى المحبة لأن المحبة عمل القلب وذلک غير مقدور قال عـلـيـه الـصـلاة والسلام حين سوّى بين النساء فى القسم هذا قسمى فيما أملک فلا تؤاخذنى فيما لا أملک (فتاویٰ قاضی خان، ج۳، ص ۱۵۵، فصل فى هبة الوالد لولده والهبة للصغير)

اسی طرح اولاد کے درمیان مساوات وبرابری کا جو مذکورہ حکم بیان کیا گیا، وہ میراث سے الگ چیز یعنی زندگی میں عطیہ وہبہ وغیرہ کرنے سے متعلق ہے، اور انسان کے فوت ہونے کے بعد وہ جو کچھ مال اپنی ملکیت میں چھوڑ کر فوت ہو، تو اس کے چھوڑے ہوئے مال یعنی ترکہ میں اولاد اور وارثوں کے لئے شریعت کی طرف سے میراث کے حصے متعین اور طے کر دیے گئے ہیں، جن میں کسی کو کمی بیشی کا اختیار نہیں ہے، خواہ فوت ہونے والے نے اپنی زندگی میں وارثوں کو کچھ عطیہ وہبہ وغیرہ کیا ہو، یا نہ کیا ہو، اور کیا ہو، تو جس حیثیت سے بھی کیا ہو، اس کی وجہ سے میراث کے معاملات پر فرق واقع نہیں ہوگا۔

فقط واللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اعلم

محمد رضوان

۱۱/ جمادی الاولیٰ/۱۴۳۴ھ 22 / اپریل/ 2013ء

ادارہ غفران، راولپنڈی

Idara Ghufran

مفتی محمد رضوان

کیا آپ جانتے ہیں؟

دلچسپ معلومات، مفید تجزیات اور شرعی احکامات پر مشتمل سلسلہ

سونے کے آداب (قسط۵)

لیٹنے کی کیفیات

(دائیں بائیں کروٹ پر، چت اور اوندھا لیٹنے کا حکم)

احادیث میں لیٹنے کی مختلف کیفیات اور طریقوں یا پوزیشنوں (Positions) کا ذکر پایا جاتا ہے، جن میں سے بعض کیفیات اور طریقوں کو پسند کیا گیا ہے، اور بعض کو ناپسند کیا گیا ہے، اور بعض کو جائز ومباح قرار دیا گیا ہے، جن کی تفصیل ذکر کی جاتی ہے۔

(۱)......دائیں کروٹ پر لیٹنا

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَضَعُ يَدَهُ الْيُمْنٰى تَحْتَ خَدِّهٖ عِنْدَ مَنَامِهٖ، وَيَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ قِنِيْ عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ (مسند احمد، رقم الحديث ۱۸۶۹۶) ؎۱

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ سونے کے وقت اپنے دائیں ہاتھ کو اپنے رخسار کے نیچے رکھ لیا کرتے تھے اور یہ دعاء پڑھتے تھے کہ:

اَللّٰهُمَّ قِنِيْ عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ.

یعنی اے اللہ مجھے اپنے عذاب سے بچا لیجیے جس دن آپ اپنے بندوں کو اٹھائیں گے (مسند احمد)

یہ حدیث اور سندوں سے بھی مروی ہے۔ ؎۲

؎۱ في حاشية مسند احمد: حديث صحيح.

؎۲ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَسَّدُ يَمِينَهُ عِنْدَ الْمَنَامِ، ثُمَّ يَقُولُ: رَبِّ قِنِي عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ: هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ مِنْ

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا أَتَيْتَ مَضْجَعَكَ، فَتَوَضَّأْ وُضُوءَكَ لِلصَّلَاةِ، ثُمَّ اضْطَجِعْ عَلٰى شِقِّكَ الْأَيْمَنِ (بخاری، رقم الحدیث ۲۴۷)

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا کہ جب تم اپنے بستر پر آ ؤ تو نماز والا وضو کرلیا کرو، پھر اپنی دائیں کروٹ پر لیٹا کرو (بخاری)

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا عَرَّسَ وَعَلَيْهِ لَيْلٌ تَوَسَّدَ يَمِيْنَهُ، وَإِذَا عَرَّسَ الصُّبْحَ وَضَعَ رَأْسَهُ عَلٰى كَفِّهِ الْيُمْنٰى، وَأَقَامَ سَاعِدَهُ (مسند الإمام أحمد، رقم الحدیث ۲۲۵۴۶) [1]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ جب سفر میں رات کے وقت سوتے تھے، تو اپنے دائیں ہاتھ کو تکیہ بنا لیتے تھے، اور جب صبح کے وقت (یعنی صبح کا وقت قریب ہونے پر) سوتے تھے، تو اپنا سر اپنی دائیں ہتھیلی پر رکھ لیتے تھے، اور اپنی کہنی کو کھڑا کر لیتے تھے (تاکہ غفلت کی نیند نہ آئے، اور فجر کی نماز قضاء نہ ہوجائے) (مسند احمد)

اس سے معلوم ہوا کہ سوتے وقت دائیں کروٹ پر سونا سنت ہے۔

محدّثین نے اس کی وجہ یہ بیان فرمائی ہے کہ انسان کا دل بائیں طرف ہوتا ہے، اور دائیں کروٹ پر سونے سے اس پر دباؤ نہیں پڑتا، جو کہ صحت کے لیے مفید ہے، نیز اس طرح سونے میں زیادہ غفلت نہیں پائی جاتی، اور وقت پر بیدار ہونا اور جاگنا آسان ہوتا ہے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

هَـذَا الْـوَجْـهِ، وَرَوَى الثَّـوْرِيُّ، هَذَا الحَدِيثَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ البَرَاءِ، لَمْ يَذْكُرْ بَيْنَهُمَا أَحَدًا . وَرَوَى شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ، وَرَجُلٌ آخَرَ، عَنِ البَرَاءِ، وَرَوَى إِسْرَائِيلُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ، عَنِ البَرَاءِ، وَعَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ (سنن الترمذی، رقم الحدیث ۳۳۹۹)

عَنِ الْبَرَاءِ، سَمِعَهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَسَّدُ يَمِينَهُ عِنْدَ الْمَنَامِ وَيَضَعُهَا تَحْتَ خَدِّهِ وَيَقُولُ: اللهُمَّ قِنِي عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ: يُشْبِهُ أَنْ يَكُونَ فِيهِ: عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ (السنن الكبرىٰ للنسائی، رقم الحدیث ۱۰۵۲۶)

[1] فی حاشية مسند احمد: إسناده صحيح على شرط مسلم.

اور نیند موت کے مشابہ ہے، اور فوت ہونے کے بعد بھی قبر میں دائیں کروٹ پر ہی میت کو لٹانا سنت ہے، لہٰذا موت اور اس کی مشابہ حالت یعنی نیند کی حالت کا حکم اس سلسلہ میں یکساں ہے۔ [1]

پھر دائیں کروٹ پر سونے کا سنت ہونا، سونے کی ابتداء کرنے کے وقت ہے، پورے وقت اس کروٹ پر سوتے رہنا ضروری نہیں، کیونکہ جب آدمی سو جاتا ہے، تو اس کے بعد اس کو شعور اور ہوش نہیں رہتا، اور وہ اس سنت کی پابندی کا مکلّف نہیں رہتا، لہٰذا بعد میں اگر سوتے ہوئے بائیں کروٹ پر ہو جائے تو سنت کی برکت سے محرومی نہیں ہوتی، اسی طرح اگر دائیں کروٹ پر لیٹنے کے بعد نیند آنے سے پہلے بائیں کروٹ پر لیٹنے کا تقاضا اور اس کروٹ پر زیادہ راحت محسوس ہو تو بائیں کروٹ پر سونے میں بھی حرج نہیں۔ [2]

---

[1] فی الاضطجاع علی الشق الأیمن سرّا، وهو أن القلب معلق فی الجانب الأیسر، فإذا نام الرجل علی الجانب الأیسر استثقل نوما، لأنه یکون فی دعة واستراحة فیثقل نومه، فإذا نام علی الشق الأیمن فإنه یقلق ولا یستغرق فی النوم لقلق القلب، وطلبه مستقره ومیله إلیه .قالوا :وکثرة النوم علی الجانب الأیسر -وإن کان أهنأ -مضر بالقلب بسبب میل الأعضاء إلیه، فتنصب المواد فیه .وأما قول القاضی عیاض فی الشفاء : وکان نومه علی جانبه الأیمن استظهارا علی قلة النوم ..إلخ، ففیه شیء ، لأنه -صلی الله علیه وسلم -لا ینام قلبه، فسواء کان نومه علی الجانب الأیمن أو الأیسر فهذا الحکم ثابت له، وما علله به إنما تستقیم فی حق من ینام قلبه، وحینئذ فالأحسن تعلیله بحب التیامن، أو بقصده التعلیم، کما مر (المواهب اللدنیة بالمنح المحمدیة، ج۲، ص۲۲۷، وص۲۲۸، النوع الرابع فی نومه صلی الله علیه وسلم)

وفیه دلیل لاستحباب التیمن حالة النوم لأنه أسرع إلی الانتباه لعدم استقرار القلب حینئذ لأنه معلق بالجانب الأیسر ;فیعلق ولا یستغرق فی النوم بخلاف النوم علی الأیسر ;فإن القلب یستغرق ;فیکون لاستراحته حینئذ أبطأ للانتباه قالوا :والنوم علی الأیسر وإن کان أهنأ لکنه مضر بالقلب بسبب میل الأعضاء إلیه ; فتنصب المواد فیه ، ثم اعلم أن هذا التعلیل إنما هو بالنسبة إلینا دونه -صلی الله علیه وسلم ; -فإنه لا ینام قلبه فلا فرق فی حقه بین النوم علی الأیمن والأیسر ، وإنما کان یختار الأیمن ;لأنه کان یحب التیامن فی شأنه کله ، ولتعلیم أمته ;ولأن النوم أخو الموت ، وهذا هو الهیئة عند النزع وکذا فی القبر حال الوضع وکذا فی الصلاة وقت العجز والاستلقاء وإن قیل أحب عند النزع وحالة الصلاة ، واختاره بعض مشایخنا لأن یکون بجمیع بدنه مستقبلا ، ولخروج الروح سهلا لکن النوم علی الظهر أردأ النوم ، وأردأ منه النوم منبطحا علی الوجه ، وقد روی ابن ماجه أنه -صلی الله علیه وسلم -لما مر بمن هو کذلک فی المسجد ضربه برجله ، وقال :قم واقعد ;فإنها نومة جهنمیة ، ولعل السبب فیه أنه موافق لرقاد اللوطیة المحرکة للناظر داعیة الشهوة النفسیة الشومیة(جمع الوسائل فی شرح الشمائل،باب فی صفة نوم رسول الله ﷺ)

[2] وَسُنَّةُ ذَلِکَ لِلنَّائِمِ فِی ابْتِدَاءِ النَّوْمِ لَا فِی دَوَامِهِ لِأَنَّهُ یَنْقَلِبُ وَهُوَ لَا یَشْعُرُ(فتح الباری، بَاب التَّطَوُّع خلف الْمَرْأَة)

وأما بالنسبة للنوم علی الجنب الأیسر فقد جاء ما یدل علی أن الإنسان ینام علی شقه الأیمن کما سیأتی فی الأحادیث، وجاء ما یدل علی جواز التحول إلی الشق الأیسر، کما سبق أن مر بنا بالنسبة للرؤیا التی تحزن

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

(۲)......چت لیٹ کر سونا

عام حالات میں دائیں کروٹ پر سونا سنت ہے، لیکن بعض اوقات نبی ﷺ سے سیدھا یعنی چت لیٹنا اور چت لیٹ کر سونا بھی ثابت ہے۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن زید بن عاصم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّهُ رَأٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَلْقِيًا فِي الْمَسْجِدِ، وَاضِعًا إِحْدٰى رِجْلَيْهِ عَلَى الْأُخْرٰى وَعَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ، قَالَ: كَانَ عُمَرُ، وَعُثْمَانُ يَفْعَلَانِ ذٰلِكَ (بخاری، رقم الحدیث ۴۷۵)

ترجمہ: انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں چت لیٹا ہوا دیکھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک پاؤں دوسرے پاؤں کے اوپر تھا، اور ابنِ شہاب زہری، حضرت سعید بن مسیّب سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما بھی اس طرح لیٹتے تھے (بخاری)

اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَنَامُ مُسْتَلْقِيًا. حَتّٰى يَنْفُخَ (مسند الإمام أحمد، رقم الحديث ۴۰۵۱) ؎۱

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ چت لیٹ کر سو جاتے تھے، یہاں تک کہ آپ کے خراٹوں کی آواز محسوس ہونے لگتی تھی (مسند احمد)

اس قسم کی حدیث اور سندوں سے بھی مروی ہے۔ ؎۲

خلاصہ یہ کہ عام حالات میں دائیں کروٹ پر سونا سنت ہے، اور چت لیٹ کر سونا بھی جائز ہے، اس میں بھی کوئی گناہ نہیں۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ الإنسان، فإن من جملة الآداب فيها أنه يتحول إلى جنبه الآخر، بحيث لو كان على اليمين يتحول على الشمال، وإذا كان على الشمال فيتحول على اليمين. إذاً: الإنسان يضطجع على شقه الأيمن، لكن إذا احتاج إلى أن يتحول إلى الشق الأيسر لمصلحة أو لفائدة لا بأس بذلك، مثل ما جاء في حديث الرؤيا (شرح سنن ابی داود، حكم النوم على الجهة اليسرى أو على الظهر)

؎۱ في حاشية مسند احمد: حديث صحيح

؎۲ عَنْ أَبِي قِرْصَافَةَ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَلْقِيًا عَلَى قَفَاهُ، وَاضِعًا إِحْدَى رِجْلَيْهِ عَلَى الْأُخْرَى (المعجم الكبير للطبراني، رقم الحديث ۲۵۱۵)

(۳)...... بائیں کروٹ پر سونا

بائیں کروٹ پر سونا اگرچہ سنت نہ ہو، لیکن ناجائز وگناہ نہیں ہے، کیونکہ شرعاً اس کی ممانعت ثابت نہیں، بلکہ بعض احادیث سے اس کی اجازت معلوم ہوتی ہے۔

چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

إِذَا رَأٰى أَحَدُكُمُ الرُّؤْيَا يَكْرَهُهَا، فَلْيَبْصُقْ عَنْ يَسَارِهِ ثَلَاثًا وَلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ ثَلَاثًا، وَلْيَتَحَوَّلْ عَنْ جَنْبِهِ الَّذِىْ كَانَ عَلَيْهِ (مسلم، رقم الحديث ۲۲۶۲)

ترجمہ: جب تم میں سے کوئی مکروہ وناپسندیدہ خواب دیکھے، تو اسے چاہئے کہ اپنی بائیں طرف تین مرتبہ تھو تھو کردے، اور اللہ تعالیٰ کے ذریعہ سے شیطان سے تین مرتبہ پناہ چاہے (یعنی تین مرتبہ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھے) اور جس کروٹ پر پہلے تھا، اس کو بدل دے (مسلم)

اس قسم کی حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی سند سے بھی مروی ہے۔ [۱]

اس حدیث میں کیونکہ دائیں یا بائیں کروٹ کی قید نہیں، اگر بائیں کروٹ پر لیٹنا منع ہوتا تو اس کی قید لگائی جاتی۔

بہر حال بائیں کروٹ پر سونا اگرچہ سنت نہ ہو، لیکن جائز ہونے میں کوئی شبہ نہیں، لہٰذا بائیں کروٹ پر سونا بھی جائز ہے۔ [۲]

---

[۱] عَنْ أَبِى هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا رَأٰى أَحَدُكُمْ رُؤْيَا يَكْرَهُهَا، فَلْيَتَحَوَّلْ وَلْيَتْفُلْ عَنْ يَسَارِهِ ثَلَاثًا، وَلْيَسْأَلِ اللّٰهَ مِنْ خَيْرِهَا، وَلْيَتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّهَا (ابن ماجه، رقم الحديث ۳۹۱۰)

[۲] ملحوظ رہے کہ بعض اہلِ علم حضرات نے عام حالات میں دائیں کروٹ پر سونے کو سنت اور بائیں کروٹ پر طبی اعتبار سے مفید اور صحت کے لئے انفع قرار دیا ہے۔

قوله: (ثم اضطجع على شِقِّک الأيمن) وهو نوم الأنبياء عليهم السلام، لأنَّ التيامنَ من دَأْب الشرع فى جميع المواضع، لأنَّ القلبَ لا يزال معلَّقاً فيه، فلا يغرق فى النوم ولا يطرأ عليه الغفلة، وعند أبى داود أن نومهم بالاضطجاع على الظهر، فينبغى أن يفعل أولاً كما عند أبى داود، ثم يضطجع كما فى البخارى. والنوم على البطن من ضجعة أهل النار. وقالت الأطباء: إن النوم على الشقِّ الأيسر أيسر وأسهل، وأعون فى الهضم، وأنفع للصحة (فيض البارى، ج ۲ ص ۸، باب دفع السِّوَاكِ إِلَى الْأَكْبَرِ)

مگر جدید ماہرین کی تحقیق سے اس کے خلاف ثابت ہوا، کیونکہ ان کی تحقیق کے مطابق عام حالات میں دائیں کروٹ پر سونا صحت کے لئے زیادہ مفید اور ڈاکٹری لحاظ سے نفع بخش ہے۔

البتہ بعض مخصوص حالات میں (مثلاً حاملہ عورت کو مخصوص حالت میں) بائیں کروٹ پر سونا مفید ہوسکتا ہے، مگر یہاں بحث عام اور نارمل (Normal) حالت سے ہے، جس کے بارے میں پہلے ذکر کیا جاچکا ہے۔

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

(۴)...... پیٹ کے بل یا اوندھا لیٹنا

پیٹ کے بل یا اوندھا سونا اسلام میں پسندیدہ نہیں۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

مَرَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِرَجُلٍ مُضْطَجِعٍ عَلٰی بَطْنِہٖ، فَقَالَ: إِنَّ ھٰذِہٖ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ عام حالات میں دائیں کروٹ پر سونا سنت اور جدید طب وڈاکٹری کے اُصولوں، دونوں کے زیادہ لائق وموافق ہے۔

اس سلسلہ میں بطورِ نمونہ جدید ماہرین کا ایک حوالہ نقل کیا جاتا ہے۔

Side

Pros: Side sleepers, unite! Whether they're curling up in the cozy fetal position or lying straight on one side, the vast majority of people report sleeping on their sides (although everyone is unconscious during sleep, this information can never be entirely accurate)

Doctors encourage sleeping on the left side during pregnancy because it improves circulation to the heart, which benefits both mom and baby. Side sleeping is also a pregnancy winner because sleeping on the back puts pressure on the lower back (which can lead to fainting) and stomach-sleeping is impossible for obvious reasons . For those not expecting, sleeping on the left side can also ease heartburn and acid reflux, making it easier for people with these conditions to fall asleep.

Cons: Here's the bad news — sleeping on the left side can put pressure on the liver, stomach, and lungs (alternating sides often can help prevent organ strain). And as almost all side-sleepers know well, this position can result in the dreaded squished-arm-numbness. Snuggling into bed with the arm behind the head is a common sleep position, but it may adversely affect muscles and nerves. Resting the head (or the whole body) on a single arm can restrict blood flow and press down on the nerves, which results in "rubber arm" or painful pins and needles. In this position, the shoulder supports a lot of the body's weight, which can constrict the neck and shoulder muscles .

(http://greatist.com/happiness/best-sleep-positions)

لَضِجْعَةٌ مَا يُحِبُّهَا اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ (مسند الإمام أحمد، رقم الحديث ۷۸۶۲) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک آدمی کے قریب سے گزرے، جو اپنے پیٹ کے بل لیٹا ہوا تھا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس طرح لیٹنے کو اللہ عزّ وجلّ پسند نہیں فرماتے (مسند احمد)

حضرت طہفہ غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَصَابَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَائِمًا فِي الْمَسْجِدِ عَلٰى بَطْنِیْ، فَرَكَضَنِیْ بِرِجْلِهٖ وَقَالَ: مَا لَکَ وَلِهٰذَا النَّوْمِ هٰذِهٖ نَوْمَةٌ يَكْرَهُهَا اللّٰهُ- أَوْ يُبْغِضُهَا اللّٰهُ (سنن ابن ماجه، رقم الحديث ۳۷۲۳)

ترجمہ: میرے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے، اس حال میں کہ میں مسجد میں اپنے پیٹ کے بل سویا ہوا تھا، تو آپ نے اپنا پیر مجھے لگایا، اور فرمایا کہ آپ کو کیا ہوا ہے، جو اس طرح سوتے ہو؟ اس طرح سونے کو اللہ تعالیٰ ناپسند فرماتے ہیں یا اللہ تعالیٰ مبغوض فرماتے ہیں (ابن ماجہ)

حضرت عمرو بن شرید سے مرسلاً روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهٗ كَانَ إِذَا وَجَدَ الرَّجُلَ رَاقِدًا عَلٰى وَجْهِهٖ لَيْسَ عَلٰى عَجُزِهٖ شَیْءٌ، رَكَضَهٗ بِرِجْلِهٖ، وَقَالَ: هِیَ أَبْغَضُ الرِّقْدَةِ إِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ (مسند احمد، رقم الحديث ۱۹۴۵۸) [2]

ترجمہ: جب نبی ﷺ جب کسی آدمی کو اپنے چہرے کے بل لیٹا ہوا دیکھتے تھے، جس کے سرین پر کوئی چیز (یعنی اضافی کپڑا وغیرہ) نہیں ہوتی تھی، تو اس کو اپنے پیر سے پیر لگاتے تھے، اور فرماتے تھے کہ اللہ عزّ وجلّ کے نزدیک یہ سب سے مبغوض (وناپسندیدہ) سونا ہے (مسند احمد)

اس قسم کی احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ چہرے یا پیٹ کے بل لیٹنا وسونا، جس کو اوندھا ہو کر لیٹنا وسونا کہا جاتا ہے، یہ شرعاً ناپسندیدہ ہے۔ [3]

---

[1] فی حاشية مسند احمد : حديث قوی.

[2] فی حاشية مسند احمد : مرفوعه حسن لغيره، وهذا إسناد مرسَل.

[3] (كان إذا وجد الرجل راقدا على وجهه) أی نائما عليه يقال رقد رقودا نام ليلا كان أو نهارا وخصه بعضهم بالليل والأول أصح والظاهر أن الرجل وصف طردی وأن المراد الإنسان ولو أنثى إذ هی أحق بالستر (ليس على عجزه شیء) يستره من نحو ثوب (ركضه) بالتحريک ضربه (برجله) ليقوم (وقال هی أبغض

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

بعض احادیث میں پیٹ کے بل یا مونڈھا لیٹنے یا سونے کو جہنمیوں کے مشابہ قرار دیا گیا ہے، جن کی اسناد پر محدّثین نے کلام کیا ہے۔ ۱؎

الٹا یا مونڈھا لیٹنے میں ایک تو جسم کا نظام اُلٹا ہو جاتا ہے، جو عام حالات میں صحت کے لئے نفع بخش نہیں، دوسرے پشت اور سرین اوپر آسمان کی طرف کر کے سونا آداب وحیاء کے خلاف ہے، تیسرے اس طرح لیٹنے میں بے جا شہوت میں اُبھار پیدا ہوتا ہے، جو کئی مفاسد اور فتنوں کا باعث ہے۔

اس لئے بلا ضرورت الٹا یا مونڈھا لیٹنے اور سونے سے پرہیز کرنا چاہئے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ الرقدة إلى الله) ومن ثم قيل إنها نوم الشياطين والعجز بفتح العين وضمها ومع كل فتح الجيم وسكونها والأفصح كرجل وهو من كل شيء مؤخره(حم عن الشريد) بن سويد رمز المصنف لحسنه وهو تقصير أو قصور فقد قال الحافظ الهيثمي :رجاله رجال الصحيح اه فكان حقه أن يرمز لصحته(فيض القدير، رقم الدحيث ٦٨١٧)

۱؎ عَنُ ابُنِ طِخُفَةَ الْغِفَارِيِّ، قَالَ :أَخُبَرَنِي أَبِي أَنَّهُ ضَافَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيُهِ وَسَلَّمَ مَعَ نَفَرٍ قَالَ :فَبِتُنَا عِنُدَهُ فَخَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيُهِ وَسَلَّمَ مِنَ اللَّيُلِ يَطَّلِعُ فَرَآهُ مُنُبَطِحًا عَلَى وَجُهِهِ فَرَكَضَهُ بِرِجُلِهِ فَأَيُقَظَهُ وَقَالَ " :هَذِهِ ضِجُعَةُ أَهُلِ النَّارِ(مسند احمد، رقم الحديث ٢٣٦١٤)

فی حاشية مسند احمد : إسناده ضعيف.

عَنُ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ :مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيُهِ وَسَلَّمَ عَلَى رَجُلٍ نَائِمٍ فِي الْمَسُجِدِ مُنُبَطِحٍ عَلَى وَجُهِهِ، فَضَرَبَهُ بِرِجُلِهِ وَقَالَ :قُمُ وَاقُعُدُ، فَإِنَّهَا نَوُمَةٌ جَهَنَّمِيَّةٌ(ابن ماجه، رقم الحديث ٣٧٢٥)

فی مصباح الزجاجة :

هذا إسناد فيه مقال محمد بن نعيم لم أر من جرحه ولا من وثقه ويعقوب بن حميد مختلف فيه وباقي رجال الإسناد ثقات قال المزی كذا وقع عند ابن ماجة وفی نسخة أخرى عن ابن طخفة عن أبي ذر قال والمحفوظ حديث طخفة عن النبي صلى الله عليه وسلم

قلت وحديث طخفة عن النبي صلى الله عليه وسلم رواه أبو داود والنسائي وابن ماجة وله شاهد من حديث أبي هريرة رواه الترمذی فی الجامع قال وفی الباب عن طخفة وابن عمر .

حدثنا يعقوب بن حميد بن كاسب ثنا سلمة بن رجاء عن الوليد بن جميل الدمشقي أنه سمع القاسم بن عبد الرحمن يحدث عن أبي أمامة قال مر النبي صلى الله عليه وسلم على رجل نائم في المسجد منبطح على وجهه فضربه برجله وقال قم واقعد فإنها نومة جهنمية .

هذا إسناد فيه مقال الوليد بن جميل لينه أبوزرعة وقال أبو حاتم شيخ يروی عن القاسم أحاديث منكرة وقال أبو داود ليس به بأس وذكره ابن حبان فی الثقات وسلمة بن رجاء ويعقوب بن حميد مختلف فيهما وله شاهد من حديث أبي هريرة رواه ابن حبان فی صحيحه(مصباح الزجاجة،باب النهی عن الاضطجاع على الوجه)

(۵)......ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر لیٹنا

حضرت عباد بن تمیم اپنے چچا حضرت عبداللہ بن زید بن عاصم رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ:

أَنَّهُ رَأٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَلْقِيًا فِي الْمَسْجِدِ، وَاضِعًا إِحْدٰى رِجْلَيْهِ عَلَى الْأُخْرٰى وَعَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، قَالَ: كَانَ عُمَرُ، وَعُثْمَانُ يَفْعَلَانِ ذٰلِكَ (بخاری، رقم الحديث ۴۷۵)

ترجمہ: انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں چت لیٹے ہوئے دیکھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک پاؤں کو دوسرے پاؤں پر رکھا ہوا تھا، اور حضرت ابنِ شہاب حضرت سعید بن مسیّب سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما بھی اس طرح کیا کرتے تھے (بخاری)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ چت ہوکر اس طرح لیٹنا جائز ہے کہ ایک ٹانگ دوسری ٹانگ پر رکھ لی جائے، بشرطیکہ ستر و پردہ کی خلاف ورزی لازم نہ آئے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا اسْتَلْقٰى أَحَدُكُمْ عَلٰى ظَهْرِهٖ فَلَا يَضَعُ إِحْدٰى رِجْلَيْهِ عَلَى الْأُخْرٰى (سنن الترمذی، رقم الحديث ۲۷۶۶، واللفظ لهٗ، مسلم، رقم الحديث ۲۰۹۹ "۷۲")

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی اپنی پیٹھ پر (یعنی چت) لیٹے، تو وہ اپنے ایک پاؤں کو دوسرے پاؤں پر نہ رکھے (ترمذی، مسلم)

عرب میں عام طور پر لنگی پہننے کا رواج تھا، جس کو پہن کر ایک پاؤں کو دوسرے پاؤں پر رکھ کر لیٹنے میں بالخصوص جبکہ دونوں پاؤں سیدھے نہ ہوں، بلکہ ایک پاؤں کھڑا ہوا ہو، ستر کھلنے اور بے پردگی ہونے کا امکان زیادہ تھا، اس لئے حدیث میں اس طرح لیٹنے سے منع کیا گیا، ورنہ اگر یہ خرابی نہ پائی جائے مثلاً پاجامہ، شلوار وغیرہ پہنی ہوئی ہو، جس کی وجہ سے بے پردگی لازم نہ آتی ہو، یا دونوں پاؤں پھیلا کر ایک پاؤں کو دوسرے پاؤں پر رکھ کر لیٹا جائے، یا کسی اور طرح سے پردہ کا اہتمام کرکے پاؤں پر پاؤں رکھ کر لیٹا جائے، تو فی نفسہٖ اس میں کوئی گناہ و خرابی نہیں، جیسا کہ اس سے پہلی حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ

وسلم اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی اس طرح لیٹنا ثابت ہے۔ ؎۱

مذکورہ پوری بحث کا خلاصہ یہ نکلا کہ شرعی اعتبار سے عام حالات میں دائیں کروٹ پر سونا سنت ہے، اور چت لیٹنا اور اسی طرح بائیں کروٹ پر لیٹنا وسونا جائز ہے، اگرچہ اس میں سنت کا ثواب نہیں، اور اُلٹا یا مونڈھا لیٹنا ناپسندیدہ اور مکروہ وممنوع ہے، اِلَّا یہ کہ کوئی عذر ہو۔

اور اس طرح لیٹنا کہ ایک ٹانگ دوسری ٹانگ پر رکھ لی جائے، جائز ہے، بشرطیکہ ستر نہ کھلے، اور بے پردگی لازم نہ آئے، ورنہ مکروہ ہے۔

؎۱ (وعن جابر -رضى الله عنه -قال :نهى رسول الله -صلى الله عليه وسلم -أن يرفع الرجل إحدى رجليه على الأخرى وهو مستلق على ظهره) : فيه تجريد أو تأكيد كما لا يخفى .قال المظهر :وجه الجمع بين حديث عباد بن تميم وجابر :إن وضع إحدى الرجلين على الأخرى قد يكون على نوعين أن تكون رجلاه ممدودتين إحداها فوق الأخرى، ولا بأس بهذا، فإنه لا ينكشف من العورة بهذه الهيئة، وأن يكون ناصبا ساق إحدى الرجلين ويضع الرجل الأخرى على الركبة المنصوبة، وعلى هذا فإن لم يكن انكشاف العورة بأن يكون عليه سراويل، أو يكون إزاره أو ذيله طويلين جاز وإلا فلا اهـ .وقال بعض علمائنا :وإنما أطلق النهى؛ لأن الغالب فيهم الاتزار(مرقاة المفاتيح، ج۷ص۲۹۷۷، باب الجلوس والنوم والمشى)

(علمی وتحقیقی سلسلہ نمبر 24)

اشكاليات فلكية وفقهية حول تحديد مَواقيت الصلاة

ويليه

كيفيةُ التحقق من صحة مواقيت الصلاة فى التقاويم

الشيخ محمد شوكت عودة

التقديم:المفتى محمد رضوان

الناشر:اداره غفران، راولبندى، الباكستان

عبرت کدہ ﴿اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَعِبۡرَۃً لِّاُولِی الۡاَ بۡصَارِ﴾ ابوجویریہ

عبرت وبصیرت آمیز حیران کن کائناتی تاریخی اور شخصی حقائق

حضرت یوسف علیہ السلام (قسط۳۴)

برادرانِ یوسف کا حضرت یوسف کی طرف چوری کی نسبت

جب حضرت یوسف علیہ السلام کے حقیقی بھائی کے سامان سے بادشاہِ مصر کا پیمانہ برآمد ہوا، اور اس پر چوری کا جرم ثابت کر دیا گیا، تو برادرانِ یوسف کو سخت شرمندگی اُٹھانی پڑی، اور وہ جھنجھلا کر کہنے لگے کہ اگر بنیامین نے چوری کی ہے، تو یہ کوئی زیادہ تعجب کی بات نہیں، بلکہ اس کا ایک بھائی تھا اُس نے بھی اسی طرح اس سے پہلے چوری کی تھی، مطلب یہ تھا کہ یہ ہمارا حقیقی بھائی نہیں، بلکہ علاتی (باپ شریک) ہے، یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے اس وقت خود یوسف علیہ السلام پر بھی چوری کا الزام لگا دیا۔

حضرت یوسف علیہ السلام کو بھائیوں کی اس بات سے سخت اذیت پہنچی، لیکن اس کا اظہار اپنے بھائیوں پر نہیں ہونے دیا، بلکہ اپنے دل میں کہا کہ تم لوگ ہی برے ہو، جو بھائی پر جان بوجھ کر چوری کی تہمت لگا رہے ہو، اور اللہ تعالیٰ ہی زیادہ جاننے والے ہیں کہ تم صحیح کہہ رہے ہو یا غلط کہہ رہے ہو۔

چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

قَالُوۡۤا اِنۡ یَّسۡرِقۡ فَقَدۡ سَرَقَ اَخٌ لَّہٗ مِنۡ قَبۡلُ فَاَسَرَّہَا یُوۡسُفُ فِیۡ نَفۡسِہٖ وَلَمۡ یُبۡدِہَا لَہُمۡ قَالَ اَنۡتُمۡ شَرٌّ مَّکَانًا وَاللّٰہُ اَعۡلَمُ بِمَا تَصِفُوۡنَ (سورۃ یوسف، رقم الآیۃ ۷۷)

یعنی ''انہوں (برادرانِ یوسف) نے کہا اگر اس نے چوری کی ہے تو اس سے پہلے اس کے بھائی نے بھی چوری کی تھی، یوسف نے اپنے دل میں کہا اور ان پر ظاہر نہیں ہونے دیا کہ تم بڑے ہی برے لوگ ہو، اور اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ تم بیان کرتے ہو''

ان آیات میں برادرانِ یوسف نے حضرت یوسف علیہ السلام کی طرف جس چوری کی نسبت کی ہے، وہ دراصل حضرت یوسف علیہ السلام کے بچپن کا ایک واقعہ ہے، جس میں ٹھیک اسی طرح حضرت یوسف علیہ السلام کی بے خبری میں حضرت یوسف علیہ السلام کے خلاف چوری کی سازش کی گئی تھی، جس طرح اس

موجودہ واقعہ میں بنیامین کے بارے میں کی گئی، مگر یہ بات سب بھائیوں کو پوری طرح معلوم تھی کہ حضرت یوسف علیہ السلام اس الزام سے بالکل بری ہیں، مگر اس وقت ''کھسیانی بلی، کھمبا نوچے'' کے مصداق اپنی سبکی دُور کرنے اور اپنے بھائی بنیامین پر غصہ کی وجہ سے اس واقعہ کو بھی چوری قرار دے کر اس کا الزام حضرت یوسف علیہ السلام پر لگا دیا۔

حضرت یوسف علیہ السلام کی طرف برادرانِ یوسف نے جو چوری کے واقعہ کی نسبت کی ہے، اس واقعہ کے بارے میں روایات مختلف ہیں، حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ کئی مفسرین کے حوالہ سے یہ واقعہ اس طرح نقل کیا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی ولادت کے تھوڑے ہی عرصہ بعد بنیامین پیدا ہوئے تو یہ ولادت ہی حضرت یوسف علیہ السلام کی والدہ کی موت کا سبب بن گئی۔

حضرت یوسف علیہ السلام اور بنیامین دونوں بھائی بغیر ماں کے رہ گئے تو ان کی تربیت وحضانت ان کی پھوپھی کی گود میں ہوئی، اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو بچپن سے ہی کچھ ایسی شان عطاء فرمائی تھی کہ جو دیکھتا ان سے بے حد محبت کرنے لگتا تھا، پھوپھی کا بھی یہی حال تھا کہ کسی وقت ان کو نظروں سے غائب نہ ہونے دیتی تھیں، دوسری طرف والد حضرت یعقوب علیہ السلام کا بھی کچھ ایسا ہی حال تھا مگر بہت چھوٹا ہونے کی بناء پر ضرورت اس کی تھی کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو کسی عورت کی نگرانی میں رکھا جائے، اس لئے پھوپھی کے حوالے کر دیا تھا، اب جب کہ وہ چلنے پھرنے کے قابل ہوگئے، تو حضرت یعقوب علیہ السلام کا ارادہ ہوا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنے ساتھ رکھیں، پھوپھی سے کہا تو انھوں نے عذر کیا، پھر زیادہ اصرار پر مجبور ہو کر حضرت یوسف علیہ السلام کو ان کے والد کے حوالے تو کر دیا مگر ایک تدبیر ان کو واپس لینے کی یہ کر دی کہ پھوپھی کے پاس ایک پٹکا تھا جو حضرت اسحاق علیہ السلام کی طرف سے ان کو پہنچا تھا اور اس کی بڑی قدر و قیمت سمجھی جاتی تھی، یہ پٹکا پھوپھی نے یوسف علیہ السلام کے کپڑوں کے نیچے کمر پر باندھ دیا۔

حضرت یوسف علیہ السلام کے جانے کے بعد یہ شہرت دی کہ میرا پٹکا چوری ہوگیا پھر تلاشی لی گئی تو وہ یوسف کے پاس نکلا، حضرت یعقوب علیہ السلام کی شریعت کے حکم کے مطابق اب پھوپھی کو یہ حق ہوگیا کہ وہ حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنا مملوک بنا کر رکھیں، حضرت یعقوب علیہ السلام نے جب یہ دیکھا کہ شرعی حکم کے اعتبار سے پھوپھی حضرت یوسف علیہ السلام کی مالک بن گئی، تو ان کے حوالے کر دیا اور جب تک

پھوپھی زندہ رہیں، حضرت یوسف علیہ السلام انہی کی تربیت میں رہے۔ [ل]

یہ تھا وہ واقعہ جس میں چوری کا الزام جو حضرت یوسف علیہ السلام پر لگا اور پھر ہر شخص پر حقیقت حال روشن ہوگئی کہ حضرت یوسف علیہ السلام چوری کے ادنیٰ شبہ سے بھی بری ہیں، پھوپھی کی محبت نے ان سے یہ حیلہ کروایا، بھائیوں کو بھی یہ حقیقت معلوم تھی۔

اس لئے بھائیوں کے لئے یہ بات کسی طرح بھی زیبا نہیں تھی کہ وہ حضرت یوسف علیہ السلام کی طرف اس عمل کے چوری ہونے کی نسبت کرتے، مگر حضرت یوسف علیہ السلام کے حق میں بھائیوں کی طرف سے جو زیادتیوں کا تسلسل چلا آ رہا تھا، یہ بھی اسی کا ایک حصہ تھا۔

اور اس کے مقابلے میں حضرت یوسف کی پیغمبرانہ اخلاقِ کریمانہ کا منظر بھی ہمارے سامنے کہ کس طرح ان سب ایذاؤں اور جفاؤں کا بدلہ، عفو و درگزر بخشش اور عطاؤں کی صورت میں دیا، لاکھوں درود و سلام ہوں اللہ کے سچے نبیوں پر اور حضرت یوسف علیہ السلام پر، اور ہمارے آقا حضور علیہ الصلاۃ والسلام پر۔

جنہوں نے فتحِ مکہ کے موقعہ پر اسوہ یوسفی کو ہی سامنے رکھتے ہوئے اہلِ مکہ کے سامنے یوسف، سچے یوسف کے بول دھرائے تھے:

لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ، يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ وَهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ (سورہ یوسف، آیت نمبر ۹۲)

ترجمہ: آج تم پر کوئی الزام نہیں، اللہ تمہیں معاف فرمائے، اور وہ ارحم الراحمین ہے (سورہ یوسف)

اے دوست تیرے باغ میں ہم ہی وہ شجر — کھاتے ہیں جو پتھر بھی لٹاتے ہیں جو ثمر بھی

(جاری ہے............)

[ل] وقال محمد بن إسحاق، عن عبد الله بن أبي نجيح، عن مجاهد، قال: كان أول ما دخل على يوسف من البلاء فيما بلغني أن عمته ابنة إسحاق، وكانت أكبر ولد إسحاق، وكانت عندها منطقة 1 إسحاق، وكانوا يتوارثونها بالكبر، فكان من اختباها ممن وليها كان له سلما لا ينازع فيه، يصنع فيه ما يشاء، وكان يعقوب حين ولد له يوسف قد حضنته عمته، وكان لها به وله، فلم تحب أحدا حبها إياه حتى إذا ترعرع وبلغ سنوات، تاقت إليه نفس يعقوب عليه السلام، فأتاها فقال: يا أخية سلمي إلى يوسف، فو الله ما أقدر على أن يغيب عني ساعة. قالت: فو الله ما أنا بتاركته، ثم قالت: فدعه عندي أياما أنظر إليه، وأسكن عنه لعل ذلك يسليني عنه، أو كما قالت فلما خرج من عندها يعقوب عمدت إلى منطقة إسحاق فحزمتها على يوسف من تحت ثيابه، ثم قالت: فقدت منطقة إسحاق عليه السلام، فانظروا من أخذها ومن أصابها؟ فالتمست، ثم قالت: اكشفوا أهل البيت فكشفوهم، فوجدوها مع يوسف، فقالت: والله إنه لي لسلم، أصنع فيه ما شئت، فأتاه يعقوب، فأخبرته الخبر، فقال لها: أنت وذلك، إن كان فعل ذلك فهو سلم لك، ما أستطيع غير ذلك، فأمسكته فما قدر عليه يعقوب حتى ماتت، قال: فهو الذي يقول إخوة يوسف حين صنع بأخيه ما صنع حين أخذه إن يسرق فقد سرق أخ له من قبل(تفسير ابنِ كثير، تحت رقم الآية ٧٧ من سورة يوسف)

طب وصحت

مفتی محمد رضوان

اللہ نے موت کے علاوہ ہر بیماری کی دوا پیدا فرمائی ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ دَاءً إِلَّا أَنْزَلَ لَهُ شِفَاءً (بخاری، رقم الحدیث ۵۶۷۸)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے جو بھی مرض نازل کیا ہے، تو اسکے لئے شفاء (یعنی دواوعلاج) کی چیز بھی نازل فرمائی ہے (بخاری)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ دَاءً، إِلَّا أَنْزَلَ لَهُ دَوَاءً (سنن ابن ماجه، رقم الحديث ۳۴۳۸)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے جو بھی مرض نازل کیا، تو اس کے لئے دوا بھی نازل کی ہے (ابنِ ماجہ)

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ حَيْثُ خَلَقَ الدَّاءَ، خَلَقَ الدَّوَاءَ، فَتَدَاوَوْا (مسنداحمد، رقم الحديث ۱۲۵۹۶) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ نے جہاں مرض پیدا فرمایا، تو دوا بھی پیدا فرمائی، تو تم دوا کیا کرو (مسند احمد)

حضرت ام درداء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ الدَّاءَ وَالدَّوَاءَ فَتَدَاوَوْا، وَلَا تَتَدَاوَوْا بِحَرَامٍ (المعجم الكبير للطبراني، رقم الحديث ۶۴۹) [2]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ نے مرض اور دوا دونوں کو پیدا فرمایا، تو دوا کیا کرو، اور تم حرام چیز سے دوا نہ کیا کرو (طبرانی)

---

[1] في حاشية مسند احمد: صحيح لغيره، وهذا إسناد حسن.

[2] قال الهيثمي: رواه الطبراني ورجاله ثقات (مجمع الزوائد، رقم الحديث ۸۲۸۸)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ دَاءً، إِلَّا قَدْ أَنْزَلَ لَهُ شِفَاءً، عَلِمَهُ مَنْ عَلِمَهُ، وَجَهِلَهُ مَنْ جَهِلَهُ (مسنداحمد، رقم الحدیث ۳۵۷۸) ۱

ترجمہ: اللہ نے جو مرض بھی نازل کیا ہے، تو اس کے لئے شفاء کو بھی نازل کیا ہے، جو اس شفاء کو جانتا ہے، تو وہ جانتا ہے، اور جو نہیں جانتا تو وہ نہیں جانتا (مسند احمد)

حضرت اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ ؟ قَالَ: أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا، ثُمَّ قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، أَنَتَدَاوَى ؟ قَالَ: تَدَاوَوْا، فَإِنَّ اللّٰهَ لَمْ يُنْزِلْ دَاءً، إِلَّا أَنْزَلَ لَهُ شِفَاءً، عَلِمَهُ مَنْ عَلِمَهُ، وَجَهِلَهُ مَنْ جَهِلَهُ (مسنداحمد، رقم الحدیث ۱۸۴۵۶) ۲

ترجمہ: ایک دیہاتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، اور اس نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! لوگوں میں بہتر آدمی کون سا ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو ان میں سب سے اچھے اخلاق والا ہو، پھر اس نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول کیا ہم دوا (وعلاج) کرلیا کریں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم دوا (وعلاج) کیا کرو، کیونکہ بے شک اللہ نے جو مرض بھی نازل کیا ہے، تو اس کے لئے شفاء کو بھی نازل کیا ہے، جو اس کو جانتا ہے تو وہ جانتا ہے، جو اس کو نہیں جانتا تو وہ نہیں جانتا (مسند احمد)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک انصاری صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَادَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا بِهِ جُرْحٌ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اُدْعُوْا لَهُ طَبِيْبَ بَنِي فُلَانٍ، قَالَ: فَدَعَوْهُ فَجَاءَ، فَقَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، وَيُغْنِي الدَّوَاءُ شَيْئًا ؟ فَقَالَ: سُبْحَانَ اللّٰهِ، وَهَلْ أَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ دَاءٍ فِي الْأَرْضِ، إِلَّا جَعَلَ لَهُ شِفَاءً (مسنداحمد، رقم الحدیث ۲۳۱۵۶) ۳

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک زخمی آدمی کی عیادت کی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کے لئے فلاں طبیب (یعنی ڈاکٹر) کو بلاؤ، تو لوگوں نے طبیب کو بلالیا،

---

۱ فی حاشیۃ مسند احمد: صحیح لغیرہ، وھذا إسناد حسن

۲ فی حاشیۃ مسند احمد: حدیث صحیح.

۳ فی حاشیۃ مسند احمد: إسنادہ صحیح.

اور وہ آ گیا، تو لوگوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! کیا دوا کوئی فائدہ پہنچاتی ہے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سبحان اللہ! اللہ نے زمین میں جو بیماری بھی نازل فرمائی ہے، تو اس کے لئے شفاء (ودواء) بھی رکھی ہے (مسند احمد)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: لِكُلِّ دَاءٍ دَوَاءٌ، فَإِذَا أُصِيْبَ دَوَاءُ الدَّاءِ بَرَأَ بِإِذْنِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ (مسلم، رقم الحدیث ۲۲۰۴ "۶۹")

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر مرض کی دوا ہے، پس جب دوا مرض کے مطابق درست ہوتی ہے، تو اللہ عزوجل کے حکم سے صحت (وتن درستی) حاصل ہو جاتی ہے (مسلم)

اور حضرت اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

قَالَتِ الْأَعْرَابُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، أَلَا نَتَدَاوَىٰ؟ قَالَ: نَعَمْ، يَا عِبَادَ اللّٰهِ تَدَاوَوْا، فَإِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَضَعْ دَاءً إِلَّا وَضَعَ لَهُ شِفَاءً، أَوْ قَالَ: دَوَاءً إِلَّا دَاءً وَاحِدًا، قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، وَمَا هُوَ؟ قَالَ: اَلْهَرَمُ (سنن الترمذی، رقم الحدیث ۲۰۳۸)

ترجمہ: دیہاتیوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! کیا ہم دوا (وعلاج) کرلیا کریں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اے اللہ کے بندو تم دوا (وعلاج) کیا کرو، پس بے شک اللہ نے جو مرض بھی رکھا ہے، تو اس کے لئے شفاء بھی رکھی ہے، یا یہ فرمایا کہ ہر مرض کی دوا رکھی ہے، سوائے ایک مرض کے، لوگوں نے عرض کیا کہ وہ ایک مرض کیا ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بڑھاپا (ترمذی)

مطلب یہ ہے کہ اگر انسان کو دوسری بیماری لاحق نہ ہو، یا لاحق شدہ بیماری کا علاج ہو جائے، تو بتقاضائے عمر ایک نہ ایک دن بڑھاپے کے اثرات تو آتے ہیں، جس کا اختتام موت پر ہی ہوتا ہے، اگرچہ بڑھاپے یا اس کے کچھ آثار کو بعض تدابیر سے مؤخر تو کیا جاسکتا ہے، مگر بالکلیہ روکا نہیں جاسکتا، جس کے بعد بالآخر موت لازماً آتی ہے، اس حیثیت سے بڑھاپا موت کے مشابہ ہو گیا۔

اسی لئے بعض احادیث میں بڑھاپے کے بجائے موت کا ذکر آیا ہے۔ [1]

---

[1] ایک بوڑھے نے کسی تجربہ کار طبیب وڈاکٹر سے کہا کہ میری سماعت کمزور ہے، تو طبیب نے جواب دیا کہ بڑھاپے کی وجہ سے ہے، اس بوڑھے نے کہا کہ میری نظر بھی کمزور ہے، طبیب نے جواب دیا کہ بڑھاپے کی وجہ سے ہے، اس بوڑھے نے کہا کہ مجھے چلنے پھرنے اور پکڑنے کی قوت نہیں، اور میری کمر میں ضعف ہے، اور پہلو میں درد ہے، ﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنْ نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ دَاءٍ، إِلَّا قَدْ أَنْزَلَ لَهُ دَوَاءً، عَلِمَ ذٰلِكَ مَنْ عَلِمَهُ، وَجَهِلَ ذٰلِكَ مَنْ جَهِلَهُ، إِلَّا السَّامَ قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَمَا السَّامُ، قَالَ: اَلْمَوْتُ (كشف الاستار عن زوائد البزار، رقم الحديث ٣٠١٦، كتاب الطب، باب ماانزل الله داء الا انزل له دواء) [1]

ترجمہ: اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے جو بھی مرض نازل کیا ہے، تو اس کے

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ اور اس کے علاوہ بھی کئی تکالیف ہیں، طبیب نے ان سب کے جواب میں کہا کہ یہ بڑھاپے کی وجہ سے ہیں، یہ سُن کر اس بوڑھے کو سخت غصہ آ گیا، اور اس نے طبیب سے غصہ میں آ کر کہا کہ آپ کتنے جاہل آدمی ہیں، یہ سب چیزیں بڑھاپے کی وجہ سے ہیں، تو طبیب نے کہا کہ آپ کی یہ بات اور غصہ بھی بڑھاپے کی وجہ سے ہے۔

اور اسی وجہ سے بعض حکماء کا قول ہے کہ جو شخص بڑھاپے میں مبتلا ہو گیا، تو وہ ہزار بیماریوں میں مبتلا ہو گیا۔

(تداووا) : تأكيدا لما فهم من قوله " :نعم "، والمعنى تداووا ولا تعتمدوا فى الشفاء على التداوى، بل كونوا عباد الله متوكلين عليه، ومفوضين الأمور إليه، وكذا توطئة لقوله :(فإن الله لم يضع داء إلا وضع له شفاء ، غير داء واحد، الهرم) : بفتح الهاء والراء وهو بالجر على أنه بدل من داء ، وقيل خبر مبتدأ محذوف هو هو، أو منصوب بتقدير أعنى، والمراد به الكبر، وجعله داء تشبيها له، فإن الموت يعقبه كالأدواء ذكره الطيبى، والأظهر أنه منبع الأدواء ، ولهذا قال شيخ كبير لأحد من الأطباء :سمعى ضعيف، فقال :من الكبر. قال فى بصرى غشيان، فقال :من الكبر، فقال :ليس لى قوة على المشى وعلى البطش، ولى انكسار فى الظهر، ووجع فى الجنب وأمثال ذلك .فقال فى كل منها :إنه من الكبر، فساء خلقه، فقال :ما أجهلك كله من الكبر، فقال :هذا أيضا من الكبر، وقد قالوا :من ابتلى بالكبر فقد ابتلى بألف داء .

قال الموفق البغدادى :الداء :خروج البدن والعضو عن اعتداله بإحدى الدرج الأول، ولا شيء منها إلا وله ضد وشفاء الضد بضده، وإنما يتعذر استعماله للجهل به، أو فقده، أو موانع أخرى، وأما الهرم فهو اضمحلال طبيعي وطريق إلى الفناء ضرورى، فلم يوضع له شفاء ، والموت أجل مكتوب لا يزيد ولا ينقص (مرقاة، كتاب الطب والرقى، الفصل الثانى)

ولعل التقدير إلا داء الموت أى المرض الذى قدر على صاحبه الموت واستثناء الهرم فى الرواية الأخرى إما لأنه جعله شبيها بالموت والجامع بينهما نقص الصحة أو لقربه من الموت وإفضائه إليه ويحتمل أن يكون الاستثناء منقطعا والتقدير لكن الهرم لا دواء له والله أعلم(فتح البارى لابنِ حجر، ج١٠ ص١٣٥، ١٣٦، كتاب الطب)

قال البيضاوى :الهرم الكبر وقد هرم يهرم فهو هرم جعل الهرم داء تشبيها به لأن الموت يعقبه وقد سبق بيانه موضحا (فيض القدير للمناوى، تحت رقم الحديث ٥٣٧٣، حرف العين)

[1] قال الهيثمى:رواه البزار، والطبرانى فى الصغير والأوسط، وفيه شبيب بن شيبة، قال زكريا الساجى : صدوق يهم .وضعفه الجمهور، وبقية رجاله رجال الصحيح(مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ٨٢٧٨،كتاب الطب،باب خلق الداء والدواء)

لئے دواء کو بھی نازل کیا ہے، اس دوا کو جو شخص جانتا ہے، تو وہ جانتا ہے، اور جو شخص اس کو نہیں جانتا تو وہ نہیں جانتا، سوائے سام کے، لوگوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! سام کیا ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ موت (بزار)

حضرت طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ لَمْ يَضَعْ دَاءً إِلَّا وَضَعَ لَهُ شِفَاءً، فَعَلَيْكُمْ بِأَلْبَانِ الْبَقَرِ، فَإِنَّهَا تَرُمُّ مِنْ كُلِّ الشَّجَرِ (مسنداحمد، رقم الحديث ۱۸۸۳۱) ؎۱

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ عزوجل نے جو مرض بھی رکھا ہے، تو اس کے لئے شفاء بھی رکھی ہے، تو تم گائے کا دودھ پیا کرو، کیونکہ گائے ہر طرح کا چارہ کھاتی ہے (مسند احمد)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ دَاءً إِلَّا أَنْزَلَ لَهُ دَوَاءً، فَعَلَيْكُمْ بِأَلْبَانِ الْبَقَرِ، فَإِنَّهَا تَرُمُّ مِنْ كُلِّ الشَّجَرِ (ابن حبان، رقم الحديث ۶۰۷۵) ؎۲

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے جو مرض بھی نازل کیا ہے، اس کے لئے دوا بھی نازل کی ہے، تو تم گائے کا دودھ پیا کرو، کیونکہ گائے ہر طرح کا چارہ کھاتی ہے (ابنِ حبان)

مذکورہ احادیث سے چند اصول معلوم ہوئے۔

ایک یہ کہ مرض و بیماری اور اس کے مقابلہ میں صحت وتن درستی، اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے۔

دوسرے یہ کہ اللہ نے ہر طرح کے مرض و بیماری کے علاج ودوا کا بھی انتظام فرمایا ہے، سوائے موت کے، جس میں بڑھاپا طاری ہوجانا بھی داخل ہے۔

تیسرے یہ کہ ہر مرض و بیماری کے علاج ودوا سے سب لوگ واقف نہیں ہوتے، اور اس سلسلہ میں لوگوں کا علم ومعلومات مختلف ہیں، جس سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ مرض و بیماری اور دوا وعلاج

؎۱ فی حاشية مسند احمد: حديث حسن لغيره.

؎۲ فی حاشية ابنِ حبان: إسناده صحيح.

معالجہ کی تحقیق اور معلومات کا حاصل کرنا شریعت کی نظر میں برانہیں، بلکہ ایک طرح سے مطلوب اور محمود ہے، جس میں مختلف امراض کی تشخیص اور امراض کے اعتبار سے دواؤں کی تعیین اوران کے استعمال کی مقدار وکیفیات وغیرہ سب داخل ہیں۔

چوتھے یہ کہ مرض و بیماری کا علاج سنت کے خلاف نہیں، بلکہ سنت کے مطابق ہے۔

پانچویں یہ کہ دواوعلاج کو مرض و بیماری کی شفاء کا سبب سمجھنا اللہ پر توکل کے خلاف نہیں، البتہ یہ عقیدہ رکھنا ضروری ہے کہ دوااور علاج میں شفاء کی تاثیر اللہ کی طرف سے رکھی ہوئی ہے، اور وہ اللہ کے حکم سے شفاء کا سبب وذریعہ بنتی ہے، جیسا کہ کھانا پینا، بھوک اور پیاس مٹانے کا سبب وذریعہ ہوتا ہے۔

چھٹے یہ کہ مرض و بیماری اوراس کے مقابلہ میں صحت وتن درستی دونوں چیزیں اللہ کی مخلوق ہیں، تو اللہ تعالیٰ کو یہ بھی قدرت حاصل ہے کہ اپنے بندہ کو بغیر دوا اور علاج کے صحت وتندرستی عطا فرمادے، اگرچہ بندہ کو اپنی طرف سے ممکنہ حدتک جائز اسباب وتدابیر کو اختیار کرنے کا حکم ہے۔

ساتویں یہ کہ دوااور علاج معالجہ کے لئے اللہ تعالیٰ کے پیدا کئے ہوئے جائز اور حلال طریقوں اور تدبیروں کو اختیار کرنا چاہئے، اور حرام سے بچنا چاہئے۔

آٹھویں یہ کہ موت کا کوئی علاج اور دوانہیں ہے، وہ اپنے مقررہ وقت پر آ کر رہتی ہے، لہٰذا اپنی طرف سے ممکنہ جائز تدابیر واسباب اختیار کرنے کے باوجود بھی اگر کسی مریض کی موت واقع ہوجائے، تو اس کو اللہ کا فیصلہ سمجھ کر راضی رہنا چاہئے۔

نویں یہ کہ بعض غذاؤں میں اللہ تعالیٰ نے مختلف بیماریوں کے دفاع اوران سے حفاظت کی تاثیر رکھی ہے، جس کی مذکورہ احادیث میں ایک مثال گائے کے دودھ سے دی گئی ہے، بعض دوسری احادیث میں اور بھی کئی چیزوں کا ذکر کیا گیا ہے، مثلاً شہد اور کھجور اور کلونجی وغیرہ۔

دسویں یہ کہ بیماری کے علاج معالجہ کی ایک صورت علاج بالغذاء بھی ہے، جیسا کہ دودھ کہ اس میں دوا کے علاوہ غذائی عنصر بھی شامل بلکہ غالب ہے۔

گیارہویں یہ کہ علاج کے لئے جس طرح مفرد ادویہ کو اختیار کیا جاسکتا ہے، اسی طرح مرکب ادویہ کو بھی استعمال کیا جاسکتا ہے، جن میں مختلف قسم کی جڑی بوٹیاں شامل ہیں، کیونکہ احادیث میں گائے

کے دودھ میں شفاء کا ذکر کرتے وقت اس کے مختلف قسم کا چارہ کھانے کی وجہ بیان کی گئی ہے۔
بارہویں یہ کہ اگر کسی مریض کی بیماری کے لئے کوئی خاص دوا موافق نہ آئے، تو اس میں تبدیلی لائی جا سکتی ہے۔ [1]

---

[1] وفی مجموع هذه الألفاظ ما يعرف منه المراد بالإنزال فی حديث الباب وهو إنزال علم ذلک علی لسان الملک لنبی صلی الله عليه وسلم مثلا أو عبر بالإنزال عن التقدير وفيها التقييد بالحلال فلا يجوز التداوی بالحرام وفی حديث جابر منها الإشارة إلی أن الشفاء متوقف علی الإصابة بإذن الله وذلک أن الدواء قد يحصل معه مجاوزة الحد فی الكيفية أو الكمية فلا ينجع بل ربما أحدث داء آخر وفی حديث بن مسعود الإشارة إلی أن بعض الأدوية لا يعلمها كل أحد وفيها كلها إثبات الأسباب وأن ذلک لا ينافی التوكل علی الله لمن اعتقد أنها بإذن الله وبتقديره وأنها لا تنجع بذواتها بل بما قدره الله تعالی فيها وأن الدواء قد ينقلب داء إذا قدر الله ذلک وإليه الإشارة بقوله فی حديث جابر بإذن الله فمدار ذلک كله علی تقدير الله وإرادته والتداوی لا ينافی التوكل كما لا ينافيه دفع الجوع والعطش بالأكل والشرب وكذلک تجنب المهلكات والدعاء بطلب العافية ودفع المضار وغير ذلک وسيأتی مزيد لهذا البحث فی باب الرقية إن شاء الله تعالی ويدخل فی عمومها أيضا الداء القاتل الذی اعترف حذاق الأطباء بأن لا دواء له وأقروا بالعجز عن مداواته ولعل الإشارة فی حديث بن مسعود بقوله وجهله من جهله إلی ذلک فتكون باقية علی عمومها ويحتمل أن يكون فی الخبر حذف تقديره لم ينزل داء يقبل الدواء إلا أنزل له شفاء والأول أولی ومما يدخل فی قوله جهله من جهله ما يقع لبعض المرضی أنه يتداوی من داء بدواء فيبرأ ثم يعتريه ذلک الداء بعينه فيتداوی بذلک الدواء بعينه فلا ينجع والسبب فی ذلک الجهل بصفة من صفات الدواء فرب مرضين تشابها ويكون أحدهما مركبا لا ينجع فيه ما ينجع فی الذی ليس مركبا فيقع الخطأ من هنا وقد يكون متحدا لكن يريد الله أن لا ينجع فلا ينجع ومن هنا تخضع رقاب الأطباء وقد أخرج بن ماجه من طريق أبی خزامة وهو بمعجمة وزای خفيفة عن أبيه قال قلت يا رسول الله أرأيت رقی نسترقيها ودواء نتداوی به هل يرد من قدر الله شيئا قال هی من قدر الله تعالی والحاصل أن حصول الشفاء بالدواء إنما هو كدفع الجوع بالأكل والعطش بالشرب وهو ينجع فی ذلک فی الغالب وقد يتخلف لمانع والله أعلم ثم الداء والدواء كلاهما بفتح الدال وبالمد وحكی كسر دال الدواء واستثناء الموت فی حديث أسامة بن شريک واضح ولعل التقدير إلا داء الموت أی المرض الذی قدر علی صاحبه الموت واستثناء الهرم فی الرواية الأخری إما لأنه جعله شبيها بالموت والجامع بينهما نقص الصحة أو لقربه من الموت وإفضائه إليه ويحتمل أن يكون الاستثناء منقطعا والتقدير لكن الهرم لا دواء له والله أعلم (فتح الباری لابنِ حجر، ج۱۰ ص۱۳۵،۱۳۶، کتاب الطب)

وفی هذا الحديث إشارة إلی استحباب الدواء وهو مذهب أصحابنا وجمهور السلف وعامة الخلف قال القاضی فی هذه الأحاديث جمل من علوم الدين والدنيا وصحة علم الطب وجواز التطبيب فی الجملة واستحبابه بالأمور المذكورة فی هذه الأحاديث التی ذكرها مسلم وفيها رد علی من أنكر التداوی من غلاة الصوفية وقال كل شیء بقضاء وقدر فلاحاجة إلی التداوی وحجة العلماء هذه الأحاديث ويعتقدون أن الله تعالی هو الفاعل وأن التداوی هو أيضا من قدر الله وهذا كالأمر بالدعاء وكالأمر بقتال الكفار وبالتحصن ومجانبة الإلقاء باليد إلی التهلكة مع أن الأجل لايتغير والمقادير لاتتأخر ولا تتقدم عن أوقاتها ولابد من وقوع المقدرات والله أعلم (شرح النووی علیٰ مسلم، ج۲ص۱۹۱، باب لكل داء دواء واستحباب التداوی)

اخبارِ ادارہ — مولانا محمد امجد حسین

ادارہ کے شب وروز

□......جمعہ ۱۶،۲۳/ جمادی الاولیٰ، ۱، ۸/ جمادی الاخریٰ متعلقہ مساجد میں وعظ ومسائل کے سلسلے ہوئے۔

□......۱۸، ۲۵/ جمادی الاولیٰ، ۳، ۱۰/ جمادی الاخریٰ اتوار دن دس بجے مدیر صاحب کی ہفتہ وار اصلاحی مجلس منعقد ہوتی رہی، ان تاریخوں میں بعد ظہر طلبہ کے لئے بزمِ ادب اور بعد عصر شعبہ حفظ کے لئے اصلاحی بیان کی مجلس بھی منعقد ہوتی رہی۔

□......۱۸/ جمادی الاولیٰ، اتوار، ڈاکٹر محمد ادریس اکبر صاحب کی طرف سے ادارہ غفران کے تحت طلبہ کی نظر کا معائنہ کرنے کے لئے آئی کیمپ لگایا گیا، جن بچوں کی نظر کمزور تھی، ان کو دوائی یا عینک بنوا کر دی گئی۔

□......۱۹/ جمادی الاولیٰ بمطابق یکم اپریل، پیر تعلیمِ پاکستان سکول میں نئے تعلیمی سال کا آغاز ہوا، نئے داخلوں کا سلسلہ شروع ہوا۔

□......۱۹/ جمادی الاولیٰ پیر جامعہ عمر بن خطاب ملتان کے مہتمم حضرت مولانا کریم بخش صاحب اور حضرت مولانا سیف اللہ صاحب (مع بعض دیگر احباب) دارالافتاء میں تشریف لائے، مدیر صاحب سے ملاقات ہوئی، کچھ دیر علمی مجلس رہی، معزز مہمان ٹیکسلا تشریف لائے تھے، اب واپسی کے لئے پابہ رکاب تھے۔

□......۲۱، اور ۲۲/ جمادی الاولیٰ (بمطابق ۳، اور ۴، اپریل) بدھ اور جمعرات کی درمیانی شب، حضرت مولانا عبداللطیف صاحب (فاضل، دارالعلوم دیوبند) بعمر ۹۸ سال طویل علالت کے بعد انتقال فرماگئے، انا للہ وانا الیہ راجعون، بعد ظہر تقریباً دو بجے جامعہ اسلامیہ صدر، راولپنڈی میں جنازہ ہوا (آپ کے حالات اسی شمارہ میں اندرونی صفحات پر ملاحظہ ہوں) ؏ خوب آئی اے موت! تیری عمر بڑی ہو

□......۹/ جمادی الاخریٰ بروز ہفتہ بعد عصر مولانا عبدالحمید تونسوی صاحب تھوڑی دیر کے لئے ادارہ میں تشریف لائے، آپ سفر پر تھے، اب واپسی ہو رہی تھی۔

□......۱۰/ جمادی الاخریٰ اتوار بعد مغرب یومِ والدین کا جلسہ ہوا، شش ماہی امتحانات کے نتائج کا اعلان بھی ہوا، راقم کا ایک گھنٹہ بیان ہوا۔

Idara Gufran

اخبارِ عالم

حافظ غلام بلال

دنیا میں وجود پذیر ہونے والے اہم و مفید حالات و واقعات، حادثات و تغیرات

21/ مارچ/2013ء، بمطابق/ جمادی الاولیٰ/1434ھ: پاکستان: عام انتخابات 11 مئی کو کرانے کا اعلان الیکشن شیڈول تیار 22/ مارچ: پاکستان: زاہد علوی، نگران وزیر اعلیٰ سندھ بن گئے، بلوچستان میں غوث بخش باروزئی پر اتفاق 23/ مارچ: پاکستان: کاغذاتِ نامزدگی کی وصولی 24 مارچ سے شروع، انتخابی مہم کے لئے کل 21 روز ملیں گے، حتمی شیڈول جاری 24/ مارچ: پاکستان: صدر نے ہائیکورٹ کے 6 ججز کو توسیع، 7 جج تعینات کرنے کی منظوری دے دی 25/ مارچ: پاکستان: میر ہزار خان کھوسو نگران وزیر اعظم مقرر، آج حلف لیں گے، ن لیگ اور پی پی کا خیر مقدم 26/ مارچ: پاکستان: سندھ اور پنجاب کے الیکشن کمشنر تبدیل میانمار: مسلم کش فسادات پھیل گئے، مسجدیں، گھر دوکانیں نذرِ آتش 27/ مارچ: پاکستان: سینئر صحافی نجم سیٹھی پنجاب کے وزیر اعلیٰ نامزد، آج حلف اٹھائیں گے 28/ مارچ: پاکستان: پنجاب میں الیکشن کے باعث 4 مئی کو شروع ہونے والے انٹر کے امتحانات 18 مئی کو شروع کرنے کا فیصلہ 29/ مارچ: پاکستان: الیکشن کمیشن نے سرکاری بھرتیوں پر پابندی اٹھالی، ترقیاتی فنڈ کی منتقلی پر پابندی برقرار 30/ مارچ: پاکستان: پشاور آئی جی اف سی کے قافلہ پر خودکش حملہ، 12 جاں بحق، 30 زخمی 31/ مارچ: پاکستان: پنجاب کی صنعتوں کو 8 اپریل سے چار دن گیس ملے گی یکم/ اپریل: پاکستان: پٹرول کے نرخ میں 1.80 روپے کے بجائے صرف 77 پیسے فی لیٹر کمی، اوگرا کی سفارش پر ریلیف نہیں دیا گیا۔ 2/ اپریل: پاکستان: زمزمہ گیس پائپ لائن تباہ، پنجاب کی بیشتر صنعتوں کو فراہمی معطل، ڈھاڈر نیٹو آئل ٹینکروں پر فائرنگ، 5 جل گئے 3/ اپریل: پاکستان: جعلی ڈگری، دہری شہریت، 4 سابق ارکان اسمبلی کو قید، 3 کی گرفتاری کا حکم 4/ اپریل: پاکستان: گوجرانوالہ، بچوں کی لڑائی پر مسلمانوں اور مسیحیوں میں تصادم، توڑ پھوڑ، شیخوپورہ روڈ گھنٹوں میدانِ جنگ بنا رہا 5/ اپریل: پاکستان: 2012ء، ڈرون حملوں سے 400 کراچی میں 2284 افراد مارے گئے، انسانی حقوق کمیشن 6/ اپریل: پاکستان: خالی خانے کا فیصلہ مؤخر، الیکشن پرانے بیلٹ پیپر پر ہی ہوں گے 7/ اپریل: پاکستان: ٹوبہ میں بسنت، ہوئی فائرنگ، ڈور پھرنے سے متعدد افراد زخمی 8/ اپریل: پاکستان: پنجاب میں شہباز دور کے 9 کمشنر 26 ڈی سی او، 31 ڈی پی او تبدیل 9/ اپریل: پاکستان: غداری کیس، سپریم کورٹ نے آج مشرف کو طلب کرلیا، ادارے یقینی بنائیں، ملک سے باہر نہ جائیں، تحریری حکم 10/ اپریل: ایران: ایران میں شدید زلزلہ، 37 افراد ہلاک، 850 زخمی 11/ اپریل: پاکستان: پاکستان کا بیلسٹک میزائل حتف 4 شاہین ون کا کامیاب تجربہ، سمندری ہدف کو نشانہ بنایا

✍ 12/اپریل: پاکستان: حیدرآباد ایم کیو ایم کا امیدوار قتل ✍ 13/اپریل: پاکستان: اسٹیٹ بینک کی مانٹیری پالیسی کا اعلان، رواں مالی سال کی پہلی سہ ماہی میں 2.2 ارب ڈالر کے قرضے واپس کیے گئے، آخری سہ ماہی میں مزید 838 ملین ادا کیے جائیں گے، شرح سود 9.5 فیصد برقرار رکھنے کا فیصلہ ✍ 14/اپریل: پاکستان: پشاور وین میں دھماکہ، 9 جاں بحق، بارود پھٹنے سے تھانہ 15 گاڑیاں تباہ ✍ 15/اپریل: پاکستان: مذہب یا فرقے کے نام پر ووٹ مانگنا جرم قرار، ووٹر کو پولنگ اسٹیشن سے بھگانا، مفت ٹرانسپورٹ کی فراہمی، پریذائیڈنگ آفیسر کے فرائض میں مداخلت جرم قرار دے دیئے گئے، سیالکوٹ پابندی کے باوجود بسنت، چھت سے گر کر لڑکا جاں بحق ✍ 16/اپریل: پاکستان: سپریم کورٹ نے پرویز اشرف کے منظور کردہ 200 سی این جی لائسنسوں کا اجراء روک دیا، گیس کی کمی ہے، تو لائسنس کیوں دیتے ہیں ✍ 17/اپریل: پاکستان: ملک بھر میں زلزلے کے شدید جھٹکے، بلوچستان میں 35 جاں بحق، ایک ہزار مکانات منہدم، ایران ایراق میں 67 ہلاکتیں ✍ 18/اپریل: پاکستان: زلزلہ سے ہلاکتیں 41 ہوگئیں، امدادی کاروائیاں شروع، زلزلہ متاثرین کی ہر ممکن مدد کریں گے، بان کی مون، ہلاکتوں پر اظہار افسوس ✍ 19/اپریل: پاکستان: ججز نظر بندی کیس، مشرف ضمانت مسترد ہونے پر عدالت سے فرار، گھر سب جیل قرار ✍ 20/اپریل: پاکستان: معصوم افراد قتل، قرآن کی بے حرمتی ہوئی، ذمہ دار افراد کے خلاف کارروائی، جامعہ حفصہ کی تعمیر، متاثرین کو معاوضہ دینے کی سفارش، لال مسجد کمیشن کی سفارشات منظرِ عام پر آگئیں۔

(بسلسلہ: اصلاح وتزکیہ

اصلاحِ اخلاق اور حفاظتِ زبان

قرآن وسنت کی روشنی میں

حُسنِ اخلاق واصلاحِ اخلاق کے فضائل وفوائد، بدخلقی وبداخلاقی کے عذابات ونقصانات

حُسنِ اخلاق واصلاحِ اخلاق میں زبان کی اہمیت، زبان کے ذریعہ سے بداخلاقی وبدخلقی کی صورتیں، حفاظتِ زبان، اور آفاتِ زبان کی تفصیل وتشریح، آفاتِ زبان سے بچنے اور حفاظتِ زبان کے مسنون طریقے، قرآنی آیات، مستند احادیث اور معتبر تشریح وتوضیح کا جامع ومفید مجموعہ وذخیرہ، تزکیہ واصلاح کے موضوع پر ایک جامع، نافع وسہل کتاب

مصنّف: مفتی محمد رضوان

ادارہ غفران　چاہ سلطان　راولپنڈی